اور کردار کی اصلاح کا پہلو۔ یہ پہلو آغاز جہاد سے اب تک جاری ہے۔ انہوں نے چھ سو کے قریب مدارس افغانستان' پاکستان کے صوبہ سرحد اور قبائلی علاقوں میں قائم کئے۔ آپ دوسروں کو بھی مدارس اور درس قرآن کے حلقے قائم کرنے کی تلقین کرتے۔ اس سلسلے میں حسب مستحق مدارس کی ضرورت کتابوں اور فنڈز سے امداد کیا کرتے۔ جس سے بلا تخصیص ہر مسلمان فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ تعلیم و تعلیم کا یہ وہ پہلو ہے جس کی طرف شیخ جمیل الرحمٰنؒ اور ان کے ساتھیوں نے دوسری افغان تنظیموں کے سربراہوں کی بارہا توجہ مبذول کرائی مگر انہوں نے اسے درخور اعتنا نہ سمجھا۔ اب اس کے اثرات سامنے آ رہے ہیں۔ دوران جہاد اور فتح کابل کے بعد بھی جماعت الدعوۃ الی القران والسنۃ کے کارکنوں میں وہ اخلاقی کمزوریاں سامنے نہیں آئیں جو دوسری جماعتوں کے کارکنوں میں پائی جاتی ہیں۔ شیخ صاحب رحمتہ اللہ نے اس شعبے میں جو سرمایہ کاری کی اس کے دور رس اثرات آہستہ آہستہ درخشاں ہوتے چلے جائیں گے۔ اور مسلم افغانستان کا اسلامی تشخص مضبوط بنیادوں پر استوار ہو گا۔

☆

مولانا حافظ عبدالخبیر اویسی

(فاروقی کتب خانہ)

"شیخ صاحب سے تین سال قبل ایک ملاقات کتابوں کی فروخت کے سلسلے میں ملاقات ہوئی۔ جمع کا دن تھا اور میں اپنے گھر پر ہی تھا کہ حافظ احمد شاکر صاحب کا پیغام ملا کہ ایک صاحب کتابوں کی خرید کے سلسلے میں آئے ہوئے ہیں۔ آکر کتابیں دکھا دیں۔ میں آیا تو شیخ صاحب سے تعارف ہوا یہ پہلی ملاقات تھی۔ بڑے پیار اور تپاک سے ملے۔ پوچھا کہ آپ کی دکان کدھر ہے؟ میں نے کہا کہ اردو بازار میں۔ کہنے لگے آؤ چلیں۔ گاڑی میں بیٹھ کر اردو بازار آ گئے۔ دکان کھولی تو شیخ صاحب نے کتابیں منتخب کرنا شروع کر دیں۔ انہوں نے زیادہ تر شیعہ کتب کا انتخاب کیا۔ آخر میں بل بنا کر پیش کیا تو شیخ صاحب نے کہا کہ آپ کو ہمارا آدمی بل ادا کر دے گا۔ کتابوں کی قیمت پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ میرے پاس عام طور پر علماء کرام ہی کتابیں لینے آتے ہیں۔ کتابیں خریدتے وقت بارگیننگ اور پھر ادائیگی کے وعدوں کے سلسلے میں' مجھے بڑے تلخ تجربات ہوئے ہیں لیکن شیخ صاحب جیسا معاملہ کا صاف اور ستھرا آدمی میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ جو بات طے ہوئی وہ پوری کی گئی۔

کتابوں کے انتخاب سے میں نے اندازہ کیا کہ وہ سلف علماء میں سے امام ابن تیمیہؒ امام قیمؒ اور امام شوکانیؒ کے معتقدین میں سے تھے۔ شیخ صاحب کے بارے میں چند لوگوں کا تاثر یہ تھا کہ وہ سلفی نہیں تھے۔ کہنے والے شاید اس لئے کہتے ہوں کہ شیخ صاحب نے تحصیل علم ایک حنفی مدرسہ سے کی تھی۔ کیا کئی ایسی مثالیں سامنے نہیں آئیں کہ کئی حنفی علماء اپنی ذاتی تحقیق کے بعد اہل حدیث ہوئے ہیں؟ قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی۔ مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم فیصل آباد والے جنہوں نے ایک پمفلٹ بھی بعنوان "میں اہل حدیث کیوں ہوا؟" لکھا۔ ایسی ہی کئی مثالیں ہیں۔ پھر ان لوگوں کی طرف سے شیخ صاحب کو سلفی ماننے میں کیوں تامل کیا گیا؟ اس کا جواب الزام لگانے والوں کے ذمے ہے۔

شیخ صاحب کی نشست و برخاست گفتگو اور نماز کا طریقہ اور سب سے بڑھ کر کتابوں کا انتخاب پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ دیکھو اور غور سے دیکھو کیا ان اطوار کی حامل شخصیت سلفی کے علاوہ کسی اور نسبت کی حقدار ہو سکتی ہے۔ اس ایک نشست میں ہی میں ان کے تقویٰ' کردار کی عظمت اور وقار سے متاثر ہو گیا۔

□

شیخ صاحبؒ سلف میں سے امام ابن تیمیہؒ امام ابن قیمؒ اور امام شوکانیؒ کے معتقد تھے۔

مولانا شفیق الرحمٰن تابانی

امیر تحریک مجاہدین اسلام پاکستان

میری شیخؒ صاحب سے پہلی ملاقات تحریک ہی کے دفتر میں ہوئی- ان کی شخصیت باوقار بھی تھی اور بارعب بھی- ان کی گفتگو کا انداز بڑا متاثر کن تھا- علم کی برکت ایک ایسی دولت ہے جو گفتگو کو پراثر بنا دیتی ہے- وہ ایک بہت اچھے سامع تھے- سکون اور اطمینان اور تحمل سے ہر طرح کی بات اور اس کا جواب دینے کی ہمت اور حوصلہ رکھتے تھے- گفتگو کے لئے وہ اپنا انتہائی قیمتی وقت بھی قربان کر دیتے تھے- اگر وہ مجلس میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر کوئی گفتگو کر رہے ہوئے تو آنے والے ملاقاتی کی بات سنتے اور اس کو بڑے اطمینان سے فارغ کر کے پھر گفتگو کا سلسلہ شروع کرتے-

اسلام اور جہاد کے بارے میں ان کے جذبات اتنے صادق اور سچے تھے کہ ان کی صحبت سے ہمارے دلوں بھی وہی ولولہ جوش اور فکر موجزن ہونا شروع ہو گئی-

ان کی شخصیت کا ایک پہلو خلوص عمل کا تھا- یہی وہ نقطہ نظر تھا جو ان کے میڈیا سے دور رکھتا تھا وہ کہا کرتے تھے کہ "میڈیا کے پاس آپ کو جانے کی ضرورت نہیں بلکہ میڈیا کو آپ کے پاس آنا چاہئے-" آپ حیران ہوں گے کہ افغان رہنما جو میڈیا میں ہروقت چھپتے اور سنے جاتے ہیں ان میں سے اکثر شیخؒ صاحب کے حلقہ درس یا تلامذہ میں شامل رہے ہیں- اختلاف کے باوجود ہر مکتبہ فکر کے افغان علماء ان کے علم و فضل کا اعتراف کرتے تھے- مگر میڈیا کی طاقت استعمال کر کے وہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گے- آڈیو اور ویڈیو کیسٹ سٹکر' اشتہارات' بینر اور پریس کانفرنسیں یہ سب کچھ "کام کم اور شہرت زیادہ" کے ذریعے ہیں-

دعوت اور تعلیم کے کام کو وہ جہاد کی طرح ضروری سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ افغانستان اور پشاور میں شیخؒ صاحب نے مدارس کا جال پھیلا دیا تھا- جہاں مجاہدوں کی فکری تعمیر ہوتی تھی- ان مدارس میں ہزاروں طلباء کو دوسری ضروریات کے علاوہ وظائف دیئے جاتے ہیں- جب طالب علم چھٹیوں میں گھر جاتے تو ان کو راشن تک دیا جاتا تھا- شیخؒ صاحب درس قرآن پر بہت زور دیتے تھے- محاذوں پر بھی اس کا اہتمام ہوتا تھا اور مدارس میں بھی-

شیخؒ صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ جو انشاء اللہ یقیناً ان کی بخشش کا سبب بنے گا- وہ امارت اسلامی کا قیام ہے- احیاء اسلام کے لئے فکری اور عملی کام تو کافی دیر سے ہو رہا ہے- اس کے ساتھ ساتھ چودہ سو سال پیچھے جانے کی باتیں بھی عرصے سے ہوتی رہی ہیں- شیخ صاحب نے امارت اسلامی قائم کر کے پوری دنیا کو دکھا دیا کہ آج بھی اس جدید دور میں اسلام قابل عمل ہے اور دنیا اس کی برکات اور ثمرات خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے- کنڑ کا صوبہ امارت اسلامی کے قیام سے لے کر اب تک امن و امان کا گہوار بنا ہوا ہے- اور نفاذ شریعت کے اثرات کنڑ سے ملحقہ علاقوں میں بھی نظر آتے ہیں-

یوں تو افغان بحیثیت قوم مہمان نواز ہیں لیکن شیخ صاحبؒ اس جذبہ سے ہر وقت سرشار رہتے تھے- ہر ملنے کو کھانے کی دعوت بڑے اصرار کے ساتھ دیتے- عام طور پر کھانا عام کارکنوں کے ساتھ ہی کھاتے تھے- لیکن اگر کوئی باہر سے مہمان آ جاتا جس کے لئے کھانے کا علیحدہ اہتمام کیا جاتا تو شیخؒ صاحب مہمان کو اپنی رکابی میں موجود گوشت کے ٹکڑے پیش کرتے اگر پھل ہوتا تو وہ بھی اس طرح پیش کرتے کہ "یہ لیں یہ اچھا ہے-" یا "یہ میٹھا ہے-" وغیرہ وغیرہ-

یہ وہ اعلیٰ صفات حمیدہ ہیں جس کی وجہ سے آج بھی شیخ صاحب ہمارے دلوں میں بس رہے ہیں- اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا کرے- آمین

☆

علم و عمل کی برکت نے شیخ صاحب کی گفتگو کو پر مغز اور پر اثر بنا دیا تھا-

ابو مجاہد محمد زبیر عقیل

تحریک مجاہدین اسلام

شیخ صاحب سے ٹاؤن شپ لاہور میں خالد سیف کے زیراہتمام منعقدہ کانفرس میں ایک سرسری سی ملاقات ہوئی۔ اس پہلی ملاقات میں ہی شیخ صاحب کی شخصیت دل و نظر کو متاثر کر گئی۔ ان کا ملنے کا اندازہ ایسا بے تکلف ہوتا تھا کہ اجنبی بھی چند جملوں کے تبادلے کے بعد بے تکلف ہو جاتا تھا۔ ان کی عادت تھی کہ ہر ملنے والے سے مسکرا کر اور اٹھ کر گلے ملتے اگرچہ وہ چٹائی پر بیٹھے ہوتے۔ یوں محسوس ہوتا کہ شیخ صاحب ملنے والے سے برسوں سے واقف چلے آ رہے ہیں۔ اجنبی بھی چاہتا تھا کہ گفتگو کا سفر طویل سے طویل ہو جائے۔ پاکستان میں منعقدہ کانفرنسوں میں دعوت دینے کے سلسلے میں اور افغانستان میں معسکر کے ایک ذمہ دار فرد ہونے کی حیثیت سے جب بھی ضرورت ہوتی شیخ صاحب سے ملاقات ہوتی رہی تھی۔ ملاقاتوں کا یہ تسلسل شیخ صاحب کی شہادت سے ایک دن قبل تک جاری رہا۔ میرا مشاہدہ یہی رہا ہے کہ شیخ صاحب کارکن کی قدر کرتے تھے قطع نظر اس بات کے، کہ اس کی معاشرتی اور معاشی حیثیت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ صلاحیت بدرجہ اتم ودیت کی تھی کہ کسی کارکن اور کب اور کہاں اور کون سی ذمہ داری سونپنی ہے۔

شیخ صاحب کی شخصیت کا ایک اور پہلو جو ان کی شخصیت پر پوری طرح حاوی تھا وہ ان کی تواضع اور وضع داری تھا۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ ذکر کرنا چاہوں گا۔ اگرچہ یہ واقع معمولی سا ہے مگر اس سے شیخ صاحب کی عظمت کا انداز لگانا مشکل نہیں ہے۔ ایک دفعہ تو بجی کے مقام پر شیخ سے ملاقات ہوئی تو شیخ صاحب نے بیٹھے کے فوراً بعد اپنی کمر کا تکیہ ٹیک لگانے کے لئے نکال دیا اور کہا کہ آپ لوگ تھکے ہوئے ہیں۔ آرام اور سکون سے ٹیک لگا کر بیٹھیں۔ ذرا اندازہ کریں کہ ایک صوبہ کا سربراہ

اور جماعۃ الدعوۃ کا بانی کس انداز سے ایک عام سے کارکن کی پذیرائی کر رہا ہے۔ یہ وہ صفات تھیں جو ملنے والے کو شیخ صاحب کی شخصیت کا گرویدہ بنا دیتی تھیں۔ ہر ملنے والا اپنی جگہ یہ سوچتا تھا کہ شیخ صاحب کا تعلق سب سے زیادہ میرے ساتھ ہے۔

> ایک اجنبی بھی چند جملوں کے تبادلے
>
> کے بعد آپ سے بے **تکلف** ہو جاتا

اپنے مقصد کے ساتھ شیخ صاحب کی لگن کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے افغان رہنماؤں کے اندر اتحاد کا معاملہ ہو یا جہاد کا۔ اعلائے کلمۃ الحق کا معاملہ ہو یا اسلام کو فائدہ پہنچنے کی کوئی صورت نظر آتی ہو شیخ صاحب اپنی ذات کی نفی تک کے لئے تیار ہو جاتے۔ ان جیسا بے غرض آدمی شاید ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے جو صرف اور صرف اپنے مقصد سے غرض رکھتا ہو۔ دنیا کی کوئی تحریص اور لالچ جہاد اور اس کے مقاصد کو نظروں سے اوجھل نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے لئے آپ نے اپنا آرام اور سکون بھی قربان کر دیا تھا۔

جہاد کے میدان میں ہمیں جس چیز کی جب اور جہاں ضرورت پڑی آپ نے بڑی فراخدلی سے اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے اسے پورا کیا۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

☆

شیخ صاحب قرآن وحدیث کی بالادستی کے لئے اپنی ذات کی نفی تک کے لئے تیار ہو جاتے تھے

سیرت کانفرنس میں شرکت کے لیے

شیخ رح کا رحیم یار خاں کا سفر

روایت: مولانا حافظ عبدالخبیر اویسی

سفر ایک ایسا ذریعہ ہے جس میں ہمسفر کی خامیاں اور عیوب بھی ابھر کر سامنے آ جاتے ہیں جیسا کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک صحابی نے ایک دوسرے صحابی کے تقوی کے بارے میں تبصرہ کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم نے اس کے ساتھ کوئی معاملہ کیا ہے؟ کہنے لگا نہیں' پھر فرمایا کوئی سفر کیا ہے؟ فرمایا نہیں' آپ نے فرمایا جب یہ تینوں صورتیں نہیں ہیں تو پھر تم کیسے حتمی رائے قائم کر سکتے ہو؟ اور خدا کے فضل و کرم سے یہ سعادت بھی مجھے حاصل ہوئی کہ ایک لمبے سفر کے دوران مجھے شیخ صاحب کی قربت نصیب ہوئی اور ان کی شخصیت کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا اور بس یہ سفر ہی مجھے ان کا گرویدہ کر گیا۔ اور یہ یادیں میری زندگی کا حاصل ہیں۔

شیخ صاحب کے ساتھ سفر کرنے کا سبب رحیم یار خاں میں منعقدہ ایک کانفرنس بنی۔ اس کانفرنس کا اہتمام جامعہ فاروق الاسلامیہ کی انتظامیہ نے کیا تھا۔ ایک دن قبل حافظ احمد شاکر کا پیغام ملا کہ شیخ صاحب کا رحیم یار خاں میں تقریر کا پروگرام ہے۔ آپ اس علاقے کے رہنے والے ہیں ہماری خواہش ہے کہ آپ ان کے ساتھ سفر کریں۔ کیونکہ نہ تو ہم اس علاقے سے واقف ہیں اور نہ ہی مقامی لوگوں سے پہلے کوئی واقفیت ہے۔ حالات کا تقاضا یہی ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی اس علاقہ کا باخبر آدمی ہونا چاہئے۔ میرے لئے یہ ایک سعادت بھی تھی اور ایک اہم بزرگ کے قریب رہنے کا موقع بھی۔ میں نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔

پروگرام طے کرتے وقت میری تجویز یہ تھی کہ اگر سفر گاڑیوں پہ ہو گا تو سفر شام کو شروع کرنا چاہئے۔ رات کا سفر بہتر رہے گا۔ مگر شیخ صاحب اسی روز پشاور سے تشریف فرما ہوئے تھے اس لئے ان کی تھکاوٹ کے پیش نظر پروگرام یہ طے ہوا کہ بہاول پور تک بذریعہ طیارہ اور باقی سفر بذریعہ کار کیا جائے گا۔ شیخ صاحب کی جو ٹکٹ رحیم یارخان کے لئے بک تھی اس پر برادرم حماد شاکر کو بھیجنے کا پروگرام بنا تاکہ پہنچنے سے پہلے حالات کا جائزہ لیا جا سکے۔ اس کے بعد تین ٹکٹیں بہاول پور کی بک کرائی گئیں۔ کار کا سفر کرنے کے لئے کار کی فراہمی اس طرح کی گئی کہ میں نے اپنے بھائی محترم حافظ عبدالمنعم صاحب (فاروقی کتب خانہ ملتان) کو فون کے ذریعے بہاول پور ہوائی اڈے سے گاڑی کی فراہمی کے لئے کہہ دیا۔ انہوں نے فون پر گاڑی کی بکنگ کی اطلاع دی اور کہا کہ ایئرپورٹ پر موجود ڈرائیور آپ کو پہچان لے گا۔ اس طرح پروگرام طے کر کے ہم لاہور سے روانہ ہوئے۔

میں' شیخ صاحب اور ایک شیخ صاحب کے معتمد ساتھی جناب عبدالودود باجوہ۔ ہم تین ہم سفر تھے۔ ایئرپورٹ لاؤنج میں ہی شیخ صاحب نے اپنی حمائل نکالی اور تلاوت شروع کر دی

شیخ صاحبؒ دوران سفر بھی قرآن پاک کی تلاوت سے فکری استفادہ کرتے رہتے تھے۔

اعلان کے بعد ہم لوگ جہاز میں داخل ہو گئے۔ جہاز میں میری سیٹ شیخ صاحب سے ذرا فاصلے پر تھی تاہم میں انہیں دیکھ سکتا تھا۔ شیخ صاحب اور عبدالودود باچہ صاحب ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ میری زندگی میں یہ پہلا ہوائی جہاز کا سفر تھا۔ میں یہ نیت کئے ہوئے تھا کہ زندگی کا پہلا ہوائی سفر عمرے یا حج کے لئے ہی کروں گا اگرچہ ہوائی سفر کے کئی مواقع آئے مگر اس تڑپ اور تمنا پر قربان ہو گئے۔ خدا سے دعا کی کہ اے اللہ! میری نیت کو تو تو جانتا ہے تیرے لئے کوئی مشکل نہیں کہ اس سفر کو اتنا بابرکت بنا دے کہ یہ فیصلہ خسارے کا سودا نہ رہے۔

جہاز میں اپنی سیٹ پر بیٹھتے ہی شیخ صاحب نے پھر اپنی

> سیٹ ہوائی جہاز کی تھی یا کار کی، دوران سفر شیخ صاحبؒ تلاوت قرآن پاک میں ہی مستغرق رہے

حمائل کھول کر تلاوت کرنا شروع کر دی۔ قریباً پون گھنٹے بعد ہم بہاول پور ایئر پورٹ پر تھے۔ شیخ صاحب نے یہ وقت بڑے انہماک سے تلاوت کرتے ہوئے گزارا۔ ایئر پورٹ سے باہر آ کر دیکھا تو ایک آدمی فوراً آگے بڑھا اور مجھے کہنے لگا "کہ آپ ملتان کے ہیں؟ لاہور سے آرہے ہیں؟" میں نے کہا "ہاں! میں فاروقی کتب خانے سے آیا ہوں۔" اس نے پوچھنے پر بتایا کہ شناخت کے لئے مجھے بتایا گیا تھا کہ تین آدمی ہوں گے۔ دو نوجوان اور ایک بزرگ۔ ان میں صرف ایک نوجوان پنجابی ہو گا باقی دونوں پٹھان ہوں گے۔ اس طرح ہم نے کار کا سفر شروع کیا۔

شیخ صاحب نے بڑے اصرار کے ساتھ مجھے فرنٹ سیٹ پر بٹھایا میں بھی سیکورٹی کی مصلحت کے تحت بیٹھ گیا۔ شیخ صاحب خود پچھلی سیٹ پر جناب عبدالودود صاحب کے ساتھ بیٹھ گئے اور یوں یہ سفر شروع ہو گیا۔ ادھر سفر شروع ہوا اور ادھر شیخ صاحب نے اپنی حمائل کھول کر پھر تلاوت شروع کر دی۔ راستے میں ایک جگہ آپ کو ایک مکئی کے بھونے ہوئے بھٹے فروخت کرنے والا پٹھان نظر آیا، شیخ صاحب بھٹے خریدنے کی غرض سے گاڑی رکوائی۔ میں بھٹے لانے کے لئے گاڑی سے نکلنے لگا تو شیخ صاحب نے منع کر دیا اور خود جا کر اس سے چار عدد بھٹے انتخاب کر کے خریدے اور اس کی خیر خیریت بھی دریافت کی۔ شیخ صاحب ادائیگی کر کے واپس آرہے تھے تو ریڑھی والا جس طرح ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا تھا اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ آپ کے حسن سلوک اور مقررہ قیمت سے زیادہ پیسے بطور انعام ملنے پر، احسان مندی کے احساس کے تحت دعا مانگ رہا تھا۔ اس دوران شیخ صاحب سے گفتگو بھی ہوئی۔ شیخ صاحب عربی میں گفتگو کر رہے تھے اور میں ان کا ساتھ دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ بالآخر میں نے شیخ صاحب سے کہہ دیا کہہ شیخ صاحب میری عربی اتنی اچھی نہیں البتہ فارسی میں گزارہ کر سکتا ہوں۔ اس کے بعد میری تعلیم کا پوچھا۔ دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا کا حوالہ دیا اور مدرسہ اور شیخ الحدیث سلطان محمود کا مختصر تعارف کرایا۔ اور جلال پور کے لئے دوسرے دن کا وقت مانگا۔ شیخ صاحب نے وقت کی تنگ دامانی کا حوالہ دیا اور معذرت کر کے آئندہ آنے کا وعدہ فرمایا۔ مگر اس کے بعد شیخ صاحب کی شہادت کا واقعہ ہو گیا۔ میرے خاندانی پس منظر کے بارے میں پوچھا تو مولانا عبدالتوابؒ ملتانی کا ذکر کیا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا "الحمدللہ! ابھی سلفیت باقی ہے۔" اس کے بعد شیخ صاحب نے تسبیحات اور اوراد پڑھنے شروع کر دیئے۔ خان پور کے آگے ایک جگہ سڑک پر ایک مسجد نظر آئی تو شیخ صاحب نے نماز کے لئے گاڑی رکوائی۔

مسجد احناف کی معلوم ہوتی تھی جمع بین الصلوۃ کا فیصلہ ہوا۔ نماز کے لئے آدمی جمع ہو رہے تھے۔ شیخ صاحب اور ہم لوگوں نے بھی وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ وہاں موجود

> ڈرائیور کی بد دیانتی کی طرف توجہ دلائی تو فرمایا "یہ اس کا اور اس کے خدا کا معاملہ ہے۔"

افراد سے شیخ صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگ مسافر ہیں قصر کریں گے۔ تاہم ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنی نماز پوری کر لیں گے آپ نماز پڑھائیں۔ ان لوگوں میں ایک آدمی تعلیم یافتہ اور سمجھ دار معلوم ہوتا تھا۔ وہ شیخ صاحب کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ نماز کے بعد وہ آدمی ہم سے مخاطب ہوا اور پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟۔ میں نے کہا کہ یہ بزرگ کافی دور سے آئے ہیں اور رحیم یار خان میں ایک کانفرنس میں خطاب کرنے جارہے ہیں۔ وہ کہنے لگا "دراصل میں نے اس حلیئے کی حامل شخصیت کے بارے میں سنا ہے اور میرا اندازہ ہے یہ وہی شخصیت ہیں۔ ان کا نام اس وقت میرے ذہن میں نہیں ہے۔" میں نے مجہول سی بات کہہ کر بات ٹالنے کی کوشش کی مگر اس کا اصرار بڑھتا گیا۔ بالآخر مجھے یہ کہنا پڑا کہ یہ سب سیکورٹی کی مصلحت کے خلاف ہے۔ اور ایسے موقعوں پر تو دشمن دوست بن کر کام دکھا جاتے ہیں۔ اب اس نے اپنا شناختی کارڈ، دفتر کارڈ اور گھر کا پتہ اور تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ پیش بندی کے طور پر یہ سب نوٹ کرلیں اور بے فکر ہو کر نام بتا دیں۔ اس کا اصرار دیکھ کر جب نام بتایا تو والہانہ انداز میں آگے بڑھا اور معانقہ وغیرہ کیا اور شیخ صاحب سے دعا کی درخواست کی۔ شیخ صاحب نے اس کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد گاڑی پھر روانہ ہوگئی۔

راستے میں گرمی کی شدت کا تذکرہ یوں کیا "ادھر گرمی ایسے ہوتی ہے۔" میں نے ملتان کے بارے میں مشہور کہاوت سنائی۔

چہار چیز است تحفہ ملتان
گرد، و گرما، گدا و گورستان

شیخ صاحب بہت محظوظ ہوئے۔ اور پوچھا فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ میں نے کہا آپ کبھی تشریف لائیں آپ خود اندازہ کر لیں گے کہ یہ کہاوت کتنی حقیقت پر مبنی ہے۔ قبرستان بے شمار، بے شمار فقیر، تھوڑی سی ہوا چلے تو گرد اور گرمی کا اندازہ تو آپ کو یہیں سے ہو رہا ہے۔

ابھی سفر جاری تھا کہ ڈرائیور نے پٹرول ڈلوایا۔ طے یہ ہوا تھا کار کا کرایہ اور پٹرول ہمارے ذمہ ہو گا۔ میں میٹر دیکھ رہا تھا۔ جب ڈرائیور رسید لایا تو اس میں پٹرول کی مقدار میٹر سے دوگنی لکھی ہوئی تھی۔ میں نے ڈرائیور کی بددیانتی کی طرف توجہ دلائی تو فرمایا: "یہ اس کا اور اس کے خدا کا معاملہ ہے۔"

ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ جناب عبدالودود صاحب باچہ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔ ان کو گردے کا درد شروع

میں نے ادائیگی کرتے ہوئے کہا
کہ "میں میزبان ہوں اور آپ
مہمان" شیخ صاحب نے فرمایا
"مگر تم چھوٹے ہو"

ہو گیا۔ راستے میں ایک جگہ سے دودھ اور سیون اپ ملا کر عبدالودود باچہ صاحب اور ہم لوگوں نے پیا۔ میں دودھ اور سوڈا کی ادائیگی کرنے لگا تو شیخ صاحب نے منع کیا۔ میں نے کہا آپ مہمان ہیں اور میں میزبان ہوں یہ میرا حق ہے شیخ صاحب نے فرمایا مگر تم چھوٹے ہو۔ اس طرح باتوں باتوں میں دکاندار کو اشارہ کرتے ہوئے شیخ صاحب کو دور لے گیا۔ پھر بھی شیخ صاحب نے کہا "بھائی! وہ پیسے؟" میں نے کہا میں ادا کر کے آ رہا ہوں۔

باچہ صاحب کو ایک میڈیکل سٹور سے تین چار پین کلر ٹیبلٹ کھلائی گئیں۔ درد سے قدرے افاقہ ہوا میں نے ڈرائیور کو گاڑی تیز چلانے کا کہا تاکہ جلد از جلد طبی امداد اور فراہم ہو سکے۔

آپ نے عام کارکنوں کے ساتھ کھانا کھانے کو ہوٹل کے کھانے پر ترجیح دی۔

جب ہم رحیم یار خان پہنچے تو برادرم حماد شاکر اپنے ایک دوست کے ہمراہ موٹر سائیکل پر ہماری طرف آرہے تھے۔ یہاں سے مطمئن ہو کر برادرم حماد شاکر اپنے دوست کے ہمراہ ہمارے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ یوں یہ مختصر سا قافلہ رحیم یار خان پہنچ گیا۔

جامعہ فاروق الاسلام کی انتظامیہ کا کوئی بھی شخص ہمیں لینے کے لئے نہیں آیا تھا۔ شیخ صاحب نے تو اس بات کا اظہار نہیں کیا۔ لیکن مجھے اس بات سے کافی دکھ ہوا اور دل کو دھچکا لگا کہ ایک آدمی اتنی دور سے بلوایا جائے اور وہ اتنی محنت اور تکلیف کے ساتھ پہنچا ہو' اس کے استقبال کے لئے مدرسہ کی انتظامیہ کا کوئی بھی آدمی موجود نہ ہو۔ اور آنے والی شخصیت کوئی عام آدمی نہیں بلکہ ایک ملک کے صوبے کا امیر ہو۔ مجھے اس موقع پر شیخ صاحب کی عظمت اپنی بلندیوں پر نظر آتی ہے۔

جامعہ کی ڈسپنسری کے ڈاکٹر کو بلوایا کہ وہ عبدالودود باچہ صاحب کا علاج کر سکے۔ ڈاکٹر صاحب نے باچہ صاحب کو آرام سے لٹا کر ڈرپ لگا دی۔ کچھ دیر بعد قدرے افاقہ ہو گیا۔ شام کی اذان ہوئی تو شیخ صاحب مجھے باچہ صاحب کے پاس بٹھا کر نماز ادا کرنے چلے گئے وہ آئے تو میں نماز کے لئے چلا گیا۔

نماز سے واپس آیا تو مدرسہ کے ایک استاد صاحب تشریف لے آئے۔ وہ شیخ صاحب سے مدرسہ کا تعارف کروانے لگے۔ وہ شیخ صاحب کے ساتھ عربی میں گفتگو کر رہے تھے۔ شیخ صاحب نے ایک آدھ دفعہ اردو میں گفتگو کرنا چاہی مگر مدرس صاحب عربی میں گفتگو پر مصر رہے۔ ایک سوال کے جواب میں مدرس صاحب نے شیخ صاحب کو بتایا کہ یہاں آٹھ کلاس تک عصری اور باقی دو کلاسوں میں دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ شیخ صاحب نے سنا تو بڑے افسردہ سے لہجے میں کہا "اس کا مطلب ہے کہ پاکستان میں کاروبار کی کمی ہے۔" مولانا صاحب نے ہنستے ہوئے کہا "نہیں جی یہ مسئلہ تو نہیں ہے۔"

اسی دوران عبدالودود باچہ صاحب کی ڈرپ ختم ہو گئی اور ان کو افاقہ ہو گیا۔ اب ڈاکٹر صاحب نے عبدالودود باچہ صاحب سے کہا کہ اب آپ آہستہ آہستہ چہل قدمی کریں۔ جب باچہ صاحب نے میز سے اترنے کے لئے پاؤں لٹکائے تو جوتی میز کی دوسری طرف پڑی تھی۔ شیخ صاحب برادرم حماد شاکر اور میرے اٹھنے سے پہلے اٹھے' باچہ صاحب کی جوتی پکڑی اور ان کے پاؤں کے قریب رکھ دی۔ یہ سب اتنی تیزی سے ہوا کہ میں حیران رہ گیا۔ اس سفر میں شیخ صاحب کی زندگی کے جو پہلو اب تک سامنے آئے تھے ان میں سے یہ پہلو اتنا درخشاں اور تابناک تھا کہ آج بھی وہ منظر آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو آنسو رکنے کا

ایک صوبے کے امیر نے ایک عام کارکن کی جوتی پکڑ کے پہننے کے لئے سیدھی کر دی۔ یہ منظر آج بھی میری آنکھیں میں آنسو لے آتا ہے

حوصلہ نہیں رکھتے۔ یہی وہ واقعہ ہے جو میرے لئے اس سفر کا حاصل ہے۔ ایک صوبے کا گورنر اور اپنے ایک عام سے کارکن سے اس کا یہ حسن سلوک' یہ تواضع اور یہ عاجزی' اللہ اللہ۔ یہاں جب میں اپنے ملک کے علماء کرام اور سیاست دانوں کا عمومی رویہ دیکھتا ہوں شیخ صاحب کا مرتبہ میری نظر میں فزوں تر ہو جاتا ہے۔

رات کو انتظامیہ کی طرف سے شیخ صاحب کو ایک مقامی ہوٹل میں کھانے کی دعوت دی گئی۔ مگر شیخ صاحبؒ نے انکار کر دیا اور کہا کہ سب اکٹھے مل کر کھائیں گے۔ مدرسے کے ایک کمرے میں ہی سب نے مل کر کھانا کھایا۔

جلسہ گاہ میں حاضری کچھ زیادہ نہیں تھی کیونکہ تشہیر کا انتظام نہ ہونے کے برابر تھا۔ بہرحال جہاد کے موضوع پر تقاریر

شیخ رحمہ اللہ نے باچہ صاحب کی جوتی پکڑی اور ان کے پاؤں کے قریب رکھ دی۔

ہوتی رہیں۔ آخر میں شیخؒ صاحب کا خطاب ہوا۔ وہ خطاب بھی جہاد ہی کے موضوع پر تھا۔

رات کا انتظام مہتمم حاجی اصغر امین صاحب کے گھر تھا۔ جبکہ عبدالودود باجہ صاحب اور میں حماد شاکر کے دوست عمر فاروق باجوہ جو کہ رحیم یار خان کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں' کے گھر ٹھہرے۔

صبح بچوں نے شہری دفاع اور کھیلوں کا مظاہرہ دکھایا اس وقت شیخؒ صاحب سٹیج پر بیٹھے مظاہرہ دیکھ رہے تھے۔ پھر شیخؒ صاحب کا خطاب ہوا۔ بعد میں ناشتہ پیش کیا گیا۔

شیخؒ صاحب نے اپنے تاثرات چند لفظوں میں اس طرح ادا کئے "معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عصری تعلیم کو فوقیت دی جاتی ہے۔

اس کے بعد روانگی کا پروگرام بنایا گیا۔ ٹکٹوں کا انتظام ہم نے خود کیا۔ اس سفر کا سارا خرچ شیخؒ صاحب کی طرف سے ہوا تھا حالانکہ یہاں ایک عام مقرر کو بھی کرایہ ادا کرنے کا رواج ہے۔ واپسی پر میں نے شیخؒ صاحب سے درخواست کی کہ آپ مجھے اجازت دیں تاکہ گاڑی کے ساتھ میں بھی ملتان چلا جاؤں۔ مگر شیخؒ صاحب نے فرمایا "بھئی اکٹھے آئے تھے اکٹھے جائیں گے۔" واپسی پر ہم تینوں جہاز میں ایک ہی قطار میں ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ شیخؒ صاحب نے حسب معمول تلاوت شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد ہم لاہور ایئرپورٹ پر تھے باہر نکلے تو شیخؒ صاحب کے ساتھی موجود تھے۔ میں نے پھر اجازت چاہی تو فرمایا: "نہیں بھئی! ابھی نہیں۔ کھانا کھا کے جائیں۔ شادمان میں واقع رہائش گاہ پر نماز ادا کی اور کھانا کھایا پھر شیخؒ نے اجازت دی۔ اور میں اس ناقابل فراموش سفر کی خوشگوار یادیں لئے اپنی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

□

صرف ایک ہی راہ نجات

آج سب کچھ چھوڑ کے تم سے ایک یہی آخری بات کہنا چاہتا ہوں' اور یقین کرو کہ اس کے سوا جو کچھ کہا جاتا ہے' اگر وہ اس بات کے لئے نہیں کہا جاتا تو سب کچھ بیکار ہے اور اس میں تمہارے لئے کوئی برکت و امن نہیں' سو یاد رکھو اور ماننے کے لئے جھک جاؤ کہ تمہاری زندگی کا ہر عمل بیکار ہے اور تمہاری فکروں کی ہر فکر گمراہی و ذلالت ہے۔ تمہارے لئے صرف ایک ہی راہ نجات ہے اور بغیر اس کے کسی طرح چھٹکارا نہیں' تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گزرو گے' اس وقت تک خدا کا قہر تم پر سے ٹھنڈا نہ ہو گا۔ اور تم کبھی مراد اور خوشحالی نہ پاؤ گے' تمہارے سفر عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو' توبہ کرو۔ اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ' اس کے آگے اس طرح گرو اور اس طرح روؤ اور اس قدر تڑپو' کہ اسے تم پر پیار آجائے اور وہ تمہیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اٹھا لے اور سب کچھ تمہیں کو دے دے' جس طرح کہ سب کچھ تمہیں بخش دیا تھا۔ تم نے غفلت کو خوب آزما لیا' تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھ لی' تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لئے' تم نے دیکھ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ہو گئی' ایک اس کے روٹھنے سے کس طرح دنیا تم سے روٹھ گئی۔ پس مان جاؤ اور اب بھی باز آجاؤ گناہوں کو آزما چکے۔ آؤ! تقویٰ اور راست بازی کو بھی آزما لیں' سرکشیوں کو چکھ چکے' آؤ! طاعت کا بھی مزہ دیکھیں۔ غیروں سے رشتہ جوڑ کر تجربہ کر چکے' آؤ! کسی ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں۔ جس سے کٹ کر ذلتوں اور خواریوں' ٹھوکروں اور ماندگیوں کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔

(مولانا ابوالکلام آزاد (تحریک آزادی) تعمیر حیات لکھنؤ

جہاد کے لئے ان کے جذبات اتنے صادق تھے کہ سامع میں بھی وہی ولولہ موجزن ہو جاتا۔

شیخ شہیدؒ کی شہادت پر ایک موحّد کے جذبات اور تاثرات پر مبنی ایک

تعزیتی خط

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اللہ کرے آپ بصحت و عافیت رہ کر جادۂ سلف کی اشاعت اور حق کی حمایت میں سرگرم عمل ہوں، بدعت وضلالت کو ختم کرنے اور تعصب و انحراف کا مقابلہ کرنے میں تیغ بے نیام ہوں۔ اللہ کرے باطل کے شیش محل چکنا چور ہوں اور اس کے ارمانوں پر اوس پڑے۔ (آمین)

تاریخ ۲/۲/۱۴۱۲ھ بروز جمعہ کا ہوشربا حادثہ فاجعہ سطح ارضی پر رونما ہونیوالا ایسا حادثہ ہے کہ جس کو بقلب رنجور اور بسماع حزیں سننے والوں مین میرا نام بھی شامل ہے۔باطل سے اسی چیز کی توقع تھی، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جس سے استعجاب کا ظہور ہو بلکہ ہمیشہ باطل کی یہی خواہش رہی ہے کہ حق اس کی ہوا و ہوس کی اطاعت کرے اور اس کے جوتے کی نوک پر سر رکھ کر اس کے وقار کا اعتراف کرے۔یہی وجہ ہے کہ جب بھی حق نے باطل کی نفسانیت کے خلاف قدم اٹھایا تو وہ آڑے آیا، اور راہ روک لی، تاریخ انسانیت میں رونما ہونیوالا سب سے پہلا حادثہ اور کرۂ ارض پر باطل کی معصیت میں ظہور پذیر ہونیوالا پہلا اقدام قرآن مجید نے انسانیت کی عبرت کیلئے محفوظ کر رکھا ہے۔

"اذ قربا قربانا فتقبل من احدھما و لم یتقبل من الاخر قال لاقتلنک"(المائدۃ : ۲۸)

حق نے باطل کی پیروی سے اعتراض کیا، زمین پر باطل کی نفسانیت کی جب اطاعت نہیں ہوئی تو اس نے جل بھن کر کہا" **لا قتلنک**" تم نے میری نفسانیت کے آگے سر ڈال دینے سے اعراض کیا ہے۔میں صفحہ ہستی سے تمہارا وجود ختم کردوں گا تاکہ تم پھر کبھی میری انانیت کی راہ میں روڑا نہ بن سکو پھر وہی ہوا جو ہمیشہ حق کے ساتھ باطل کی عادت رہی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ تعصب کی عینک حق کو باطل اور خیر کو شر بنا دیتی ہے تعصب ایک زہریلا ناگ ہے جو انسان کی عقلانیت کو ڈس لیتا ہے، تعصب ایک سم قاتل ہے تباہی جس کی منزل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ :

تعصب اور حق کی بیجا حمایت کا جذبہ ہی تو تھا جب علامہ نذیر حسین محدثؒ دھلوی کے خلاف حیرت انگیز ڈرامہ اسٹیج کیا گیا تھا اور یہی حقیقت کار فرما تھی جب باطل نے گمان کیا اور غلط گمان کیا کہ ایک عظیم شخص کی شہادت سے جس کے منور چہرے پر نقاب ڈالی جا سکے گی اور اہل حق کے اشتیاق **الی الرجوع الکتاب والسنہ** میں کمی پیدا کی جا سکے گی، شاید جاہل کو معلوم نہیں تھا کہ یہ حال تو ان منحرف اور مبتدع فرقوں، گروہوں اور جماعتوں کا ہے جن کی بنیاد ہی کسی فرد خاص پر قائم ہوتی ہے جن

باطل کی یہی خواہش رہی ہے کہ حق اس کے جوتے پر سر رکھ کر اس کی اطاعت کرے

کا پورا مذہب ہی کسی معین شخص کا مرہون منت ہوا کرتا ہے' جس کے یہاں تعظیم رجال اور ان کے لیے بیجا تعصب ہی پورا مذہبی سرمایہ ہے' سچ ہے

خطیب بغدادی نے تا ریخ بغداد" میں لکھا اور امام اعظم کی شخصیت پر بھی لکھا اور سچ لکھا' یہاں تک کہ کوثری جیسے متعصب کو ضرورت پڑی کہ ——— مذہب کی گرتی عمارت کو سنبھالے اور اپنے اباطل و اکاذب اور افتراء وہذیانات کا ایک ایٹم بم تیار کر کے قصر اسلام اور قصر سنت کی عمارت سلفیہ کو مسمار کر دے کیونکہ جب امام صاحب کا یہ حال ہے تو جاہل مقلدین کا کیا حال ہو گا" جاہل " اس لیے کہ ابن القیم رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے

" التقلید لیس بعلم باتفاق اھل العلم "اعلام الموقعین ۴/ ۱۸۱

مگر اس کو کیا معلوم تھا کہ "معلمی" جیسے مؤید حق بھی پائے جاتے ہیں جو" التنکیل " لکھ کر میرے سارے سہانے خواب ' باطل افتراء ات اور ناروا الزامات کی دھجیاں بکھیر دیں گے' اور اللہ کا شکر ہے کہ حق کی آبیاری کیلئے ہمیشہ ایسے افراد موجود رہے ہیں جو باطل کی راہ میں سخت چٹان کی طرح جم گئے اللہ نے ہمیں ایک کے بعد دوسرے عظیم مصلح' داعی اور قائد سے نوازا ' الحمد علی ذلک' اور باطل پرستوں کو جان لینا چاہیے کہ :

"وما جمیل الرحمان عندنا رجل داعیۃ عظیم قد خلت الدعاۃ من قبلہ فان مات او قتل استبدلناہ برجل اخر"

ہم معاندین کو کسی بھی صورت میں شیخؒ کے خون سے بری قرار دینے کو تیار نہیں ہیں اب اس کو شیخؒ کے سلسلے میں ہمارا تعصب ' ہمارا غلو' یا شیخؒ سے ہماری عقیدت کا نتیجہ سمجھا جائے یا بیان حقیقت اور بیان حقیقت کیوں نہ ہو کہ :

" اخبار جو کہہ رہا تھا دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہوگئے' مگر کیا کریں یہ تعصب کا سیلاب اور باطل قوت کا مظاہرہ ہی تو ہے جو لہو سے سرخ ہتھیلی کو رنگ حنا ثابت کرنے میں کامیاب ہو رہا ہے- باطل ترجمان ہے مگر اس کو خبردار ہو جانا چاہیے کہ محال ہے اہمال نہیں ہے انظار ہے افلات نہیں ہے اللہ باطل کو ظاہری غلبہ اور مادی شان و شوکت دیکر اس کا امتحان لیتا ہے اس کی خود پسند اور حق معاند فطرت کو پرکھتا ہے کاش اسے معلوم ہوتا' اور اللہ کے حضور جوابدہی کا احساس ہوتا۔

آج پورے عالم میں مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں اور ان کے وجود کو صفحہ دھر سے حرف غلط کی طرح کھرچ دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا جا رہا ہے' مگر ایک دوسرا المناک پہلو یہ بھی ہے کہ اسلام کا لیبل لگا کر اسلامی جھنڈے تلے زندگی بسر کرنے والے کچھ کوتاہ اندیش اور کج فکر اپنے ہی گھر والوں کو دریا برد کر دینے پر تلے ہوئے ہیں کیونکہ تعصب نے کورچشمی کا ٹیبلٹ دے رکھا ہے' جبکہ دوسرا روشن خیال طبقہ (بزم غم خویش) کہتا ہے کہ جو بھی ہمارا لیبل لگا کر ہمارے جھنڈے کے نیچے آجائیگا ہم اس سے کسی طرح کا مناقشہ نہیں کریں گے جو بھی ہمارے اصول و افکار سے متفق ہو گا اور ان کی اشاعت کیلئے تگ و دو کرے گا اس سے ہم کسی بھی طرح کا مباحثہ نہیں کریں گے۔

حق کے خلاف باطل کی زمین دوز کوششیں جاری ہیں تو رہیں ' اللہ اپنے دین کی حفاظت کا ضامن ہے' باطل لاکھ چال چلے مگر جان لے کہ :

" اللہ خیر الماکرین "

اللہ سے دعا ہے کہ وہ شیخؒ کو دامن رحمت میں جگہ دے ' قبر کو نور سے بھر دے' ان کے جاری کردہ مشن کو تکمیل تک پہنچائے' پسماندگان کو صبر بخشے' مرحوم کے نعم البدل کے عزائم میں بلندی ' ارادوں میں پختگی' حوصلوں میں ارتفاع اور نیتوں میں خلوص مزید عطا کرے آمین۔

والسلام : محمد جعفر انوارالحق ۱۹۹۱ء/۱۰/۱۰

□

تعصب ہمیشہ لہو سے سرخ ہتھیلی کو رنگ حنا ثابت کرنے پر تلا رہتا ہے

DAWAT

ماہنامہ دعوت

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (سورۃ یوسف)

بانی : امام الجہاد الشیخ جمیل الرحمنؒ شہید

سرپرست : الشیخ سمیع اللہ
امیر جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ - افغانستان

محرم تا ربیع الاول 1413ھ / جولائی تا ستمبر 1992ء
شمارہ ۱۱ تا ۱، جلد 5 تا 6، مسلسل 59 تا 61

صاحب امتیاز کلچرل کمیٹی جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ افغانستان

ہمارے نمائندے

افغانستان : عبدالحمید شورش	سعودی عرب : فیضان اللہ
اسلام آباد : عفیف احمد	امریکہ : عبدالرحمن احمد
پشاور : غنی اللہ مسلم	برطانیہ : منور علی
لاہور : حماد شاکر	جرمنی : وائی ایم یتیم
کراچی : چوہدری ظہور احمد	ہالینڈ : عماد الدین بکری اسمٰعیل
کوئٹہ : عرفان مینگل	ظفر آباد : بشیر قریشی

اس شمارے میں

1- اداریہ 2
2- جماعۃ الدعوۃ کا اعلامیہ 4
3- تعزیتی پیغامات 5
4- شیخ شہیدؒ کے بارے میں چند تاثرات 9
5- سیرت کانفرنس کے لئے شیخ صاحبؒ کا رحیم یار خان کا سفر 13
6- ایک موحد کے جذبات پر مبنی ایک تعزیتی خط 18
7- حرف ناصحانہ
شیخ رحمۃ اللہ کی چند منتخب تقاریر 20
8- شیخ رحمۃ اللہ کے روبرو
چند منتخب انٹرویوز 34
9- شیخ کی شہادت، شہدائے بالاکوٹؒ کے تناظر میں 47
10- نظم (علیم ناصری) 48
11- پیکر جمیل شیخ جمیل الرحمنؒ 51
12- شیخ الاسلام اور امام الجہادؒ کا تذکرہ جمیل 54
13- غریب اور رنگین و سادہ ہے داستان حرم 57
14- افغان جہاد کی روح رواں، شیخ جمیل الرحمنؒ 61
15- شیخ شہیدؒ کی دینی خدمات اور پاک افغان تعلقات 69
16- جہاد افغانستان میں شیخ کا مقام 72
17- شیخ کا طریقہ دعوت 76
18- بانی جہاد اور جہاد افغانستان 79
19- امارت اسلامی کے مثبت نتائج 85
20- افغان جہاد میں پاکستان کا کردار 89

PROPERTY OF ACKU

زر تعاون

پاکستان میں	بیرونی ممالک کیلئے
ماہانہ : ۱۰ روپے	ماہانہ : ۲ ڈالر
سالانہ : ۱۰۰ روپے	سالانہ : ۲۰ ڈالر

جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ اکاؤنٹ نمبر ۱۹۴۶۵ حبیب بنک کینٹ صدر - پشاور

پتہ : کلچرل کمیٹی جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ (اہلحدیث) افغانستان پوسٹ بکس نمبر ۶۱۴ - پشاور - پاکستان

حرفِ ناصحانہ

شیخ مکی کی چند منتخب تقاریر

آواری ہوٹل لاہور میں

"الرحیق المختوم" کے جہیز ایڈیشن

کی تقریب سے خطاب

[illegible]

الحمد للہ وحدہ والسلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی و سبحان اللہ وما انا من المشرکین۔

معزز بھائیو! حمد و صلوۃ کے بعد ہم شیخ احمد شاکر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے لئے ہمارے بھائیوں سے خصوصاً علمائے کرام اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب میاں نواز شریف صاحب سے ملاقات کی صورت کو ممکن بنایا اور اس راہ کو ہموار کیا۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ حافظ احمد شاکر صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

معزز بھائیو! میں لمبی چوڑی تقریر سے آپ کو تنگ اور پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ انتہائی مختصر بات عرض کروں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے بھی تھے اور رسول بھی۔ یعنی آپ پر بھی وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہوتی تھیں جو اللہ کے دوسرے بندوں پر عائد ہوتی تھیں۔ لیکن آپ پر ایک اضافی ذمہ داری بھی تھی اور وہ تھی رسالت و نبوت کی ذمہ داری۔

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت کی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے جو کچھ پیش آیا، جو جو ہدایات و تعلیمات آپ نے دیں اسے سیرت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا آپ کی تمام سیرت دعوت الی اللہ کے راستے میں پیش مدہ حالات و واقعات ہی پر مشتمل ہے اور ان تمام چیزوں کو قرآن مجید میں بالتفصیل بیان کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **قل ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرہ انا و من اتبعنی سبحان اللہ وما انا من المشرکین○**

"اے پیغمبر! کہہ دیجئے! یہ ہے میرا راستہ۔ بلاتا ہوں میں اللہ کی طرف علیٰ سبیل البصیرت، میں اور میرے اتباع کرنے والے اور پاک ہے اللہ اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں"۔

یہ دعوت الی اللہ کا کام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا اہم ترین حصہ ہے۔ چنانچہ اس دعوت کے کام کے کئی مراحل تھے۔ شروع شروع تو یہ دعوت کا کام صرف دلائل و براہین پیش کر دینے اور وعدہ و وعید (جنت کے ثواب اور جہنم کے عذاب) کے بیان کر دینے کے ذریعے ہوتا رہا، لیکن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو

مسلمانوں کو دنیا میں سرفراز ہونے کے لئے سیرت نبوی کو عملی طور پر اپنانا ہوگا۔

دعوت کا کام دلائل و براہین اور وعد و وعید کے بیان کے مرحلہ سے گزر کر جہاد و قتال کے مرحلہ میں داخل ہو گیا۔

اس لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جہاد فرض کر دیا اور تمام مومنوں پر بھی۔ چنانچہ مدینہ میں دعوت کا کام جہاد و قتال کے ذریعے ہونا شروع ہو گیا۔

ہمارے علمائے اسلام کی زیادہ تر توجہ سیرت کی کتابیں لکھنے پر ہی مرکوز رہی ہے۔ جیسا کہ ابھی ابھی میرے بھائی پروفیسر (عبدالجبار شاکر) بیان کر رہے تھے کہ سیرت پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

بھائیو! آخر کیا وجہ ہے کہ مسلمان غیر شعوری طور پر اسلام سے روز بروز دور ہوتے چلے جا رہے ہیں؟ عرصہ دراز سے عزت اور فلاح و کامرانی حاصل نہیں کر پا رہے؟

اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ امت مسلمہ نے صرف سیرت کی کتابوں کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے اور وہ سیرت نبویہ علی صاحبہا الصلوہ والسلام کو عملی طور پر اپنانے کی کوشش نہیں کر رہی۔ چنانچہ امت کی عملی زندگی میں سیرت نبویہ کی عملی جھلک نظر نہیں آتی، امت کے عقیدے میں اسلام کے عقیدے کا عکس نظر نہیں آتا۔ امت کی دعوت و تبلیغ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کا پر تو نظر نہیں آتا اور جب تک امت مسلمہ سیرت نبویہ کو کلیتہ عملی طور پر نہیں اپنا لیتی اس وقت تک ہم نہ فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں اور نہ دنیا میں عزت ہی پا سکتے ہیں۔

میرے معزز بھائیو! قرآن کریم رسول اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ عزت و سعادت اور فلاح و کامرانی کی تاریخ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو **(انک لعلی خلق عظیم)** میں اخلاقی طور پر بہت بلند اور عظیم قرار دیا ہے تو بیان فرمائیں کہ آپ کے اخلاق کیا تھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ "سارا قرآن کریم آپ کے اخلاق ہی کا بیان ہے"۔ تو معزز بھائیو! آپ دیکھ رہے ہیں کہ افغانستان کے مسلمانوں نے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو عملی طور اپنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت بخشی آپ لوگ چالیس سال سے مسئلہ کشمیر کا ذکر کر رہے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ عالمی اداروں کے ذریعے اسے حل کر لیا جائے۔ (یاد رکھئے!) عالمی اداروں کے ذریعے یہ مسئلہ کبھی بھی حل نہیں ہو گا۔ یہ مسئلہ صرف اس وقت حل ہو گا جب ہماری اور خود مسلمانان کشمیر کی زندگی میں سیرت نبویہ عملی طور پر منتقل ہو جائے گی۔

لہٰذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کی تیاری کریں، ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے مال و جان کی قربانی دیں اور ان

> افغان مسلمانوں نے جہاد کی سنت
> کو اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا
> میں عزت و شرف سے نوازا

طاغوتوں (عالمی طاقتوں اور ان کے ایجنٹوں) کی طرف نہ دیکھیں جو ہم پر مسلط کر دیئے گئے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ کشمیر اور ملک ہے اور ہم دوسرے ملک میں رہتے ہیں۔ (لیکن دوستو!) ہمارے درمیان یہ تفریق کس نے ڈال دی؟ ہمارے درمیان اگر یہ تفریق ڈالی ہے تو ان قرار دادوں اور اعلانوں نے جو ان طاغوتوں کی طرف سے جاری ہوتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا کہ مسلمان سب کے سب جسد واحد کی مانند ہیں۔ کوئی چیز اس میں تفریق کا سبب نہیں بن سکتی، نہ وطن، نہ قومیت، نہ زبان اور نہ رنگ۔

غیر اسلامی معاشرے کو بدلنے کے لئے جہاد یا ہجرت نہ کرنے والوں کا ایمان قابل قبول نہیں ہے۔

پس جو لوگ ان امور کی وجہ سے ہمارے درمیان تفریق ڈالنا چاہتے ہیں' اگر ہم ان کی باتوں میں آ جائیں تو یہ ہماری ایک قسم کی بغاوت ہو گی' اسلام کے اصولوں کے خلاف' اور ان امور کے خلاف جن کی پابندی کی اسلام نے ہمیں سخت تاکید کی ہے۔

بھائیو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو اپنانا ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ دوسروں کے پیچھے چلنے میں (آخر) ہمیں کیا فائدہ نظر آتا ہے؟ کیا تم نے اس بات کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا ہے کہ جب ہم انگریز کی اتباع و اقتداء کریں گے تو دنیا و آخرت کی سعادت سے ہمکنار ہو جائیں گے؟ (امریکہ و) روس کو امام بنا لیں گے تو دنیا و آخرت کی کامیابی ہمارے قدم چومنے لگ جائے گی؟ تمہارے پاس اس کی کوئی ضمانت و شہادت ہے؟

اللہ کی کتاب قرآن کریم ہی اللہ کی سند اور سرٹیفکیٹ ہے۔ یہ آسمانوں اور زمین کے مالک کی کتاب ہے۔ یہ آسمانوں اور زمین کے حاکم کی کتاب ہے۔ اور یہ اس ہستی کی کتاب ہے جس کے پاس ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ جس کے سامنے کھڑے ہو کر ہمیں (اپنی زندگی کا) حساب دینا ہے اور واقعی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کو ہمیں اپنی زندگی کا حساب دینا ہے۔

(جب یہ حقیقت ہے) تو پھر غیروں کی اقتداء و اتباع کا کیا فائدہ؟ سیرت نبویہؐ کو چھوڑ کر غیرمسلم قوموں کے طور طریقے اپنانے سے کیا حاصل؟

بھائیو! آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کی طرف سے شیخ صفی الرحمن مبارکپوری کو جزا عطا فرمائے کہ انہوں نے سیرت کے موضوع پر ایک بہترین کتاب تصنیف فرمائی اور آپ سب (اہل مکتبہ سلفیہ) کو بھی اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے سیرت کی اس کتاب کو بہترین انداز میں طبع فرمایا۔

عام طور پر ہم لوگ یہ عذر اور بہانہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ ہمارے پاس طاقت نہیں اس لئے ہم اسلام نافذ کرنے سے قاصر ہیں۔ لیکن (میرے بھائیو اور دوستو!) جب ہم خود حکمران اور امیر ہوں تو جب اللہ تعالیٰ ہم سے (قیامت کے دن) بازپرس کرے گا تو ہم اس کے سامنے اس سلسلہ میں کیا حیلہ اور کونسا عذر پیش کر سکیں گے؟

سو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان (وزیر اعلیٰ پنجاب) کو احکام شریعت نافذ کرنے کی توفیق دے! حق کی جانب ان کی راہنمائی کرے اور راہ حق پر ان کو استقامت فرمائے!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆

بونگا بلوچاں کے سالانہ تربیتی اجتماع سے خطاب

کلمہ توحید اور ہماری ذمہ داریاں

خطبہ مسنونہ کے بعد شیخ صاحبؒ نے فرمایا

ان اللہ موھن کید الکافرین

اللہ ہی کافروں کو برباد کرنے والا ہے

بھائیو! میرے اور آپ کے درمیان زبان کا مسئلہ حائل ہے اس لئے پشتو کی بجائے عربی میں گفتگو کروں گا۔ غلطی ہو جائے تو درگزر فرمایئے گا سچی بات ہے کہ مجھے آج بہت مسرت ہو رہی ہے کہ میں آج ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جن کا عقیدہ منہج صحیح ہے۔ میں اپنی اس خوشی کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

یہ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ہدایت و اسلام کی دولت سے نوازا اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ہمیں اس نے صحیح عقیدہ اور منہج عطا فرمایا۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اب ہم پر ذمہ داری کیا عائد ہوتی ہے۔

جو لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اور پھر کلمہ کا حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ ان کے ساتھ منافقین والا معاملہ کرے گا۔

اللہ فرماتے ہیں۔

فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدو انی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما○

اس آیت میں بات واضح ہے کہ جب تک اپنے آپ کو کلی طور پر اطاعت کے لئے جھکا نہ دیا جائے اور یہ اطاعت زندگی کی تمام جہتوں میں نہ ہو تو بندہ مومن نہیں بن سکتا۔۔ وہ منافق ہے۔

جب ہم نے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا تو اب دو ہی باتیں ہیں یا تو لا الٰہ الا اللہ کو قائم کریں یا پھر ہجرت کریں۔ ورنہ منافق ٹھہریں گے۔ اگرچہ کتنی دفعہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہو۔

ان لوگوں کا ایمان اللہ کے ہاں ہرگز قبول نہیں جو جاہلی معاشرے میں خوش و خرم زندگی گزار رہے ہیں نہ اس کو بدلتے ہیں نہ وہاں سے ہجرت کرتے ہیں۔

ہم پر لازم ہے کہ ہم جاہلی معاشرے سے اپنے آپ کو نکالیں اور اس کا طریقہ یہ نہیں کہ ہم سڑکوں پر نکل آئیں۔ نعرے لگاتے پھریں جلسے اور جلوس نکالیں۔ جمہوری انتخابات میں کودیں۔ یہ طاغوتی نظام ہے اور یہ ناممکن ہے کہ جمہوری طریقے سے کبھی اسلام آئے۔۔۔ جو طریقہ اسلام کا نہیں اس سے اسلام کبھی نہیں آ سکتا۔ لہٰذا ہمیں جاہلیت سے نکلنے کے لئے اسلام کا طریقہ ہی اپنانا ہو گا۔

ہمارا طریق اسلام اور صرف اسلام ہے اسلام کو ہر شعبہ زندگی میں اپنائیں حتیٰ کہ ہم معاشرے میں نکھر جائیں اور واضح پتہ چلے کہ یہ ہیں وہ لوگ جو اسلام کے طریقہ پر چلنے والے ہیں۔ اور یہ ہیں وہ لوگ جو جاہلیت کے طریق پر چلنے والے ہیں۔ ہمارا عمل اسلام اور جہالت کو واضح کرے آج جو ہمارے حکمران ہیں، ہمیں یہ مسلمان دکھائی دیتے ہیں کیونکہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ لیکن یہ اس کے بعد اللہ کے احکامات کو نافذ نہیں کرتے۔۔ اب ہم انہیں کیا کہیں؟۔۔۔ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ان کا معاملہ درست نہیں۔ ہمیں ان کا کلمہ نہیں دیکھنا چاہئے بلکہ دیکھنا چاہئے کہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ان کا کیا تعلق ہے۔ فقط نماز یا نمازجنازہ ہی دیکھنا کافی نہیں۔بات سیدھی ہے ۔ حضرت ابوبکرالصدیقؓ نے نماز کلمہ پڑھنے والے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا۔ ان کو مرتد قرار دیا۔

اگر ہم منہج نبوی اختیار کرتے ہوئے اس زمین پر اللہ کی حاکمیت کے قیام کی کوشش کریں تو سب سے پہلے ہم پر لازم ہے کہ ہم منہج نبویؐ اور عقیدہ صحیح کے مخالفوں سے برات لاتعلقی کا اظہار کریں ۔ پھر ان سے منت سماعت نہیں کریں گے تم اسلام لاؤ بلکہ ہم صاف کہیں گے کہ ہم تمہارے طریقے کو نہیں مانتے۔۔

> مسلح جہاد کے آغاز کے بعد شیخؒ نے دعوت
> کا کام اضطراری طور پر معطل کر کے
> جہاد کی قیادت کی

ہم اس جاہلیت کے ساتھ کسی طرح بھی سمجھوتہ نہیں کرے گے۔ ہم اسلامی نظام کے قیام کی کوشش کریں خواہ ہمیں زمین کا بہت چھوٹا ٹکڑا ہی کیوں نہ مل جائے ہم اس پر اسلام نافذ کریں گے۔

یاد رکھئے! یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم ان طاغوتی حکمرانوں سے کہیں کہ یہ باطل قوانین ہم نہیں مانتے مگراس کے ساتھ ساتھ ان کا تعاون بھی کریں۔ ان کے ساتھ چلتے بھی رہیں اور ان سے اسلامی نظام کا مطالبہ بھی کریں۔ ان لوگوں سے مکمل برات کا اظہار ضروری ہے ان سے کسی قسم کی دوستی نہیں ہو سکتی۔

جب ہمیں یہ معلوم ہے کہ ہمارا عقیدہ اور منہج صحیح ہے تو

امارت اسلامی کے ایک برس کے دوران خود اعتراف کرنے پر قصاص کے دو اور رجم کا ایک واقعہ ہوا۔

پھر اس پر ہمیں غیر متزلزل یقین ہونا چاہئے۔ بعض لوگ شک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ دراصل ان کو اپنے عقیدے کی صحت پر یقین نہیں ہوتا۔ یہ لوگ صحیح مومن نہیں ہو سکتے۔

اگلا قدم اٹھانے سے قبل یقین ضروری ہے تب ہم جاہلی معاشرے سے نکل سکتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں' مشکلات ہیں' رکاوٹیں ہیں۔ بھائی حق کے راستہ میں مشکلات تو ہوتی ہی ہیں بدر و احد کی جنگوں میں اللہ نے کس طرح کافروں کو شکست دلوائی۔ سچ فرمایا اللہ تبارک تعالیٰ نے **ان اللہ موھن کید الکافرین** یہ کفار اللہ کے راستے سے مومنوں کو ہٹانے کے لئے مال بھی خرچ کرتے ہیں۔ **ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ**۔

یہ لوگ اللہ کی راہ سے روکنے کے لئے مال دولت خرچ کرتے ہیں۔

آج آپ روس کو دیکھیں انہوں نے مال خرچ کیا' اسلحہ بنایا وہ اسلحہ اللہ نے مجاہدین کو دلوا دیا۔ مجاہدین سب انہی کا چھینا ہوا اسلحہ استعمال کرتے ہیں اللہ کی نصرت صرف اسی راستہ میں نازل ہوا کرتی ہے۔ جس کو لوگ مشکلات کا راستہ کہتے ہیں۔

□

سیرت کانفرنس رحیم یار خاں سے خطاب

معزز حاضرین جلسہ السلام علیکم!

اس وقت مشکل یہ ہے کہ میں آپ کی زبان میں آپ کو کچھ نہیں سمجھا سکتا اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں جس زبان میں بات کر رہا ہوں وہ چونکہ آپ سمجھ نہیں رہے اس لئے آپ یقیناً اس وقت مشکل محسوس کر رہے ہوں گے جب میرے دوست محمد اصغر خان نے اور یہاں کی مقامی جماعت نے مجھے رحیم یار خان آنے کی دعوت دی تو میں یہ سوچ کر آیا کہ میں اپنے بھائیوں کو جا کر سلام کہہ آؤں اور اسی مناسبت سے جہاد کے موضوع پر مختصر کلمات ان کے گوش گذار کروں۔

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی نعمتوں سے نوازا ہے۔ لیکن جس کے دل میں ایمان کی رمق موجود ہے وہ یہ ضرور سمجھے گا اور سوچے گا کہ دنیا میں پائی جانے والی تمام نعمتوں میں سے اسلام کی نعمت سب سے بڑی ہے۔ اس بات کے پیش نظر جو

> **صرف تقاریر اور خطابات سے یہ دین**
>
> **کبھی بھی دنیا میں نافذ نہیں ہو سکتا**

بھی اسلام قبول کرنے والا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ یقیناً اس کو آزمائش میں ڈالے گا اور اس کا امتحان لے گا۔ لہٰذا ہر مسلمان اپنے تمام وسائل سے اللہ کا دین قائم کرنے کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کرے۔

میرے عزیز بھائیو!

اسلام ہمارے زبانی دعوؤں سے اس زمین پر قائم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ان تقاریر اور خطبات سے یہ دین اس دنیا پر نافذ ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک عرصہ تک مکہ مکرمہ میں دعوت کا کام کیا اور وہ دعوت استقلالی دعوت تھی۔ آپؐ نے دلائل بیان کئے اور لوگوں کو دین اسلام کی طرف دعوت دی لیکن اس دعوت کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت کم اہل مکہ اسلام لائے۔ لیکن اس مکہ میں ایک اور موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے رسول اکرمؐ کو جہاد کی اجازت دی تو ایک مختصر مدت کے اندر اندر پورا مکہ مکرمہ اسلام لے آیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کی ترویج اور اقامت دین کی ایک بہت بڑی سبیل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

برادران عزیز!

جب دین کو اس زمین پر قائم کرنا ہی ہماری ذمہ داری

ٹھہری ہے تو پھر اس حقیقت کو باور کر لیجئے کہ اقامت دین عام انتخابات کے نتیجے میں ہرگز نہیں ہو گا۔ یہ مقدس فریضہ جس راہ سے ہم تلاش کر رہے ہیں ہمیں کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس دین کو قائم کرنا نہ تو جمہوری طرز انتخابات سے ممکن ہے نہ ہی ہمارے زبانی کلامی دعوؤں سے ممکن ہے۔ دین کی اقامت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک ہی راستہ منتخب کیا ہے اور وہ ہے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اگر جہاد کے علاوہ کوئی اور راستہ دین کو قائم کرنے کا ہوتا تو پھر بتایئے اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ **وقاتلو هم حتى لا تكون فتنه** اس وقت تک کم ان سے جہاد کرتے رہو اور لڑائی کرتے رہو جب تک اس دنیا سے فتنہ اور شرک ختم نہیں ہو جاتا۔

اس حقیقت کو باور کر لیجئے کہ اقامت دین کا فریضہ مغربی جمہوری انتخابات کے نتیجے میں ہرگز ادا نہیں ہو گا

گویا شرک اور فتنہ کا خاتمہ صرف جہاد پر موقوف ہے۔ اگر جہاد کے علاوہ کوئی اور سبیل ہوتی تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس سبیل کا بھی ذکر فرماتا۔ لیکن یہاں صرف جہاد کا ذکر ہے۔

عزیز بھائیو!

افغان قوم کے بارے میں آپ سب جانتے ہیں کہ افغان قوم دنیا کی ایک کمزور ترین قوم ہے۔ تعداد کے اعتبار سے بھی اور وسائل کے لحاظ سے بھی۔ لیکن اس کے باوجود اس کمزور ترین قوم نے دنیا کی ایک بڑی طاقت سے ٹکر لی اگرچہ پوری افغان قوم نہیں بلکہ کچھ لوگ جہاد کر رہے ہیں۔ لیکن اس کا نتیجہ آپ نے دیکھ لیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے افغان قوم کو فتح دی اور دنیا کی زبردست طاقت ذلیل و خوار ہو گئی یہ سب اللہ کے بھروسے سے ممکن ہوا۔ اب آپ میرے اس سوال کا جواب دیجئے کہ افغان قوم تو ایک کمزور ترین قوم تھی، افغانوں کے مقابلے میں آپ ایک طاقتور قوم ہیں، آپ کے پاس وسائل بھی ہیں، تعداد میں بھی آپ زیادہ ہیں، اس لئے مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہاں ایک ایسا قانون نافذ ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اللہ کے خلاف ہے اور آپ اسے برداشت کر رہے ہیں باوجود اس کے کہ آپ کے پاس طاقت ہے اور وسائل ہیں۔ میرے ان سوالوں کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

اگر آپ آج میرے ان سوالوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ تو روز محشر آپ اللہ تعالیٰ کے اس سوال کا کیا جواب دیں گے کہ آپ نے طاغوتی حکومت کو برداشت کیوں کیا؟ اگر آپ اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے تو پھر آپ کو اس نظام کے بدلنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کو اس زمین پر نافذ کرنے کے لئے کوشش کرنا ہو گی۔ میری دعا یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو قرآن و سنت کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

برادران عزیز!

آج ہم نے اس سے ہم بہت خوش ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان نونہالوں اور نوجوانوں میں جہاد کا جذبہ موجود ہے۔ الحمد اللہ اس جہاد کی حرکت یہاں موجود ہے۔ یہ تربیت انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں جہاد کا جذبہ پیدا کرے گی۔ جہاد نام ہے اطاعت و بندگی کا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جہاد کا ذکر فرمایا اصلاح عقیدہ، اصلاح نیت اور ان اہم امور کا ذکر فرمانے کے بعد اطاعت پر زور دیا۔ چنانچہ اس تربیت کے نتیجے میں آپؐ کے اندر اطاعت کا جذبہ پیدا ہو گا اور اس جذبہ سے آپ کے اندر ایک مثالی نظم قائم ہو گا۔ آپ نے جو مظاہرہ کیا وہ یقیناً جنگ کی حکمت عملی کے مطابق ہے۔ کیونکہ رسول اکرمؐ کا فرمان ہے کہ جنگ نام ہے جنگی چالوں اور تدبیروں کا، جس میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ دشمن کو کس طرح مارا جائے اور دشمن کے حملے

زندگی میں اسلام کو اس طرح اپنائیں کہ معاشرہ آپ کے نکھار کو دیکھ سکے۔

سے کس طرح بچا جائے۔

میں اس سلسلے میں جامعہ کے مشائخ اور علماء کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خصوصاً اپنے بھائی محمد اصغر کا کہ جنہوں نے یہ کوشش کی اور جن کی کوششوں کے نتیجے میں جہاد کی برکت یہاں نظر آ رہی ہے۔ اور آخر میں میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان نوجوانوں اور نونہالوں کو مستقبل کا غازی اور مجاہد بنائے اور ان کے اندر جذبہ جہاد پیدا فرمائے۔ آمین

☆

ایک مسلم صحافی کی ذمہ داری

قابل قدر اور محترم صحافی بھائیو!

السلام علیکم رحمتہ اللہ وبرکاتہ

ہم غیر اسلامی پریس کا نام نہیں لیتے' اسلامی پریس کو اللہ تعالیٰ افغانیوں اور ان کے اسلامی جہاد کی حمایت کے صلہ میں جزاء خیر عطا فرمائیں۔ یہ جہاد تمام اسلامی امت کا جہاد ہے۔ اسلام میں الفاظ اور ان کے استعمال کے لئے شرعی ضابطے اور قوانین ہیں۔ مسلمان کی ہر ایک بات اللہ تعالیٰ کے ہاں' مسلمان کے حق میں یا اس کے خلاف لکھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید○

(سورہ: ق)

"وہ کوئی بات نہیں کہتے مگر ان کے پاس تیار نگہبان ہوتا ہے"

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لوگوں کو اپنی زبانوں کے الفاظ' دوزخ کی آگ میں اوندھے منہ گرا دیتے ہیں۔" دوسری جگہ آپ کا ارشاد مبارک ہے:

"بیشک کوئی بندہ' اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی کے لئے کوئی بات بغیر کسی اہتمام اور توجہ سے کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس بندے کے درجات بلند فرما دیتے ہیں اور کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات بغیر کسی اہتمام کے کہہ دیتا ہے تو وہ بات اسے دوزخ میں نیچے گرا دیتی ہے۔"

ہم مسلمان صحافیوں سے خیر خواہی کرتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ وہ پریس کے سلسلے میں غیر مسلم صحافیوں کی پالیسیوں کو خیر باد کہیں گے اور اس کے مطابق کام چلانے سے گریز کریں گے۔

غیر مسلم صحافیوں کی چند پالیسیاں یہ ہیں:

۱۔ پروپیگنڈہ کرنا۔

۲۔ خبر کو ایک دوسرے سے پہلے نشر کرنے کی کوشش کرنا۔

۳۔ خبر پیش کرنے میں جانبداری سے کام لینا اور جانبداری سے تجزیہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اسلام میں پریس کے اصول اور ضوابط ہیں۔ جس کی پابندی کرنا ضروری اور واجب ہے۔

صحافی کی حیثیت بھی راوی کی ہوتی ہے انہیں چاہئے کہ وہ خبر کو عادل اور نیک لوگوں سے نقل کریں۔ اور اپنی صحیح روایت کو آگے پیش کریں۔ اور کبھی صحافی کی حیثیت جج یا قاضی کی ہوتی ہے۔ وہ عالمی مسائل کے بارے میں فیصلے کرتے ہیں۔ تجزیہ نگاری کرتے ہیں اور اپنے اخبار میں صحیح نتائج اور واقعات قلمبند کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا ہر حیثیت کے لئے شرعی قوانین ہیں۔ جس کے اندر رہ کر صحافیوں کو اپنا فریضہ سرانجام دینا ہے

> ایک مسلمان صحافی کو شرعی قوانین کے اندر رہ کر واقعہ نگاری اور تجزیہ نگاری کرنی چاہئے کہ اس وقت اس کی حیثیت ایک قاضی کی ہوتی ہے

صحافی کی حیثیت ایک راوی کی ہے اس لئے اسے صرف عادل لوگوں سے خبر نقل کرنی چاہئے۔

تاکہ وہ قیامت کے دن سرخرو اور معزز رہیں۔ اور مجرمین کے کٹہرے میں نہ ہوں۔

ہم صحافی بھائیوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ مبارک حدیث شریف یاد دلاتے ہیں۔

جاھدوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم

"مشرکوں کے ساتھ اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو"

صحافی قلم کی نوک (زبان) سے جہاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

> **عالم اسلام کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو مسلم صحافی کو اس کے اسلام کے مطابق حل ہونے تک کمر ہمت باندھ لینی چاہئے**

کے ہاں ان کے جہاد کا عظیم اجر ہے۔ صحافی برادران، اپنی استطاعت کے مطابق مجاہدین کی مدد کریں اور جہاد کے خلاف دشمنوں کی ہر سازش کو ناکام بنائیں۔ یورپ میں اگر کہیں آفت پڑے تو ہزاروں میل دور پریس کے ذرائع اور صحافی کمر باندھ لیتے ہیں۔ اور اس وقت تک آرام نہیں کرتے جب تک ان کی مشکل ان کی مرضی کے مطابق حل نہ ہو جائے، تو ہمیں کیا ہوا ہے ہم تو یورپ والوں سے زیادہ اس اقدام کے مستحق ہیں۔ کیا ہم اس جہادی طریقے کو نہیں اپنائیں گے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض الا تفعلوہ○ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر○ (انفال : ۷۳)

"کافروں میں سے بعض، بعض کے دوست ہیں (کافر آپس میں دوست ہیں) اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو زمین میں فتنہ برپا ہو گا۔ اور بڑے فساد (خرابی) سے واسطہ ہو گا۔

☆

امارت اسلامی کے قیام کے بعد

اسد آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب

قابل قدر اور محترم صحافی بھائیو!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

ہم یہاں امارت اسلامی صوبہ کنڑ افغانستان میں آپ کی تشریف آوری پر نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور آپ کو نہایت گرمجوشی سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ کچھ عرصہ پہلے یہاں کی ساری جہادی تنظیموں کی مشترکہ جدوجہد سے امارت اسلامی قائم ہوئی ہے اور اس کے قیام کے درج ذیل مقاصد متعین کئے گئے:

۱۔ استحکام جہاد۔

۲۔ امن کا قیام۔

۳۔ جہاد کی صفوں میں وحدت پیدا کرنا۔

۴۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے خلاف سازشوں کا انسداد۔

۵۔ ان سب اہداف کا مقصد اس فرمان الٰہی کی تعمیل ہے۔ جس میں مسلمان کا فریضہ واضح کرتے ہوئے بتایا گیا ہے۔ کہ

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون○

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون○

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون○

اس طرح تیرہ سالہ جہاد کے نتیجہ میں اسلامی نظام کا نافذ کرنا بھی ہمارے مقاصد میں شامل ہے۔ اب جبکہ پہلی دفعہ افغانستان کی سرزمین پر مجاہدین کی قربانیوں اور پختہ اسلامی شعور کے نتیجہ میں باقاعدہ انتخابات کے ذریعے ایک متحدہ اسلامی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ جس کی وساطت سے اسلامی تعلیمات کے مطابق شرعی قوانین کا نفاذ ہو چکا ہے۔ جہاد کو جاری رکھنا اور مجاہدین کی صفوں میں اتحاد کے لئے جدوجہد کرنا اس کے بنیادی

اسلام میں الفاظ اور ان کے استعمال کے لئے شرعی ضابطے اور قوانین موجود ہیں۔

مقاصد میں شامل ہے۔

اس ادارہ کے قیام سے دنیا میں اسلام کی بالا دستی چاہنے والوں کی ذمہ داری اور بڑھ گئی ہے۔ آپ حضرات بہتر طور پر جانتے ہیں کہ کس طرح اس مقدس مشن کو اپنے ذرائع ابلاغ میں جگہ دے کر اس متحدہ اسلامی ادارے کی خدمت کر سکتے ہیں۔ ہم آپ کی وساطت سے سارے عالم اسلام کے علماء' دانشوروں' صحافیوں' قانون دانوں' ماہرین اور فنی شخصیات کو یہاں آنے کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی آراء اور تجاویز سے امارت اسلامی کی تعمیر اور استحکام میں ہماری مدد کریں تا کہ یہ ادارہ آپ کے نیک مشوروں سے مستقبل کے آزاد اسلامی افغانستان کے قیام کا پیش خیمہ بن جائے۔ در حقیقت یہی آپ کا فریضہ اور جہاد ہے۔

پاکستان کے مسلمانوں نے افغان مہاجرین اور مجاہدین کے ساتھ بہت مصائب برداشت کئے ہیں۔ اسلامی اخوت کی قابل تقلید مثالیں قائم کیں ہیں۔ اس طرح اس ادارہ کی ترقی و استحکام کے لئے دوسرون کی بہ نسبت پاکستانی صحافی بھائیوں سے ہماری توقعات زیادہ وابستہ ہیں۔

بعض عناصر امارت اسلامی صوبہ کنڑ افغانستان کو الگ مستقل ریاست کی کوشش قرار دے کر اس ادارہ کے خلاف غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہم نے بار بار واضح کیا ہے اور اعلان کرتے ہیں کہ صوبہ کنڑ افغانستان کا جزو اور صوبہ ہے۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے ساتھ یہ صوبہ دیگر صوبہ جات کی طرح افغانستان میں شامل اور افغانستان کے اقتدار اعلیٰ کے تابع ہو گا۔

اس خطہ سے اسلامی جہاد کا آغاز ہوا تھا۔ سب سے پہلے یہی خطہ مکمل طور پر آزاد ہوا۔ اور اس خطہ کے مسلمانوں کا مصمم ارادہ ہے کہ امارت اسلامی کے قیام سے افغانستان کا اسلامی تشخص بحال کر دیں گے۔

میں اس موقع پر امارت اسلامی میں حزب اسلامی کی مجلس شوریٰ کے ارکان کی شمولیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ان بھائیوں کو اپنے حلفیہ معاہدات کو ایفاء کرنے کی توفیق بخشی۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہماری اول و آخر کوشش یہی ہے کہ خدا کی زمین پر خدا کے قانون کی بالا دستی ہو۔ ہم یہاں اسلامی قوانین کے نفاذ سے مسلمانوں کی اسلامی عظمت محفوظ دیکھنا چاہتے ہیں۔

اس کے باوجود بھی اگر کوئی امارت اسلامی کے شرعی مقاصد غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ اس کی ذاتی اقتدار کی ہوس ہو گی یا پھر وہ نادانستہ طور پر غیروں کا آلہ کار ہو گا۔

ایک دفعہ پھر میں آپ کا یہاں آنے پر تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی آپ کنڑ کا دورہ فرمائیں گے امارت اسلامی آپ کو خوش آمدید کہے گی اور آپ کے لئے امارت اسلامی کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس تکلیف اٹھانے کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

☆

امارت اسلامی کی

پہلی منتخب پارلیمنٹ سے خطاب

کنڑ کے مجاہدین نے منتخب اسلامی ادارہ قائم کر کے افغانستان کے دیگر آزاد صوبہ جات کے لئے ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے۔ مسلمانوں کی کوشش ہونی چاہئے کہ ان کی زندگی کا کوئی پہلو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سے آزاد نہ گزرے۔ اسلامی شریعت سے آزاد زندگی جاہلیت کی نذر ہوتی

یہ ایک حقیقت ہے کہ اقامت دین کا فریضہ انتخابات کے ذریعے ادا نہیں ہو سکتا۔

ہے۔ مسلمانوں کی گردنوں میں شریعت کا قلادہ ان کی اخروی و دنیاوی کامیابیوں کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

کنڑ میں اس متحدہ اسلامی ادارے کا قیام خدا کی آزاد زمین پر خدا کی حاکمیت نافذ کرنے کا عزم ہے اور مسلم افغانستان کا حقیقی تشخص بحال کرنے کی جانب ہمارا یہ اقدام قرآن و حدیث کے اصولوں سے وضع کردہ پالیسی پر مبنی ہے۔ ہم دوسرے صوبہ جات کے مجاہدین سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ قبائلی رسم و رواج کے اثرات سے آزاد ہونے کے لئے آزاد علاقوں میں

> افغان کمانڈروں کے درمیان پہلے ذہنی
> تفریق پیدا کر کے پھر ذرائع ابلاغ کے
> ذریعے اس کی تشہیر کی جاتی ہے

متحدہ شرعی ادارے قائم کریں۔ اس طرح شریعت کے نفاذ سے مجاہدین کی صفوں میں اتحاد ویگانگت پیدا ہو گی۔ لوگ پارٹی اور ذاتیات سے بالاتر ہو کر اسلامی شریعت کے اصولوں کی پاسداری کریں گے اور جہادی قوتوں کو شریعت کا تحفظ حاصل ہو گا جس سے اسلام مخالف قوتوں کی سازشوں سے نجات مل جائیگی۔

افغان احزاب نے کئی بار اتحاد کئے اور وہ ٹوٹ گئے۔ عبوری حکومت کی تشکیل کی گئی مگر وہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی۔ بنیادی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی پارٹی اپنے آپ کو پوری طرح اتحاد میں ضم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ الٹا اتحاد کی آڑ میں ہرپارٹی اپنے آپ کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ جس سے اتحاد کے مقاصد کو نقصان پہنچتا ہے اور افغان مہاجرین مزید مایوسی و ناامیدی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ شخصیات اور پارٹی مفادات کی آویزش سے اتحاد کا خواب ادھورا رہ کر افغان عوام کے مصائب کے دن اور طویل ہو جاتے ہیں اور ہرپارٹی کے اندر مفاد پرست عناصر کو جہادی وسائل سے کھیلنے کا موقعہ فراہم ہو جاتا ہے۔

احزاب کے سربراہوں کی اس کش مکش کے اثرات جہادی محاذوں تک پھیل جاتے ہیں۔ جس سے نہ صرف جہادی کمانڈ پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بلکہ افغان جہاد کے خلاف سازش کرنے والوں کو محاذوں تک اپنی سازش پھیلانے کا موقعہ ہاتھ آ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روسی افواج کے انخلا کے بعد افغان جہاد کے حامی لوگوں کو مجاہدین سے جس کامیابی کی توقع تھی وہ پوری نہیں ہوئی اور اب وہ مایوس ہو رہے ہیں اور افغان جہادی کمانڈ اور افغان مسلمانوں کے درمیان ذہنی تفریق پیدا کرنے کے لئے آئے دن نئے نئے منصوبے پیش کئے جاتے ہیں اور ذرائع ابلاغ کے توسط سے ان کی تشہیر کی جاتی ہے کیونکہ افغانستان میں' اسلامی حکومت کے قیام کے مخالف عناصر کبھی نہیں چاہتے کہ مجاہدین اسلامی اور انقلابی طریقے سے کابل میں کیونسٹ حکومت کا صفایا کر کے اقتدار پر قبضہ کرلیں اور بعض احزاب کے سربراہ کیونسٹوں کا صفایا کرنے سے پہلے اقتدار کی چاہت کے غیر متوازن رویوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور متفقہ موقف اختیار کرنے سے پہلے ذاتی مفاد پر جم جاتے ہیں۔ ان سارے مصائب کا واحد حل یہی ہے کہ مجاہدین آزاد خطوں میں کنڑ کی طرح متحدہ اسلامی ادارہ تشکیل دے کر آزاد خطوں میں پارٹی وجود کو مکمل طور پر اسلامی اداروں میں ضم کریں۔ اور سارے وسائل اس متحدہ اسلامی ادارے کے حوالے کر دیں تا کہ مقامی حالات کے مطابق یہ ادارے جہادی وسائل کو استعمال میں لائیں۔ اس طرح وسائل کا استعمال موثر ہو گا اور خود غرض عناصر کے لئے جہادی وسائل لوٹنے کے مواقع بھی ختم ہو جائیں گے۔

اس طرح جو متحدہ جہادی کمانڈ وضع ہو گی وہ افغان جہاد کے لئے کامیابی کی ضمانت ہو گی۔ مزید متحدہ جہادی کمانڈ کے وضع ہونے سے پارٹی تعصبات اور شخصیات کے اثرات سے مجاہدین

دل میں دنیا کی حرص سما جائے تو غیر مسلموں پر مومن کا دبدبہ ختم ہو جاتا ہے۔

دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

افغان جہاد کے چودہ سالوں میں افغان قوم نے روسی ظلم و ستم' ہجرت کے مصائب اور جہاد کی مشکلات کو جس پامردی اور حوصلے سے برداشت کیا پوری دنیا نے حیرت اور استعجاب کے ساتھ اس کی داد دی۔ افغان قوم نے طاغوت کے سامنے علم جہاد بلند کرتے ہوئے اسلام کے ساتھ اپنی والہانہ عقیدت کا ثبوت کچھ اس طرح دیا کہ خدا کی تائید اور توفیق ان کے شامل حال ہو گئی۔ جہاد کی بدولت افغان قوم نے نہ صرف روس کو اپنی سرزمین سے نکال باہر کیا بلکہ خدا کی مدد سے اس سپرپاور کو دنیا کے نقشے سے تحلیل کر دیا۔

ع۔ "جیسے داستان تک بھی نہ ہو داستانوں میں"

اس طرح چھ اور مسلم ریاستیں دنیا کے نقشے پر ابھریں جن کو روس نے ستر سال قبل طاقت کے بل بوتے پر ہڑپ کیا تھا۔ روس کے اس حال کو کیا محض پرسٹرائیکا یا گلاسناسٹ تجربات کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے؟

ان چودہ سالوں میں افغان مجاہدین پر کئی کٹھن مراحل آئے جو خدا کی توفیق اور تائید سے طے ہوتے چلے گئے۔ علی کل شئی قدیر ذات ان کے حل کی کوئی نہ کوئی سبیل پیدا فرما دیتی۔ نہتے افغان مجاہدین کے ساتھ ان کے بہی خواہ شامل ہوتے رہے اور یوں پوری دنیا کے مسلمانوں نے جانی اور مالی جہاد میں حصہ لیا۔ جب تک روس افغانستان کی دلدل میں پھنسا رہا امریکہ اپنے مفادات اور کمیونزم کی مخالفت کی وجہ سے مجاہدین کی امداد کرتا رہا۔ روس افغانستان سے عبرت ناک شکست کھا کر ماسکو بھاگا تو امریکہ نے نہ صرف اپنی جاری امداد روک لی بلکہ اس کی اسلام دشمنی' افغان جہاد کے خلاف سازشوں کی شکل میں کھل کر سامنے آنے لگی۔

جنیوا معاہدے پر دستخطوں کے بعد افغان مجاہدین باغی' شدت پسند اور دہشت گرد قرار پائے۔ دام ہم رنگ زمین پھیلائے گئے' افغان مجاہدین کو وسیع البنیاد حکومت' لویہ جرگہ اور بادشاہت کی واپسی کے جال میں الجھانے کی کوشش کی گئی۔

افغان جہاد کی حلیف طاقتوں اور ملکوں پر مختلف طریقوں سے دباؤ ڈالا جانے لگا۔ افغان احزاب نے جہاں جہادی حکمت عمل سے میدان جنگ میں فتح حاصل کی وہاں وہ خدا کی تائید سے اسلام دشمن عناصر کی سازشوں کے تار و پود بھی بکھرتے رہے۔ آخر کار نجیب نے نوشتہ دیوار پڑھتے ہوئے صدارت سے استعفٰی دے دیا۔

روس کی واپسی کے بعد امام الجہاد شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے ایک سہ نکاتی فارمولہ پیش کیا تھا اس فارمولے کا آخری نکتہ یہ تھا کہ "آزاد خطوں میں متحدہ اسلامی ادارے قائم کئے جائیں" چنانچہ شیخ جمیل الرحمانؒ نے خود کنڑ میں امارت اسلامی کے نام سے

ایک موحد اقتدار ہی توحیدی شان کی بدولت خدا کی زمین پر خدا کے قوانین نافذ کر سکتا ہے

آزاد ہوں گے اور وہ دشمن پر کاری ضرب لگانے کے اہل ہو جائیں گے اور مفتوحہ علاقوں کے انتظام و انصرام میں مخالفت اور پارٹی مفادات کا شکار نہیں ہوں گے بلکہ جہاد کو اسلامی اصولوں کے مطابق آگے بڑھانے کے اہل ہو جائیں گے۔

آزاد خطوں میں اسلامی اداروں کے قیام سے وہاں کے عوام اور مجاہدین کے درمیان معاملات اور تنازعات کے فیصلے شریعت کے مطابق ہوں گے۔ اسی طرح ذاتیات' پارٹی تعصبات اور قبائلی رسوم کا خاتمہ ہو جائے گا اور صرف مجاہد معاشرہ اور مجاہد فورس تیار ہو گی۔ آج آزاد علاقوں میں شرعی ادارے نہ ہونے کی وجہ سے بعض علاقوں میں مجاہدین کے درمیان حالات

> اگر اسلامی اداروں کا قیام وجود میں آجاتا تو عوام الناس کے تنازعات کے فیصلے شریعت کے مطابق طے ہوتے

بہت کشیدہ ہیں۔ جہاں جس پارٹی کا قبضہ ہے وہاں اس پارٹی نے آمریت قائم کر رکھی ہے اور آزاد علاقوں میں انتظام اور آبادی میں اطمینان نہ ہو تو مجاہد جہاد پر کما حقہ' توجہ نہیں دے سکتا۔ صرف متحدہ شرعی اداروں کے قیام سے یہ ساری ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں۔

مسلسل بارہ سال بمباریوں اور کیونسٹوں کے حملوں سے افغانستان میں رسل و رسائل کے ذرائع تباہ ہو گئے ہیں۔ زندگی کی بنیادی ضروریات مفقود ہیں۔ وہاں جو لوگ بیٹھے ہیں وہ نہایت مشکل زندگی سے دو چار ہیں۔ آزاد خطوں میں اسلامی اداروں کے قیام سے فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا آسان ہو جائے گا۔ راستوں کی تعمیر اور غذائی سامان پہنچانے میں آسانی ہو جائے گی۔ لوگ مقامی ذرائع زراعت کو دوبارہ شروع کر کے اپنے وسائل پر جہاد جاری رکھنے کے اہل ہو جائیں گے۔ اس طرح پاکستان پر بھی مہاجرین کا دباؤ کم ہو جائے گا۔ آزاد خطوں میں اسلامی اداروں کے قیام سے لوگوں میں اسلامی افغانستان کے قیام کا مقصد مزید واضح ہو جائے گا۔ اس طرح مجاہدین کی صفوں میں اسلام کے خلاف سازش کرنے والوں کی راہ مسدود ہو جائے گی۔

گویا اسلامی ادارے مجاہدین کے اتحاد جہاں کمانڈ اور افغانستان کے مسلمانوں کو اعتقادی نظریات اور جہادی تحفظ فراہم کرنے کا منبع ہوں گے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام کے تحفظ میں آکر ہی افغان جہاد اپنے ثمرات سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ اس فارمولا کے بغیر مسئلہ افغانستان کے بارے میں جو بھی فارمولا اختیار کیا جائے گا اس کا نتیجہ شرمندگی اور شرمساری کی صورت میں نمودار ہو گا۔ آج مسئلہ افغانستان کے بارے میں باہر سے منصوبے درآمد کئے جاتے ہیں اور ان کو کامیاب بنانے کے لئے مجاہدین کی صفوں میں انتشار پیدا کیا جاتا ہے۔ ان منصوبوں کا واحد مقصد یہی ہوتا ہے کہ افغان جہاد کے نتیجہ میں وہاں اسلامی حکومت قائم نہ ہو۔ اس قسم کے امن منصوبے افغان جہاد کے خلاف سازش ہیں۔ مجاہدین کو چاہیئے کہ قدم قدم پر اسلامی اصولوں کو راہنما بنا کر اغیار کی پھیلائی ہوئی ان سازشوں کو ناکام بنایا جا سکتا ہے۔

پاکستان سمیت اسلامی دنیا سے میری یہ اپیل ہے کہ وہ افغانستان میں حقیقی اسلامی حکومت قائم کرنے میں مجاہدین کے ساتھ مخلصانہ تعاون کریں۔ کیونکہ مسلم افغانستان پاکستان اور عالم اسلام کے استحکام اور بقاء کے لئے ازحد ضروری ہے۔ اس سے پہلے بھی افغانستان میں اسلامی قیادت کی بجائے ایسے لوگوں کو بر سر اقتدار لایا گیا جو عالم اسلام اور پاکستان سے زیادہ

بھارت اور روس کے خیر خواہ تھے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ شائد پھران منحوس نعروں کی باز گشت سنائی دے جس سے کفر کی طاقت فرحاں اور مسلمانوں کی روحیں پر مژدہ ہوں۔ لہٰذا مسئلہ افغانستان کے حل کے سلسلے میں وقتی مصلحتوں کی بجائے اسلام اور افغانستان کے مسلمانوں کے مستقبل کی خاطر افغان مجاہدین کے موقف پر کسی کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے کیونکہ مسئلہ افغانستان کے اصل فریق افغان مجاہدین ہیں۔ وہ کبھی اور کسی طرح بھی افغان مسلمانوں کے قاتلوں کے ساتھ ایک میز پر بیٹھ کر اپنے بارہ سالہ جہاد اور پندرہ لاکھ شہداء کے مقدس خون کی تذلیل نہیں کرسکتے۔ افغان احزاب میں سے کسی نے عزب (امریکہ) کے اشاروں کو اپنے لئے کامیابی کا زینہ سمجھا یا روس کے ساتھ پینگیں بڑھانے کو اقتدار کا شارٹ کٹ سمجھا تو ایسے لوگوں کو افغان جہاد کے واضح مقصد کے آگے شرمساری سے دوچار ہونا پڑے گا۔

'امارت اسلامی' آزاد علاقوں میں متحدہ اسلامی اداروں کے قیام سے شریعت کے نفاذ اور متحدہ جہادی کمانڈ قائم کرنے کا پیغام دیتی ہے اور یہی راستہ ہے جس پر چل کر افغانستان کے مجاہدین اپنی آئندہ نسلوں کے عقائد و ایمان محفوظ رکھنے کے لئے مسلم افغانستان کی میراث حاصل کرسکتے ہیں۔

☆

امارت اسلامی کے امیر

منتخب ہونے کے بعد پہلا خطاب

میرے مجاہد بھائیو!

دین اسلام کے دو حصے ہیں ایک عقیدہ اور دوسرا شریعت و طریقہ ہے۔ ایمان وعقیدہ نفس سوچ و فکر اور دل سے تعلق رکھتا ہے۔ جبکہ ظاہری اعمال اور انسانی جسم کے بیرونی اعضاء سے تعلق رکھنے والے اعمال کو شریعت و طریقہ کہا جاتا ہے۔ عقیدہ ہم اور آپ سب نے اجمالی طور پر ماں باپ سے سیکھا ہے۔ یعنی اللہ فرشتوں' کتابوں' رسولوں روز قیامت اور اس بات پر ایمان کہ تمام تر خیر و شر اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں اللہ پیغمبر اور کتابوں کی باتوں میں شک و تردد نہیں۔ اگر کوئی شک کرے گا تو وہ مسلمان نہیں رہتا۔ اس ایمان کے معنی یہ ہیں کہ اللہ نے جس چیز سے منع کیا اور جس کے کرنے کی ہدایت کی۔ جبرائیل جو امر و نہی اللہ کی طرف سے قرآن مجید کی صورت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور پیغمبر نے جو امرونہی اللہ کی طرف سے اس کے بندوں تک پہنچائی اس کے مطابق زندگی گزارنا۔

یہ امرونہی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں موجود ہیں۔ اللہ بندگی کے مستحق' آدمی جس سے محبت رکھے جس سے خوف محسوس کرے جس پر توکل اور بھروسہ کرے جس کے سوا کسی اور سے نہ ڈرے کسی اور پر تکیہ نہ کرے جس کی تمام باتوں کا یقین و اعتماد کرے اور جس کی بڑائی اور اکرام اس کے نفس میں ہو یہ لا الہ الا اللہ کے معنی ہیں کہ یہ کسی اور کے ساتھ نہیں صرف اللہ کے ساتھ ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل سے اس امرو نہی کا اظہار کیا ہے اسے شریعت کہتے ہیں اس کا اتباع کرنا ایمان ہے یعنی خدائی بھی اس اللہ کے سوا کسی اور کی نہیں ماننا اور اللہ کو ماننا ہو تو اس طریقے کے مطابق جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے لائے ہیں۔ قرآن کا فرمان ہے کہ جب تک آدمی زندگی کے تمام پہلوؤں میں اللہ کا حکم نہ مانے شریعت کی پیروی نہ کرے وہ مومن اور مسلمان نہیں ہو سکتا۔

جو لوگ اللہ کے حکم کو پسند نہیں کرتے اپنے ہوا و ہوس کے تابع ہو کر اللہ کے حکم کو چھوڑتے ہیں اور شیطان کی اتباع کرتے ہیں اسلام کو چھوڑ دیتے ہیں قرآن کی رو سے مرتد کہلاتے ہیں ارتداد کیا ہے۔ شیطان کی تابعداری ہے اور شیطان

کیا ہے وہ تمام طاقتیں جو انسان کو اللہ کی راہ سے ہٹا کر دوسری راہ پر لگا دیں وہ شیطان اور شیطانی قوتیں کہلاتی ہیں جو لوگ زندگی کے کسی شعبے میں تو اللہ کی تابعداری کریں اور کسی میں اس کے احکامات کی پابندی نہ کریں بلکہ اپنی خواہشات کسی افسرو حاکم کسی پارٹی لیڈر یا کسی ملک یا طاقت اور یا کسی غیر اسلامی نظام کی اتباع کریں ارتداد کا شکار ہوتے ہیں۔

یہود و نصاری نے اللہ کے احکامات چھوڑ دیئے تھے اپنے علماء اور نیک بندوں سے رب اور خدا بنا دیئے تھے ان کی اقوام کو اہمیت دیتے تھے اللہ کا حکم ہے کہ ان سے لڑائی و قتال کرو۔ ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ کامل اور مکمل یقین صرف

> جہاد اس لئے فرض نہیں ہوا کہ ایک کمانڈر ایک گاؤں میں حاکم بن جائے تو دوسرا کمانڈر دوسرے گاؤں میں! بلکہ طاغوت سے بغاوت کے لئے فرض ہوا ہے

اللہ اور رسولؐ کے قول کا کیا جانا چاہئے۔ جن علماء اور بزرگوں کے اقوال اس میزان پر پورے اتریں انہیں لو باقی چھوڑ دو۔

جو لوگ زندگی کے کسی شعبہ میں اللہ کے حکم سے نکلیں اور اسے خود پر لازم نہ سمجھیں وہ مسلمان نہیں رہ سکتے۔ اللہ کے حکم کی تطبیق کی خاطر لوگوں کو دعوت دینے کے لئے اللہ تعالی نے انبیاء اور پیغمبر بھیجے رسول کریمؐ نے تیرہ سال تک مکہ میں دعوت دین کی تحریک چلائی' پیغمبرؐ کی دعوت ان کا کلام' لہجہ' خلوص' حکمت عملی' دلیل محبت مختصر آپؐ کی دعوت میں قبولیت کی تمام شرائط موجود تھیں لیکن تیرہ سالوں میں مکہ کے دو سو سے کم لوگ ایمان لائے اللہ تبارک و تعالی کو علم تھا کہ یہ جہل تعصب اور عناد کے دلدل پر سوار لوگ صرف باتوں کے راستے سے اصلاح کی طرف نہیں آئیں گے جب رسول مقبولؐ نے مدینہ ہجرت کی' علم جہاد بلند کیا' ہجرت کے آٹھویں سال جب مسلمانوں کا لشکر مکہ میں داخل ہو رہا تھا تو دس ہزار صحابہ کرامؓ تھے اور پانچ روز بعد جب ہوازن کی جنگ میں مسلمانوں کا لشکر روانہ ہو رہا تھا تو اس میں مکہ کے دو ہزار جوان شامل ہو چکے تھے اشاعت دین کے لئے تبلیغ کی اپنی جگہ اہمیت ہے لیکن صرف تبلیغ سے بھی کام نہیں ہوتا۔

اللہ تعالی نے رسولؐ کو حکم دیا کہ اللہ کی راہ میں قتال کرو یہاں تک کہ دین و تابعداری احتیاج اور حکم صرف اللہ کے لئے رہ جائے اور فتنہ باقی نہ رہے۔ یعنی دعوت کے ساتھ ساتھ فتنہ و فساد' کفر اور ظلم و ناانصافی کے خلاف جہاد و قتال بھی ضروری ہے۔

مجاہد بھائیو! جہاد اس لئے فرض نہیں ہوا کہ ایک کمانڈر اس گاؤں میں امیر یا حاکم ہو جائے اور دوسرا کمانڈر دوسرے گاؤں کا امیر ہو جائے اور دور جاہلیت کی طرح ایک بار پھر گروہی اور قبائلی زندگی شروع ہو بلکہ یہ جہاد اسلام کی حاکمیت کے لئے تھا ظلم و جاہلیت اور غیر اسلامی نظام کے خاتمے کے لئے تھا۔ اس وقت افغانستان میں ایک بھی علاقہ ایسا نہیں جہاں امن کی ضمانت ہو اور شریعت کی حاکمیت ہو۔

کنڑ آزاد ہے اس میں کمانڈر' امیر اور مجاہدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنی مرضی اور اختیار سے یہاں شریعت نافذ کرے۔ اگر آپ ایسا فیصلہ کریں گے تو میں یا پشاور کے دوسرے قائدین آپ کو اس سے منع نہیں کر سکتے نہ اس میں دخل اندازی کر سکتے ہیں۔ نہ ہی اس سلسلے میں تم پر عبوری حکومت یا کسی قائد کا زور چلتا ہے۔ دوسرے تو صرف لالچ دے سکتے ہیں باقی کام تو ہم اپنی مرضی سے کرتے ہیں ہم اور آپ اس علاقے میں شریعت کے نفاذ اور امن کے قیام کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ہم نے جہاد اس مقصد کے لئے شروع کیا تھا۔ اب اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو کیا ہم اللہ کے سامنے جھوٹے نہیں ہوں گے کیا اس کی ذمہ داری ہم دوسروں پر ڈال سکتے ہیں اگر ہم خود ایسا

روس کا افغانستان میں داخلہ دراصل روس کی تحلیل اور کیمونزم کی موت کا پیغام بنا۔

نہیں کرتے تو قیامت کے روز ہم کسی پارٹی راہنما حکمت یار، سیاف وغیرہ کے گریبان میں ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے۔

مجاہد بھائیو! روس افغانستان سے نکلا یہ اللہ کے فضل اور نصرت سے ہوا ہماری شہادت اور قربانیوں سے نہیں اللہ نے روسیوں کی پسپائی سے ہمارے جہاد کا پردہ رکھا۔ اللہ کہتا ہے کہ تم بندگی کی حدود سے باہر نہ نکلو، نصرت و کامیابی کے اسباب میں فراہم کرتا ہوں ہم اگر ساری عمر سجدے میں گر جائیں تب بھی یہ احسان پورا نہیں کر سکتے کہ اللہ نے جہاد اور مجاہد کی آبرو رکھ لی یہ جہاد تو اس لئے نہیں تھا کہ کمانڈروں کی ٹھیکیداری قائم ہو جائے مغمان میں جا کر دیکھو کمانڈر آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ٹھیکیداری قائم ہے اور حکومت مرکز کو صرف اس لئے زندہ رکھا گیا ہے کہ دونوں جانب سے مال ہڑپ کیا جائے ایسے کمانڈر جہاد کی آخری کامیابی کی راہ میں رکاوٹ ہیں ایسے امیر اور کمانڈر جن میں ایمان، شعور، جرائت اور فہم و ادراک ہو جہاد کی پشت پناہی کرتے ہیں مگر ایسے لوگ کم ہیں یہی وجہ ہے کہ جہاد روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے اللہ کے فضل سے ہمارے ہاتھ صاف ہیں ہم نے ایسا نہیں کیا۔ کمانڈروں نے جگہ جگہ پھاٹک بنائے ہیں کہ جن میں مال لیا جا سکتا ہے اس بد نظمی، اللہ کے حکم سے بغاوت، نافرمانی اور جہاد کی اصل روح کو بھلانے کے نتیجہ میں دشمن کامیاب رہا۔ مجاہدین کو جلال آباد کی فرنٹ لائن کے مورچوں سے پسپا ہونا پڑا۔

ہم کنڑ کے مجاہدین سے کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ پر لطف کیا کہ آپ کو سب سے پہلے جہاد کے لئے منتخب کیا آپ لوگوں نے اس جہاد کو شروع کیا اور اب پھر آپ پر اللہ نے لطف و کرم کیا ہے کہ سب سے پہلے اس صوبے کنڑ کو آزاد کرایا اس کے ساتھ ساتھ کیمپوں میں قرآن و حدیث کی درس و تدریس کا انتظام کرنے کی قوت دی۔ چنانچہ دینی فہم و ادراک جو کنڑ کے لوگوں میں ہے کسی اور قوم میں نہیں۔ یہ تمام نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہیں اس کا تقاضا ہے کہ ہم جہاد کو اس کے اغراض کو مقاصد کے حصول تک جاری رکھیں ان لوگوں کا ساتھ نہ دیں جو ذاتی اور مادی مفادات کے لئے اجتماعی معاشرے کو نقصان پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم ہے۔ اس کا آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمتہ للعالمین ہے اس کا قرآن اور دین انسانوں کے لئے رحمت ہے جو لوگ ہمیں اس رحمت سے محروم رکھنا چاہتے ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ ایک روز ایک معاہدہ کرتے ہیں اور دوسرے روز دوسرا اگر ہم اپنی زندگی اپنا معاشرہ ان لوگوں کے تابع کریں تو نہ معاشرہ درست ہو سکتا ہے نہ اس علاقے میں امن آ سکتا ہے اور نہ ہی مہاجر کیمپوں میں کس مپرسی کی زندگی گزارنے والے مہاجرین واپس آ سکتے ہیں۔ رکاوٹ کیا ہے۔ صرف یہی کہ ہر مجاہد چاہتا ہے کہ اس کی مرضی چلے جو لوگ مادی مفادات پر اللہ اور رسول کے حکم کو پس پشت ڈالتے ہیں رسول کریم کا فرمان ہے کہ ایسے لوگ بد بخت ہیں تباہ و برباد ہیں اور ان کے لئے دنیا و آخرت کی ناکامی و رسوائی ہے۔

میرے مجاہد بھائیو!

آپ کو یاد ہو گا جب آپ نے اس جہاد کا آغاز کیا تھا تو آپ کہتے تھے کہ ہم نے اللہ کے لئے جہاد شروع کیا ہے اس جہاد کو تقریباً بارہ سال ہو گئے اب جب کہ اللہ تعالیٰ کا حکم حاکم نہیں یہ معاشرہ اس کے احکامات و ہدایات کے مطابق نہیں بنا ہے۔

آیئے عہد کریں کہ اس میں فساد کو نہیں آنے دیں گے اور خود کو اللہ کے سامنے شرمندہ نہیں کریں گے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو اور ہمارے دشمنوں کو ہم پر مسلط کر دے۔

آیئے عہد کریں کہ افغانستان میں مکمل اسلامی نظام کے نفاذ اور ایک اسلامی معاشرے کے قیام تک جہاد فی سبیل اللہ کو جاری رکھیں گے۔

□

جو دینی فہم و ادراک کنڑ کے لوگوں میں ہے وہ دوسرے صوبوں کے لوگوں میں نہیں ہے

شیخ رحمہ اللہ کے روبرو

شیخ رحمہ اللہ کے چند منتخب انٹرویوز

یہ انٹرویوز مختلف اوقات میں کیئے گئے ہیں آج اگرچہ وہ حالات نہیں رہے تاہم ان انٹرویوز میں ماضی کے تلخ و شیریں حالات کا تذکرہ' غیروں کی سازشوں اور اپنوں کی نادانی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بداعتمادی اور بے اتفاقی کی داستان بھی ہے۔ انہیں اسی طرح شائع کیا جا رہا ہے کہ آخر یہ سب کچھ تاریخ کا حصہ ہے

حرمت کے خالد سیال سے ملاقات

○--- س: امارت اسلامی کنڑ افغانستان کا قیام جس کے آپ سربراہ ہیں کیسے عمل میں آیا؟

○--- ج: کنڑ افغانستان کا واحد صوبہ ہے جس کا پورا کنٹرول مجاہدین کے ہاتھ میں ہے اور جہاں اللہ کے فضل و کرم سے آج مکمل اسلامی نظام نافذ ہے۔ ۱۹۸۸ء میں جب صوبہ کنڑ کو روسی فوجوں سے آزاد کرایا گیا تو ہم نے مجاہدین کے تمام گروپوں کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ ایک اسلامی امارت کے بغیر زندگی گزارنا اسلام کی رو سے جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک خطہ زمین دیا ہے ہمیں چاہئے کہ اس میں اسلامی نظام حیات نافذ کر کے اپنی جدوجہد جاری رکھیں اور جو خطے آزاد ہوتے جائیں انہیں اسلامی امارت میں شامل کرتے جائیں۔ ہماری اس تجویز پر تمام علماء' قومی زعماء اور کمانڈروں نے اتفاق کیا اور طے یہ پایا کہ سو افراد کی ایک مجلس شوریٰ قائم کر دی جائے اور اس مین ان تمام جماعتوں کو نمائندگی دی جائے جو عملی جہاد میں حصہ لے رہی ہیں۔ بعد میں بھی صوبہ کنڑ میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے مجاہد رہنماؤں کے کئی اجلاس ہوتے رہے اور مختلف تجاویز پر غور و خوض ہوتا رہا۔ تمام رہنماؤں کے اتفاق رائے سے یہ طے پایا کہ صوبہ کنڑ میں اسلامی حکومت قائم کی جائے جہاں شرعی حدود نافذ ہوں جن کے بغیر نہ تو افغانستان میں امن قائم ہو سکتا ہے اور نہ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بٹی ہوئی افغان قوم کو کسی ایک نکتے پر متحد کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی طے پایا کہ اس ادارہ کا نام "امارت اسلامی" رکھا جائے۔ بعد میں حزب اسلامی کے امیر انجینئر گلبدین حکمت یار نے تجویز پیش کی امارت اسلامی کی قیادت پر اختلافات کے اندیشے کے پیش نظر صوبہ کنڑ میں انتخابات کروائے جائیں تاکہ ایک منتخب قیادت اس نظام کو چلائے اور اسے عوام کی بھرپور حمایت بھی حاصل ہو۔ اس مقصد کے لئے ۲۸ فروری ۱۹۹۰ء کو صوبہ کنڑ میں متناسب نمائندگی کی بنیادی پر انتخابات ہوئے جن میں جہاد افغانستان میں برسرپیکار قابل ذکر تنظیموں نے حصہ لیا۔

ان انتخابات کا نتیجہ سامنے آیا تو جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ افغانستان بطور اکثریتی پارٹی سامنے آئی' دوسرے نمبر پر جناب گلبدین حکمت یار کی حزب اسلامی تھی۔ باقی جماعتوں نے بھی دو دو تین تین نشستیں حاصل کیں۔ انتخابات کے بعد اگرچہ ہماری جماعت کے پاس سب سے زیادہ نشستیں تھیں اور اقتدار

سود حرام ہے تو حالات کی مجبوری کا بہانہ بنا کر اس کے لئے جواز کیوں تلاش کیا جائے۔

ہمارا حق تھا مگر ہم نے تمام جماعتوں کو اقتدار میں شرکت کی دعوت دی تاکہ جہاد افغانستان کو کوئی گزند نہ پہنچے اور دشمن کو یہ پراپیگنڈہ کرنے کا موقع نہ ملے کہ مجاہدین آپس میں اقتدار کے لئے دست بگریبان ہیں۔ مجھے امارت اسلامی کا امیر منتخب کیا گیا اور انجینئر گلبدین حکمت یار کو حزب اسلامی سے نائب امیر لیا گیا۔ امارت اسلامی کا نظام چلانے کے لئے مختلف ریاستوں (وزارتوں) میں بھی تمام جماعتوں کے نمائندے شامل کئے گئے اور یوں امارت اسلامی کنڑ افغانستان نے باقاعدہ کام کرنا شروع کر دیا۔

○--- س: آپ امارت اسلامی کا نظام کیسے چلا رہے ہیں؟

○--- ج: امارت اسلامی کا نظام بحمدللہ قرآن و سنت کے عین مطابق چل رہا ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس نے ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کی ہے۔ آج اللہ کے فضل سے امارت اسلامی اسلام کے نظام حیات کی فیوض و برکات سے فیض یاب ہو رہی ہے۔ یہاں تمام شرعی حدود نافذ ہیں اور صوبہ کنڑ امن کا گہوارہ بن گیا ہے۔ ہمارے پاس ایسی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ لوگوں نے خود آ کر اپنے جرم کا اعتراف کیا اور شرعی حدود کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ گذشتہ ایک برس میں قصاص کے صرف دو اور رجم کا ایک واقعہ ہوا ہے۔ ہم نے وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود امارت اسلامی مکمل اسلامی نظام نافذ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ اگر نیت صاف ہو تو تمام مشکلیں خود بخود آسان ہو جاتی ہیں۔

○--- س: آج کے دور میں جب اکثر ممالک ایک دوسرے کے ساتھ مالی معاہدوں میں جکڑے ہوئے ہیں آپ بینکوں کے بغیر نظام معیشت کو کیسے چلا رہے ہیں؟

○--- ج: جب پوری دنیا میں بینک نہیں تھے تو اس وقت نظام کیسے چلتا تھا؟ اس وقت بھی تو حکومتیں تھیں، لین دین ہوتا تھا، تجارت ہوتی تھی، ہمارا ایمان ہے کہ اگر انسان عزم کر لے کہ اسے اللہ کے دین کو نافذ کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہزاروں راستے پیدا کر دیتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا ہے کہ سود حرام ہے تو ہم حالات کی مجبوری کا بہانہ بنا کر اس کے لئے جواز کیوں تلاش کریں۔

○--- س: امارت اسلامی کے نظام کو چلانے کے لئے آپ کو کیا کیا مشکلات درپیش ہیں؟

○--- ج: انسان جب بھی کسی اعلیٰ مقصد کے لئے جدوجہد کرتا ہے تو اس کے سامنے کئی مشکلات آتی ہیں مگر ہم نے کبھی بھی مشکلات کو اپنے اعلیٰ نصب العین کے سامنے رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ ہمیں اندرونی اور بیرونی طور پر کئی سازشوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اسلام دشمن قوتیں اور اسلام کے نادان دوست امارت اسلامی کو ختم کرنے کے درپے ہیں مگر ہم نے اللہ کے

> امارت اسلامی کے قیام کے بعد
> لوگوں نے خود آکر اعتراف جرم
> کیا اور حدود کے نفاذ کا
> مطالبہ کیا

فضل سے ان تمام سازشوں پر قابو پا لیا ہے اور اس وقت امارت اسلامی کا نظام مضبوط بنیادوں پر استوار ہے۔ امارت اسلامی مالی طور پر مشکلات کا شکار ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جنگ کی تباہ کاریاں کتنی ہولناک ہوتی ہیں اور ابھی تو ہم دشمن سے برسرپیکار ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے کبھی کسی حکومت سے مالی بھیک نہیں مانگی۔ ہم اپنے دوستوں کے تعاون اور بعض اہل خیر کے ہدیوں کے ساتھ امارت اسلامی کی مالی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔

○--- س: جہاد افغانستان اب کس مرحلہ میں ہے۔ مجاہدین مختلف ادوار میں دعویٰ کرتے رہے ہیں کہ آزادی کی منزل بس

ہم سپرپاور امریکہ کو نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھتے ہیں۔

قریب ہی ہے مگر روسی فوجوں کی واپسی کو تقریباً ڈیڑھ سال گذر جانے کے باوجود ابھی تک مجاہدین کو کوئی بڑی کامیابی حاصل کیوں نہیں ہوئی؟

○--- ج: یہ بات درست نہیں کہ مجاہدین کو کوئی بڑی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ افغانستان کا ایک بڑا حصہ مجاہدین کے قبضہ میں ہے جبکہ نجیب انتظامیہ چند بڑے شہروں میں محدود ہو کر رہ گئی ہے اور اس کے خوف کا یہ عالم ہے کہ اس نے شہروں کی آبادی کو یرغمال بنا رکھا ہے تاکہ مجاہدین کے حملوں سے محفوظ رہ سکیں۔ مجاہدین شہری آبادی پر حملہ کرنا شرعی طور پر درست نہیں سمجھتے۔ ویسے بھی فتح و شکست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ آج نہیں تو کل افغانستان کٹھ

ہمارا جہاد طاغوتی طاقتوں کے خلاف

اور قرآن وسنت کے احکام کی

بالادستی کے لئے ہے

تپلی حکومت سے آزاد ہو گا اور یہاں اسلام کا پرچم لہرائے گا۔

○--- س: بعض حلقوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ مجاہدین کا باہمی اختلاف افغانستان کی آزادی میں تاخیر کا سبب بن رہا ہے۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

○--- ج: نجیب انتظامیہ بہت ہی ضعیف ہے۔ اس کا سرپرست روس آج موت و حیات کی کشمکش میں ہے۔ مجاہدین کے رہنما اگر اس موقع پر ہوشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے کسی ایک نکتے پر متفق ہو جائیں تو روسی پٹھوؤں کو چند دنوں میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ مگر افغان آج چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ان کا باہمی اختلاف نجیب انتظامیہ کی بقا کا سبب بن رہا ہے۔

○--- س: آپ کے خیال میں افغانوں کو ایک پلیٹ فارم پر کیسے متحد کیا جا سکتا ہے؟

○--- ج: ہم نے کئی بار کہا ہے کہ افغانستان کے جو علاقے مجاہدین کے قبضے میں ہیں وہاں مکمل اسلامی نظام نافذ کر دیا جائے پھر جو علاقے فتح ہوتے جائیں انہیں اسلامی حکومت میں شامل کرتے چلے جائیں۔ میرے خیال میں یہی ایک طریقہ ہے مجاہدین کو یکجا کرنے کا۔ کیونکہ مجاہدین کے جتنے بھی گروپ ہیں وہ افغانستان میں اسلام کا نفاذ چاہتے ہیں۔ ان میں باہمی اختلافات ہو سکتے ہیں مگر نفاذ اسلام پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

○--- س: لیکن اس بات کا فیصلہ کیسے ہو گا کہ کہاں کس کی حکمرانی ہو؟

○--- ج: اگر اخلاص نیت سے یہ کام کیا جائے تو اس راہ میں کوئی مشکل حائل نہیں ہو سکتی جیسے صوبہ کنڑ میں انتخابات ہوئے ہیں ایسے ہی دوسرے آزاد علاقوں میں بھی انتخابات کرائے جا سکتے ہیں اور جہاں جس جماعت کو اکثریت حاصل ہو اسے نظام چلانے دیا جائے اس کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی نہ کی جائیں اسی طرح ایک مرکزی نظام بھی قائم کیا جا سکتا ہے یہ نظام انتخابات کے ذریعے یا شوریٰ کے ذریعے قائم کیا جا سکتا ہے۔ ایسی دوسری صورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔

○--- س: افغانستان میں روسی فوجوں کی واپسی اور روسی نظام کی شکست و ریخت کے بعد افغان مجاہدین میں امریکہ کی نہ صرف یہ کہ پہلے والی دلچسپی نہیں رہی بلکہ اسلامی انقلاب کے خوف سے وہ رکاوٹیں بھی کھڑی کر رہا ہے۔ ان حالات میں آپ کی حکمت عملی کیا ہو گی؟

○--- ج: ہمارا جہاد اس وقت تک جاری رہے گا جب تک پورے افغانستان میں قرآن و سنت کے احکام پر مبنی معاشرہ قائم نہیں ہو جاتا۔ اس راہ میں جو بھی رکاوٹ بنے گا ہم اس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ مجاہدین نے جس طرح روس کے خلاف جہاد کیا اگر ضرورت پڑی تو اسی طرح امریکہ کے خلاف بھی جہاد

امارت اسلامی دراصل مختلف قبیلوں کو جوڑنے کی ایک کوشش ہے

کریں گے۔ ہم سپرپاور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو مانتے ہیں۔ جو اسلحہ امریکی فوجیوں کے ہاتھ میں ہے وہی ہمارے ہاتھ میں بھی ہے اور وہ ہمارے ہاتھ میں بھی بالکل اسی طرح کام کرتا ہے جس طرح ان کے ہاتھ میں امریکہ کو افغانستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی حماقت نہیں کرنی چاہئے۔ اگر اس نے ایسی غلطی کی تو اس کا انجام بھی روس سے مختلف نہیں ہو گا۔

○--- س: بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلامی امارت کا قیام افغانستان کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی سازش ہے اور یہ کہ اس کے پیچھے سی آئی اے کا ہاتھ ہے؟

○--- ج: آپ کو معلوم ہے کہ افغانستان بے شمار قبیلوں کا ملک ہے اور کوئی قبیلہ اپنے آپ کو کسی کا محکوم نہیں سمجھتا۔ اس وقت افغانستان میں دو ہزار سے زائد کمانڈر ایسے ہیں جو اپنے آپ کو آزاد تصور کرتے ہیں یوں سمجھئے کہ اپنے اپنے علاقے میں ان کی حکومت ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہم نے تجویز پیش کی تھی کہ ان تمام کانڈروں کو متحد کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ انہیں ایک مرکزی اسلامی حکومت کے تابع کر دیا جائے۔ یہ لوگ اسلام کے نام پر تو متحد وہ سکتے ہیں کسی شخصیت کی بالادستی قبول نہیں کر سکتے--- اگر غیر جانبداری سے دیکھا جائے تو اسلامی امارت کا قیام دراصل مختلف قبیلوں اور کمانڈروں کو جوڑنے کی کوشش ہے۔ صوبہ کنڑ میں اسلامی امارت کے قیام کے بعد صورت کے تمام کمانڈروں نے آ کر بیعت کی ہے اور اس وقت پورے صوبہ میں کسی بھی جماعت کا کوئی ایک بھی ایسا کمانڈر نہیں جو اسلامی امارت کے خلاف ہو۔ جو لوگ ہمارے خلاف الزامات لگاتے ہیں وہ صوبہ کنڑ کے باہر کے لوگ ہیں۔ انہیں اس بات کا ڈر ہے کہ اسلامی امارت اگر مستحکم ہو گئی تو انہیں بھی اپنے علاقوں میں اسلامی نظام قائم کرنا پڑے گا۔ پھر یہ بات بھی نگاہ میں رکھیں کہ ہم نے اس صوبہ میں اکثریت کے باوجود اپنے طور پر حکومت قائم نہیں کی بلکہ سات جماعتی اتحاد اور تمام کمانڈروں کو اکٹھا کر کے ان کے مشورہ بلکہ ان کی تجویز پر ہی ایک نظام قائم کیا گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ آج وہی لوگ امارت اسلامی کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں جو اس کی تجویز پیش کرنے والے تھے--- میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ نے آج تک کسی بھی غیر ملکی حکومت سے کوئی امداد نہیں لی۔ ہمارے ساتھ تعاون کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جو ہماری فکر سے اور ہمارے نظریہ سے مطابقت رکھتے ہیں اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ ہم پر امریکی ایجنٹ ہونے کا الزام وہ لوگ لگا رہے ہیں جن کے اپنے گودام امریکی اسلحہ سے بھرے پڑے ہیں اور جنہیں اب بھی امریکی امداد چلا رہی ہے۔

> غیر جانبداری سے دیکھا جائے تو اسلامی امارت کا قیام دراصل مختلف قبیلوں اور کمانڈروں کو متحد کرنے کی ایک کوشش ہے

○--- س: گذشتہ دنوں حزب اسلامی اور جماعت الدعوۃ کے درمیان جھڑپوں کی خبریں آتی رہی ہیں۔ اختلافات کی اصل وجہ کیا تھی اور کیا اس سے مجاہدین کے موقف کو نقصان نہیں پہنچ رہا؟

○--- ج: حزب اسلامی کے ساتھ ہماری کوئی لڑائی نہیں کوئی اختلاف نہیں۔ آج بھی ہماری حکومت میں حزب اسلامی کے چار وزیر شامل ہیں جو امارت اسلامی کی قیادت پر مکمل اعتماد رکھتے ہیں۔ جہاں تک جھڑپوں کا تعلق ہے تو دراصل ہوا یوں کہ اس علاقہ میں دو ڈاکو تھے جو مسافروں کو لوٹتے تھے۔ عام لوگوں کو تنگ کرتے تھے' پاکستان میں بھی انہوں نے ڈاکے ڈالے۔ اب امارت اسلامی اپنا یہ فرض سمجھتی ہے کہ اپنے

شہریوں اور مسافروں کو مکمل تحفظ فراہم کرے۔ امارت اسلامی نے ان ڈاکوؤں کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ بعد میں ان میں سے ایک ڈاکو نے صوبہ کنڑ سے باہر حزب اسلامی کے ایک مرکز میں پناہ حاصل کر لی۔ ہم نے حزب اسلامی کی قیادت سے مطالبہ کیا کہ اسے امارت اسلامی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس کے خلاف اسلامی عدالت میں مقدمہ چلا کر فیصلہ کیا جائے مگر حزب اسلامی کی قیادت ٹال مٹول سے کام لیتی رہی۔ اسی اثناء میں چنار ڈابہ کے مقام پر حزب اسلامی کے کچھ کمانڈروں نے ٹریفک روک کر راستہ بند کر دیا۔ امارت نے اس معاملہ کو

> **امارت اسلامی نے اپنے قیام کے بعد شہریوں اور مسافروں کو مکمل تحفظ فراہم کرنے کے لئے بھرپور اقدامات کئے**

سلجھانے کے لئے عرب بھائیوں کا ایک وفد بھیجا مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ پھر انہوں نے امارت کے سکیورٹی گارڈز پر فائرنگ کر کے دو سکیورٹی والوں کو شہید کر دیا۔ ہم نے مجرم طلب کئے مگر پھر وہی لاپرواہی برتی گئی۔ اس کے بعد امارت نے جماعت اسلامی پاکستان کی سربراہی میں ایک وفد مذاکرات کے لئے بھیجا مگر اسے بھی قبول نہ کیا گیا بلکہ انہوں نے ایک مقام پر امارت کے چار آدمیوں کو جن میں عرب مجاہد بھی شامل تھے قیدی بنا لیا۔ اسی روز امارت کے ایک کمانڈر اگلے مورچوں سے واپس آ رہے تھے کہ ان پر حزب اسلامی نے حملہ کیا اور تین افراد کو شہید کر دیا--- اب تک امارت اسلامی نے صبر سے کام لیا تھا مگر ان کی کارروائیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔ وہ لوگ دراصل امارت اسلامی کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ ہم نے ۲۰ مئی کو مجاہدین بھیج کر بغیر خون بہائے سب کو فتح کر لیا۔ اسی روز سرکانو کے مرکز سے حزب اسلامی نے میزائلوں سے امارت اسلامی پر حملہ کر دیا پھر انہوں نے عربوں کے ایک مرکز پر بھی حملہ کیا۔ اب تک امارت اسلامی نے ایک گولی بھی نہیں چلائی تھی۔ اس کے بعد امارت اسلامی نے اپنے مجاہدین کو حکم دیا کہ سرکانو مرکز پر ہوائی فائرنگ کر کے اسے اپنی تحویل میں لیا جائے اور ایسا ہی ہوا۔ مجاہدین نے ایک مختصر سے آپریشن کے بعد تمام صورت حال پر قابو پا لیا اور ڈاکوؤں کو بھی گرفتار کر کے ان پر شرعی حدود نافذ کر دی گئیں۔ اب اللہ کے فضل سے امارت اسلامی میں بالکل امن ہے۔ اب یہ لوگ "وہابی" کے الفاظ استعمال کر کے تعصب پھیلا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجاہدین کے باہمی اختلافات کسی بھی طرح جہاد افغانستان کے لئے مفید نہیں۔ حزب اسلامی والے ہمارے بھائی ہیں ہمارے درمیان اگر کوئی غلط فہمی ہو بھی جائے تو اسے مل بیٹھ کر باہمی بات چیت کے ذریعے حل کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کو آپس میں گولی کی زبان زیب نہیں دیتی۔

بشکریہ حرمت

نمائندہ دعوت سے ملاقات

○--- سوال:۔ واقعہ تخار کو اس وقت بہت اہمیت دی گئی ہے۔ مغربی میڈیا اس کی طرف بہت متوجہ ہے اور اس کو مزید ہوا دیتا ہے۔ اس کے متعلق آپ اظہار خیال فرمائیں۔؟

○--- جواب:۔ ان نازک اور حساس حالات میں ایسے واقعات کا رونما ہونا نہایت تاسف کی بات ہے، مجاہدین کو ذاتی اختلافات میں الجھانا اور ان کے جذبات کو بھڑکانے کے لئے ایسے واقعات کو سامنے لایا جاتا ہے۔ مجاہدین کو چاہئے تھا کہ قبل اس سے کہ ایسی تشویش ناک صورت حال سامنے آتی۔ آپس میں بات چیت

اسلام میں خلیفہ کا انتخاب مغربی طرز انتخاب جیسا نہیں ہے۔

کے ذریعے مسئلے کو حل کرتے اور صورت حال کو مزید نہ بگاڑتے۔ اب جبکہ یہ واقعہ سامنے آچکا ہے تو مجاہدین کمانڈروں کو چاہئے کہ ان پیدا شدہ نفرتوں کا سدباب کریں اور ایک تحقیقاتی ٹیم مقرر کی جائے جو شروع سے آخر تک اس واقعہ کی تحقیقات کرے اس تحقیقاتی ٹیم کو عدالتی اختیارات حاصل ہوں تاکہ وہ شریعت کی روشنی میں اس کا سدباب کرے۔ اور مزید کوئی خطرناک صورت اختیار نہ ہو۔ مجاہدین کمانڈر ایسے بیانات دینے سے گریز کریں جن سے جذبات مشتعل ہوں۔ مغربی میڈیا کا اس واقعہ میں دلچسپی لینا یہ ثبوت فراہم کرتا ہے کہ ایسے واقعات میں وہ ملوث ہے' اور اسلام دشمن عناصر ایسے موقعوں کو تلاش کرتے ہیں جن سے مجاہدین آپس میں الجھ جائیں اور جہاد کا تقدس ان کے دلوں سے نکل جائے مغربی ممالک اسلام اور مسلمانان عالم کے دشمن ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر افغانستان کے اندر ایک مستحکم اسلامی حکومت قائم ہو گئی تو یہ پورے عالم کفر کے لئے خطرے کی گھنٹی ہو گی اور پھر مسلمانوں کے اندر دوبارہ جذبہ جہاد پیدا ہو گا۔ اس لئے وہ اس کوشش میں ہیں کہ مسلمانوں کو ذاتی رنجشوں اور اختلافات میں ایسا الجھایا جائے کہ جہاد کی طرف ان کی کوئی توجہ نہ رہے اور ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ مسلمان ایک دوسرے کا گلا کاٹتے رہیں اور متحد نہ ہوں۔

○--- سوال:۔ ایسے حوادث کی روک تھام کے لئے آپ کیا پروگرام رکھتے ہیں؟

○--- جواب:۔ مجاہدین کو یہ نہیں چاہئے تھا کہ ایسے حساس اور نازک حالات میں ایسے خون ریز واقعات کو جنم دیتے۔ کیونکہ اس وقت مجاہدین نہایت نازک دور سے گزر رہے ہیں اور معمولی سی غلطی بھی دس سالہ جہد اور سعی کو کمزور کر سکتی ہے۔ اس وقت بنیادی مقصد کمیونسٹ نجیب حکومت کا خاتمہ ہے مجاہدین کو چاہئے کہ وہ ذاتی اور سیاسی اختلافات کو ختم کریں اور متحد ہو کر کابل حکومت کا تختہ الٹ دیں۔ اسلامی حکومت کے اندر شریعت کی روشنی میں ذاتی اور سیاسی اختلافات کو حل کریں۔

عبوری حکومت کو چاہئے تھا کہ جب یہ واقعہ سامنے آیا تو بجائے اس کے کہ بیان بازی سے اس واقعہ کو اچھالتی ایک تحقیقاتی ٹیم تشکیل دیتی جو اس واقعہ کے اسباب کا جائزہ لیتی اور پھر قرآن و سنت کی روشنی میں فیصلہ صادر کرتی۔ مجاہدین کو چاہئے کہ اپنے ہاتھوں دشمنوں کو ایسا موقع فراہم نہ کریں جن سے وہ فائدہ اٹھا کر مجاہدین کے درمیان اختلافات کو مزید بھڑکائیں اور نفرت کی فضا قائم کریں۔ ہم ایسے واقعات کی روک

> **واقعہ تخار میں مغربی پریس کی ضرورت سے زیادہ دلچسپی اس واقعہ میں اس کے ملوث ہونے کا ثبوت فراہم کرتی ہے**

تھام کے لئے ہر اس اقدام کی حمایت کرتے ہیں۔ جو شریعت محمدیؐ کی روشنی میں ہو۔

○--- سوال:۔ اس وقت ایران بھی افغان مسئلے میں خوب دلچسپی لے رہا ہے اس پر آپ کی تبصرہ کرتے ہیں؟

○--- جواب:۔ ایران نے ابتداء سے ہی افغان جہاد میں کوئی مناسب کردار ادا نہیں کیا ہے' اور اب جو ایران خصوصی توجہ دے رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایران چاہتا ہے کہ افغانستان میں شیعہ مسلک کی حکومت ہو اور اگر حکومت قائم نہ ہو جائے تو شیعہ نظریات و افکار افغانستان میں پھیلیں صرف اس مقصد کی خاطر ایران اس مسئلے میں خصوصی دلچسپی لے رہا ہے عبوری حکومت کے نمائندوں کو چاہئے کہ وہ ایران کو اپنے ہاتھوں ایسے مواقع فراہم نہ کریں جن کے بل بوتے پر ایران اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے۔

افغانستان کے اندر شیعہ اقلیت میں ہیں اور افغانستان میں

ایک ادارہ قائم کیا جس نے پورے صوبے کا نظم و نسق قرآن و سنت کے تحت اس انداز سے چلایا کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو گئی۔ شیخ صاحب بار بار صحرا میں اذانیں دیتے رہے کہ مسلم افغان کی تشکیل کا حل صرف یہی ہے کہ آزاد ہونے والے تمام خطوں میں متحدہ اسلامی ادارے قائم کرنے سے فتح کابل کے وقت اقتدار کا خلا پیدا نہیں ہو گا۔ اگر اس وقت شیخ کی تجویز کو مان لی جاتی تو آج یہ حالات نہ ہوتے' فتح کابل کا مرحلہ جلد آ جاتا اور مجاہد' مجاہد کے خلاف بھی صف آراء نہ ہوتا۔

چودہ سال تک ایک ساتھ لڑنے والے افغان احزاب صرف ملیشیا کی وجہ سے اختلاف کی شکار ہو گئے۔ معاہدہ پشاور چند ایک خامیوں کے باوجود بہرحال ایک متفقہ معاہدہ تھا۔ اس معاہدے کی موجودگی میں متحارب گروپوں کا رویہ کسی طرح بھی قابل تحسین نہیں ہے۔ اسلام دشمنوں کی اس سازش کو افغان مجاہدین آپس کے اتفاق اور اعتماد سے ناکام بنا سکتے تھے۔ دشمن کی اس سازش کے نتیجے میں ہزاروں بے گناہوں کا خون بہا دیا گیا۔ کندھے سے کندھا ملا کر چلنے والے مسلمان بھائیوں کے خلاف آتشیں اسلحہ استعمال کیا گیا۔ پر امن شہریوں کے گھروں کو کھنڈر بنا دیا گیا۔ مسلم افغانستان کی تعمیر نو کے وقت تخریب کے عمل سے بچے ہوئے ملکی سرمائے اور وسائل کو تباہی سے دوچار کر دیا گیا۔ روس کی پسپائی کے بعد فتح کابل کی تاخیر کا سبب یہی بیان کیا جاتا رہا کہ ہم شہری آبادی کو اپنی کاروائیوں کا نشانہ نہیں بنانا چاہتے مگر موجودہ حالات میں اس اخلاقی قید کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔

استاد برہان الدین ربانی جیسی قد آور شخصیت اور اپنے دیرینہ ساتھیوں کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر اختلافات کو حل کیا جاسکتا تھا۔ جہاد اور تعصبات پر مبنی لڑائی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایک اگر اسلام میں فرض ہے تو دوسری فتنہ۔ تمام جہادی قوتوں کو آپس میں اختلافات دور کر کے صرف مسلم افغانستان میں مستحکم اسلامی حکومت کے قیام کے لئے متحد ہو کر موجودہ سازش کو ناکام بنا کر مشترکہ اقدامات کرنے چاہئیں۔

دنیا کو افغان جہاد کے فیوض و برکات اور ثمرات و اثرات دیکھنے کا انتظار ہے۔ وہ اثرات جو ایک مسلمان کے ایمان کو زیادہ کر دیں اور ایک غیر مسلم کو اسلام کی صداقتوں کا یقین دلا دیں۔ ہمیں کھلے دل سے یہ حقیقت تسلیم کر لینی چاہئے کہ افغانستان کی موجودہ صورت حال ہمارے اعمال میں خلوص کے فقدان اور اقتدار کی طلب کا کرشمہ ہے۔ احزاب کو پارٹی مفاد سے بالا تر ہو کر صرف رضائے الٰہی کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اپنے گناہوں کا اعتراف' ان پر ندامت اور اخلاص کے ساتھ رجوع الی اللہ ہی ہمارے مسائل کا اصل حل ہے۔ موجودہ صورت حال نے بلا شبہ مجاہدین انصار اور عالم اسلام میں موجود افغان جہاد کے حامیوں کو سرگشتہ اور حیران کر دیا ہے۔ دو چار ہاتھ لب بام رہ جانے کے بعد' آنے جانے والے اقتدار کی ہوس میں چودہ سالہ جہاد کا اجر ضائع کرنا مستحسن نہیں ہے۔ فتح کابل کے بعد افغان احزاب کو درگزر سے کام لینا چاہئے تھا جبکہ ملیشیا کو بھی افغان عبوری حکومت کے لئے میدان چھوڑ کر حکومت سے علیحدہ ہو کر خود کو ماضی کی تلافی کے لئے وقف کر دینا چاہئے تھا۔

موجودہ حالات میں پاکستان' اسلامی ممالک اور عالم اسلام کے علمائے کرام پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان تکلیف دہ حالات کو ختم کرنے کیلئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ مسلم افغان کی اسلامی حکومت سے عالم اسلام نے بڑی توقعات وابستہ کر رکھی ہیں۔ افغانستان میں اگر امن قائم نہ ہو سکا تو چودہ سالہ جہاد کے مثبت نتائج کے باوجود جہاد کا مفہوم اور تعبیر غلط سمجھی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائیں۔ آمین

مجاہدین اسلام دشمنوں کی سازشوں کو آپس کے اتفاق سے ہی ناکام بنا سکتے ہیں

صرف اور صرف ایک مستحکم اسلامی حکومت ہی مجاہدین کو قابل قبول ہے وہاں پر اہل سنت و الجماعت کے علاوہ اور کسی دوسرے کے فرقے کے لوگ حکومت نہیں کر سکتے۔

ہمارا جہاد کمیونسٹوں کے ساتھ ساتھ ان نظریات کے بھی خلاف ہو گا جو شخصیت پرستی و توہم پرستی کے لئے پھیلائے جاتے ہیں۔

○--- سوال:۔ ایران اور پاکستان افغانستان میں ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام پر متفق ہو گئے ہیں کیا ایسی حکومت مجاہدین کے لئے قابل قبول ہے؟

○--- جواب:۔ ایران اور پاکستان افغانستان میں ایک آزاد اسلام حکومت کے قیام پر متفق ہو گئے ہیں اس کے متعلق ہمیں

> مجاہدین کمیونزم کے خاتمے اور
> اسلامی حکومت کے قیام کے لئے
> ہمیشہ متحد اور ہم آواز رہے ہیں

کوئی علم نہیں کہ وہ کیسی حکومت قائم کرنے پر متفق ہو گئے ہیں۔

اور یہ کیسی آزاد اسلامی حکومت ہو گی جس میں مجاہدین کو شامل نہیں کیا گیا ہے جبکہ مجاہدین بھی ایک آزاد اور اسلامی حکومت کا قیام چاہئے ہیں مجاہدین کمیونسٹ حکومت کے خلاف اس لئے برسرپیکار رہے ہیں کہ باطل کمیونسٹ طاقت کا خاتمہ ہو اور افغانستان کی سرزمین پر ایک آزاد اسلامی حکومت قائم ہو۔ ہم ہر اس کوشش کی حمایت کرتے ہیں۔ جو افغانستان میں آزاد اسلامی حکومت کے قیام کے لئے ہو بشرطیکہ یہ کوشش نیک نیتی پر مبنی ہو اور اگر مجاہدین کی دس سالہ سعی و جدوجہد اور شہداء کے خون کے بدلے کوئی سودے بازی ہوئی تو اس کے نتائج خطرناک ثابت ہوں گے۔ مجاہدین افغان مسئلے میں اسلامی حکومت کے علاوہ کسی اور سودے بازی کو قبول نہیں کریں۔

○--- سوال:۔ عبوری حکومت کے وزیر خارجہ گلبدین حکمت یار نے افغانستان میں انتخابات کے ذریعے انتقال اقتدار کے لئے کہا ہے کیا اس طرح افغان مسئلہ حل ہو گا؟

○--- جواب:۔ افغانستان کا مسئلہ سیاسی یا انتخابی طریقے سے کبھی حل نہیں ہو گا بلکہ اس کا واحد حل جہاد اور کمیونسٹ حکومت کا خاتمہ ہے۔

اگر افغانستان کے مسئلے کو سیاسی یا انتخابی طریقے سے حل کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ مسئلہ بجائے حل ہونے کے اور پیچیدہ صورت اختیار کر لے گا۔ اسلام میں انتخابات کی کوئی حیثیت اور گنجائش نہیں ہے۔ شریعت کے اندر خلیفہ کا انتخاب ہے۔اور وہ مغربی طرز انتخاب جیسا نہیں ہے۔

نجیب انتظامیہ بار بار انتخاب کرانے کی پیش کش کرتی چلی آ رہی ہے لیکن ہم اس کو یکسر مسترد کرتے رہے ہیں۔ اگر انتخابات یا سیاسی طور پر افغان مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر یہ مسئلہ مزید الجھ جائیگا اور یہ خون شہداء سے ایک قسم کی غداری ہو گی۔ ہمارا ہدف افغانستان سے کمیونسٹ ٹولے کا یکسر خاتمہ اور ایک پاکیزہ اسلامی فلاحی مملکت کا قیام ہے۔ ایک اسلامی مملکت میں تمام مسئلوں کا حل موجود ہے۔ انشاء اللہ بہت اچھے طریقے سے تمام مسائل حل ہوں گے۔

○ پشاور دعوت نیوز ایجنسی۔ اگست ۱۹۸۹ء

الدعوۃ کے سیف اللہ سے ملاقات

○--- سوال:۔ جماعت الدعوہ الی القرآن والسنہ بنانے کے بعد آپ نے کس کام کو سب سے زیادہ ترجیح دی؟

○--- جواب:۔ ہماری اصل ذمہ داری دعوت اور جہاد ہے۔

اسلام دشمن عناصر اپنے مذموم مقاصد کے لئے مجاہدین میں نفاق ڈالنے کی سازش کرتے ہیں

یعنی دنیا کو عقیدہ توحید کی دعوت دینا اور اسکے لازمی نتیجہ' جہاد فی سبیل اللہ کو جاری رکھنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے ہزاروں کی تعداد میں عقیدہ کے موضوع پر کتابیں شائع کروا کر مفت تقسیم کیں۔ مجلّہ دعوت "اور المجاہد بھی اسی سلسلے کی کڑی ہیں مختلف محاذوں پر ہمارے ہزاروں مجاہد جہاد کر رہے ہیں الحمد اللہ ابھی تک ہم یہ دونوں کام کر رہے ہیں۔

○--- سوال:۔ شیخ صاحب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ صوبہ کنڑ میں اکثر جماعتوں نے آپ کی قیادت کو قبول کر لیا ہے اسکی حقیقت کیا ہے؟

○--- جواب:۔ آج سے تقریباً سات ماہ قبل مجاہدین کے تمام گروپ اکٹھے ہوئے اور اس بات پر اتفاق کیا کہ صوبے کا اختیار اس جماعت کو دیا جائے جو اکثریت کی حمایت رکھتی ہو۔ اس کے لئے ایک متحدہ شوریٰ بنائی جائے لیکن شوریٰ کے ارکان کی وابستگی اپنی جماعت سے رہے۔ جماعۃ الدعوہ پورے صوبہ میں سب سے زیادہ حلقہ اثر رکھتی تھی اس لئے ہم نے ان کی دعوت قبول کر لی۔ کمیٹی بنی' شرائط طے ہوئیں اور تمام جماعتوں کے نمائندوں نے مل کر ضابط اخلاق بنایا۔ لیکن انتخاب سے چند دن پہلے تک تمام جماعتیں میدان چھوڑ چکی تھیں۔ صرف حزب اسلامی اور جماعۃ الدعوہ میدان میں تھیں اور جب انتخابات کے نتائج سامنے آئے تو حزب اسلامی نے بھی حیلے بنانے شروع کر دیئے۔

اب یہ ایک نیا مسئلہ تھا۔ دونوں جماعتوں کا دعویٰ تھا یہاں ہماری اکثریت ہے۔ یہ مسئلہ دو ماہ تک جوں کا توں لٹکا رہا۔ ہم نے پھر تمام جماعتوں کو اکٹھا کیا اور ان کے سامنے مسئلہ رکھا کہ اگر تم انتخاب دوبارہ چاہتے ہو تو ہم تیار ہیں۔ لیکن سوائے فضول خرچی کے ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ تمہاری ہٹ دھرمی کی وجہ سے سات ماہ سے صوبے کا پورے کا پورا نظام معطل ہو چکا ہے۔ پچھلے انتخاب پر بھاری رقم خرچ ہوئی ہے۔ اس لئے جو امارت کا اہل ہے یہ کام اس کے سپرد کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک سو بیس ارکان پر مشتمل متحدہ شوریٰ کا انتخاب کیا گیا۔ جن میں صرف جماعۃ الدعوہ کے پینتالیس ارکان اور حزب اسلامی کے علاوہ تمام دیگر جماعتوں کے تین تین ارکان شامل کئے گئے۔ اس طرح صوبے کا نظم و نسق پھر سے ہمارے سپرد کر دیا گیا۔

○--- سوال:۔ شیخ صاحب آپ نے انتخابات میں حصہ لیا۔ کیا یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں؟

○--- جواب:۔ یہ انتخابات اسلام کی روح کے خلاف ہیں۔ لیکن ہمیں ان انتخابات پر مجبور کیا گیا۔ ہم نے کہا کہ سب مل کر کسی متقی' پرہیز گار اور قرآن و حدیث پر مکمل عبور رکھنے والے شخص کو آگے لائیں جس کی سارے مل کر بیعت کریں۔ لیکن

> **ہم نے کہا کہ متقی' پرہیز گار اور قرآن و حدیث پر مکمل عبور رکھنے والے کسی بھی شخص کو آگے لائیں اور اس کی بیعت کریں**

حزب اسلامی والے کہنے لگے کہ نہیں ضروری ہے کہ ہر جماعت انتخابات میں حصہ لے اور جو آگے بڑھے وہ حکومت کرے۔ اس طرح یہ انتخابات ہم پر ٹھونسے گئے ہیں۔ ہم نے بار بار کہا کہ یہ معاملہ شریعت کے ہاں ناپسندیدہ اور غیر مرغوب ہے۔ بلکہ اس میں تو فساد ہی فساد ہے۔ منافقت' خود غرضی اور دشمنی بڑھتی ہے۔ ہم اس طریق انتخاب کو خلاف شرع سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ ہم نے کفر کے غلبے کو تسلیم کر کے انتخاب میں حصہ نہیں لیا بلکہ ہم نے تو بعض لوگوں کے عذر کا موقع ختم کیا ہے۔

○--- سوال:۔ آپ نے انتخابات کو غلط سمجھتے ہوئے پھر کیوں حصہ لیا؟

○--- جواب:۔ ہمارے پیش نظر اجتماعی مفاد تھا۔ پورے صوبے کا مفاد اسی میں تھا کہ یہ ہمارے زیر دست رہے۔ اب

اگر ہم انتخابات میں حصہ نہ لیتے تو کوئی اور آگے آ جاتا۔ اس لئے ہم نے طوعاً و کرھا اس میں حصہ لیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس غلطی کی معافی طلب کرتے ہیں۔

○--- سوال:۔ نور ستانیوں نے اسی وجہ سے ان انتخابات کا بائیکاٹ کیا تھا؟

○--- جواب:۔ نور ستانی بھائی آخر وقت تک ہمارے ساتھ رہے۔ لیکن آخر میں انہوں نے یہ کہہ کر ان انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا کہ ہم ان کے صحیح نہیں سمجھتے۔ شیخ افضل صاحب نے کہا کہ میں ان ارکان شوریٰ کو خود منتخب کروں گا۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے ہم آپ کی موافقت کرتے ہیں آپ ان کو بھیجیں۔ ہم ان کو مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کریں گے۔ لیکن ابھی تک معاملہ

> جہاد افغانستان نے دنیا بھر کو
> جہاد کی عملی صورت سے
> روشناس کرایا ہے

یہیں کھڑا ہے۔ انشاء اللہ چند دنوں میں اہم پیش رفت کی امید ہے۔

○--- سوال:۔ شیخ صاحب عام طور پر یہ پروپگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ جب یہاں مجاہدین کی حکومت بنے گی تو پھر اکثریت کی وجہ سے یہاں فقہ حنفی ہو گی۔ آپ کا خیال ہے۔؟

○--- جواب:۔ ہمیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں امید رکھنی چاہے کہ جب بھی افغانستان میں مجاہدین کی حکومت بنے گی تو مذہب صرف اور صرف کتاب و سنت ہو گا۔ لیکن اگر خدانخواستہ یہاں فقہ حنفی نافذ ہو جاتی ہے تو پھر بھی صوبہ کنڑ میں کتاب و سنت ہی کی حکمرانی ہو گی۔ انشاء اللہ

○--- سوال:۔ جماعۃ الدعوہ کے تحت کتنے محاذوں پر مجاہدین جہاد کر رہے ہیں؟

○--- جواب:۔ جماعۃ الدعوہ الی القرآن والسنہ افغانستان کے تحت جلال آباد، خوست، کابل، قندھار، پکتیا، ننگرہار، اور تخار کے محاذوں پر کام ہو رہا ہے۔ ہماری جماعت کے تحت ہزاروں مجاہدین ہمہ وقت جہاد میں مصروف ہیں۔ تقریباً ہر محاذ پر ہمارے مجاہد لڑ رہے ہیں۔

○--- سوال:۔ اگر کہا جائے کہ جہاد افغانستان اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد بنے گا اور امت مسلمہ کی امیدوں کا حصار بنے گا تو کیا آپ کو بھی کوئی اس طرح کی امید ہے؟

○--- جواب:۔ جہاد افغانستان نے دنیا کو جہاد کی عملی صورت سے روشناس کر دیا ہے لیکن جہاں تک مستقبل میں دعوت ملت اسلامیہ کے مرکز کی حیثیت کا تعلق ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ افغانستان کو پورے عالم اسلام کی آواز بنا دے۔ اب تک جہاد افغانستان، پوری دنیا کو جہاد کے مفہوم سے آگاہ کر چکا ہے اور تمام مسلمانوں کے دلوں میں جہاد کی تڑپ پیدا کر دی ہے۔ اس لئے میں پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس سرزمین کو خلافت اسلامیہ کا منبع بنا دے۔ آمین۔

○--- سوال:۔ آپ نے ایک مقلد معاشرے میں کتاب و سنت کی دعوت کا آغاز کیا۔ مشکلات تو پیش آئی ہوں گی؟

○--- جواب:۔ بھائی۔ داعی کا راستی پر خطرہ ہوتا ہے۔ ایک ایک قدم پر مشکلات ہوتی ہیں۔ حکومت کے ساتھ ٹکر، علماء سوء کے خلاف جہاد اور شرک و بدعت کے خاتمہ کیلئے جانفشانی، سب داعی کی مشکلات ہوتی ہیں۔ وہ قوتیں جو حق کو نہیں چاہتیں وہ دعوت کے راستے میں کانٹے بنتی ہیں اس لئے ہمیں بھی بہت مشکلات پیش آئیں۔ داعی کا راستہ ایک مشکل ترین راستہ ہے یہ کوئی آسان راستہ نہیں ہے۔

○--- سوال:۔ سنا ہے کیمونسٹوں نے آپ کا گاؤں جلا دیا تھا؟

○--- جواب:۔ ہاں! جب کیمونسٹ حکومت حاصل کرنے میں

کامیاب ہو گئے ہم نے علاقے کے تمام علماء کو اکٹھا کیا اور انہیں جہاد شروع کرنے کا مشورہ دیا۔ نتیجتاً میرا گاؤں مجاہدین کا مرکز بن گیا۔ یہ بات کمیونسٹوں کو ذرا نہ بھائی۔ انہوں نے حکومت کے ایماء پر علماء کو گرفتار کرنا شروع کر دیا اور پھر پورے لاؤ لشکر سمیت میرے گاؤں پر ہلہ بول دیا اور پوری کی پوری بستی کو جلا دیا۔

○--- سوال:۔ جلال آباد ابھی تک کیوں فتح نہیں ہو پایا؟

○--- جواب:۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں۔

(الف) فتح و شکست ہمیشہ مشیئت الٰہی کے تابع ہوتی ہے۔ جب اللہ وحدہ لاشریک کی مشیئت ہو گی تو ایک لحہ تاخیر کئے بغیر جلال آباد فتح ہو جائے گا۔

(ب) جب مومنوں کے دل میں دنیا کی حرص پیدا ہو جائے تو پھر ان کا دبدبہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہم افغان مسلمانوں سے بہت غلطیاں ہوتی ہیں۔ ہم اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔

(ج) جہاد میں مخلص لوگ اس چیز سے عاری ہو چکے ہیں کہ وہ منافقوں کو اپنی صفوں سے نکالیں کیونکہ محاذوں پر موجود منافق بھی کہتے ہیں کہ ہم بھی مجاہد ہیں تم کیسے ہم سے بے رخی اختیار کر سکتے ہو۔ ان کا محاذ سے نکالنا انتہائی مشکل ہو چکا ہے۔

(د) مجاہدین کے پاس اسلحہ کی کمی ہے۔ اکثر جماعتیں اقتدار حاصل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اسبا ہیں۔ لیکن فتح و شکست کا اصل سبب اللہ وحدہ لاشریک کی مشیئت کو حاصل ہے۔ جب وہ ذات چاہے گی تو فوراً جلال آباد بلکہ پورا افغانستان فتح ہو جائے گا۔

○--- سوال:۔ جنرل شاہ نواز تنائی کی بغاوت کا کیا نتیجہ نکلا؟

○--- جواب:۔ تنائی کی بغاوت سے نجیب اللہ کی نقصان ضرور ہوا ہے لیکن کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکلا۔ بغاوت کی حمائت صرف حزب اسلامی نے کی دوسری تنظیمیں یہ سمجھتی تھیں کہ جنرل تنائی یا ڈاکٹر نجیب اللہ کی حمایت کرنا برابر ہے۔ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اگر جنرل تنائی اپنے کفر و الحاد سے تائب ہو کر اور مجاہدین کی قیادت کو تسلیم کر کے بغاوت کرتا تو ہم ضرور اس کی حمایت کرتے۔ اس میں دوسری تمام تنظیموں کا نقطہ نظر درست تھا کہ دونوں میں سے ایک کی حمایت کرنا اس کے طرفدار بننے کے مترادف ہے جبکہ دونوں کا اصل ایک ہی ہے۔

○--- سوال:۔ دنیا کی مختلف جہادی تحریکوں میں مجاہدین افغانستان کا کیا کردار ہے؟

○--- جواب:۔ افغانستان کے جہاد نے پوری دنیا میں جہاد کی روح پھونک دی ہے جہاد کی یہ روح کئی طرح پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً دنیا کے مختلف خطوں سے نوجوان افغانستان میں جہاد کی غرض سے پہنچے اور عملاً جہاد میں شرکت کی۔ بعض نے جہاد کے قصے اور کرامات سنیں۔ اس پر مزید یہ کہ جب ہر روز سینکڑوں بار جہاد اور جہاد کا لفظ سنا جائے تو انسان سوچتا ہے کہ جہاد کا معنی اور غرض و غائت کیا ہے اور جب اس کو جہاد کے عظیم معانی کا پتہ چلتا ہے کہ جہاد ہی وہ طاقت ہے جس سے انسان عزت کی زندگی گزارتا ہے اس کے سبب سے وہ بندوں کی عبادت سے نکل بندوں کے خالق کی عبادت میں لگ جاتا ہے تو ہر انسان پھر اس عزت کے حصول کا متمنی ہو جاتا ہے اس لحاظ سے جہاد افغانستان نے صدیوں کے بعد پوری دنیا میں جہاد کی روح پھر سے پیدا کر دی ہے۔

> **فتح و شکست ہمیشہ مشیئت ایزدی کے تابع ہوتی ہے اور دنیا کی حرص طاغوت پر مومن کا دبدبہ ختم کردیتی ہے**

○--- سوال:۔ روس کے افغانستان سے نکل جانے کے بعد عام طور پر تاثر دیا جا رہا ہے کہ اب افغانستان میں بھائی بھائی

آپس میں لڑ رہے ہیں یہ بات کہاں تک درست ہے؟

○--- جواب:۔ آپ کا مطلب ہے کہ کمیونسٹ اور مجاہدین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

راقم= نہیں! واللہ! ایسا نہیں بلکہ ہمارے ہاں جاہل لوگ اور کچھ کچھ مولوی بھی اسی طرح کی ہوائیاں اڑا رہے ہیں۔

شیخ صاحب۔ اللہ ان کی ہدایت دے ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ روس ابھی گیا نہیں بلکہ اب وہ نئی حکمت عملی سے آ رہا ہے اور دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ ہماری لڑائی روس کے ساتھ نہیں بلکہ کیمونزم کے ساتھ ہے۔ ہم نے اس وقت جہاد شروع کیا تھا جب ہماری پاک دھرتی پر کیمونزم نے قدم جمانے کی کوشش کی تھی۔

ہمارا پیغام یہ ہے کہ پاکستان کے اہلحدیث متحد ہو کر ایک مضبوط جماعت کا روپ دھاریں اور دنیا بھر کے مجاہدین کی امداد کریں

ہمارے نزدیک روس کا افغانستان میں داخل ہونا نہ ہونا برابر ہے بلکہ روس کا افغانستان میں داخل ہونا تو کیمونزم کی موت کا پیغام بنا ہے۔ اب بھی ہمارا عزم یہ ہے کہ جب تک کیمونزم یہاں سے بھاگتا نہیں اس وقت تک ہم لڑیں گے۔ جہاد کریں گے۔ اور کافرانہ نظام کا خاتمہ کر کے دم لیں گے۔

اس لئے یہ بات غور سے سمجھ لینا چاہئے کہ افغان جہاد بھائی بھائی کی لڑائی نہیں۔ بلکہ دنیا کے دو مختلف نظاموں کی لڑائی ہے۔ ایک طرف اللہ کا نازل کردہ دین فطرت ہے۔ تو اس کے مقابلے میں دنیا کا کافرانہ نظام کیمونزم ہے اس لئے یہ کفر اسلام کی لڑائی ہے اور اگر خدانخواستہ بھائی بھائی والی بات ہوتی تو معاملہ کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا۔

سوال: شیخ صاحب آپ نے ہمیں اپنا بہت سا قیمتی وقت دیا۔ ہم آپ کے انتہائی زیادہ مشکور ہیں۔ آخر میں آپ پاکستان کے سلفی بھائیوں کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: مجھے اس بات پر فخر ہے کہ پاکستان میں سلفی اہل حدیث بہت زیادہ ہیں۔ ہمارا تعلق سب کے ساتھ یکساں ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ اب ان کے درمیان اختلاف کی فضا صرف دل و زبان تک ہی محدود نہیں رہی۔ بلکہ رسالوں، جرائد، اخبارات اور اجتماعات تک بھی یہ ناسور پھیل چکا ہے۔ حالانکہ یہ سب کچھ آداب سلفیت کے خلاف ہے بلکہ یہ تو آداب مسلمانی کے بھی خلاف ہے ——— ہمارا پیغام صرف یہ ہے کہ اہلحدیث خود متحد ہو کر ایک مضبوط جماعت کا روپ دھاریں اور افغانستان اور کشمیر کے اندر اپنے نوجوان بیٹوں کو تربیت دینے کیلئے بھیجیں۔ اور ان کی دوستی صرف اسی سے ہونی چاہئے جو دوستی کا صحیح مستحق ہو، افغانی اور کشمیری مجاہدین کی مدد اب پاکستانی سلفیوں پر واجب ہو چکی ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اس واجب کیلئے اٹھ کھڑے ہوں اللہ ان پر رحم کرے اگر اب بھی یہ نہ اٹھے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ کا قہر اور ذات ان پر مسلط ہو جائے۔ اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

○ الدعوۃ۔ جون۔ جولائی 1990ء

الدعوۃ کے ابو اسامہ سے ملاقات

○--- س: افغان جہاد کی تازہ صورت حال کیا ہے؟

ج: افغانستان میں جہاد شروع ہوا تو اس وقت سیاسی اعتبار سے اس جہاد کا دنیا میں کوئی قابل ذکر تعارف نہ تھا اور نہ ہی ہم عالمی سیاسی چالوں کو سمجھتے تھے اور نہ ہی ان کو کوئی اہمیت دیتے تھے۔ بس ساری قوت جہاد پر صرف ہو رہی تھی مگر اب صورت حال

یہ ہے کہ سیاسی اعتبار سے تو افغان جہاد دنیا بھر میں معروف ہے مگر جنگی اعتبار سے معاملہ پیچھے چلا گیا ہے جہاد میں انحطاط پیدا ہوا ہے۔

○--- س: اس کا سبب روس اور امریکہ کا باہم مل جانا اور ضیاء الحق شہید کا دنیا سے اٹھ جانا اور بے نظیر کا برسراقتدار آنا تو نہیں؟

○--- ج:۔ ہاں۔ یہ وجوہات بھی ہو سکتی ہیں مگر اتنی اہم نہیں کیونکہ جب جہاد شروع ہوا تھا تو اس وقت نہ امریکہ تھا نہ ضیاء الحق اور نہ کوئی اور اصل وجوہات دو ہیں اور وہی بنیادی ہیں ان میں سے پہلی وجہ عقیدے کی کمزوری ہے اور دوسرا باہمی اختلاف ہے۔ مگر اس سب کے باوجود جہاد جاری ہے اور رہے گا انشاء اللہ۔

○--- س۔ عبوری حکومت کی پوزیشن کیا ہے؟

○--- ج۔ اس کی شکل بگڑ چکی ہے۔ اب بس نام ہی باقی رہ گیا ہے کہ جس پر کچھ سیاسی مفادات حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پراپیگنڈہ بہت کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت کچھ نہیں ہے۔

○--- س۔ آپ اپنے صوبہ کنڑ کے بارے کچھ بتائیں؟

○--- ج۔ کنڑ میں ہم نے اللہ کے فضل سے جہاد کیا ہے۔ وہاں امارت اسلامی قائم ہو چکی ہے۔ اب ہماری کوشش ہے کہ یہ جو قوت کا ایک مرکز بن گیا ہے یہ مضبوط ہوتا چلا جائے آپ دیکھیں افغانستان میں مجاہدین نے جو علاقے فتح کئے وہاں انہوں نے باقاعدہ کوئی نظام قائم نہیں کیا جبکہ ہم نے قرآن و حدیث کا نظام قائم کر دیا ہے (بحمد اللہ)

○--- س۔ پچھلے دنوں رفیق افغانستان کا ایک مضمون روزنامہ جنگ میں شائع ہوا تھا۔ جس میں اس نے لکھا تھا کہ کنڑ کے انتخابات میں حزب اسلامی اور آپ کی سیٹیں برابر برابر تھیں اور یہ کہ آپ نے نتائج کو تسلیم نہیں کیا اس میں کہاں تک صداقت ہے؟

○--- ج۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم وہاں الیکشن چاہتے ہی نہیں تھے ہم اس کو صحیح نہیں سمجھتے وہاں مجاہدین تنظیموں کے نمائندوں کو لے کر حکومت قائم کر دی گئی تھی مگر حزب اسلامی نے مجبور کیا کہ الیکشن ضرور ہونے چاہئیں۔ چنانچہ بامر مجبوری ہم نے اس میں حصہ لیا کل نشستین ایک صد تھیں جن میں جماعۃ الدعوہ نے ۴۵ سیٹیں اور حزب نے ۳۵ نشستیں حاصل کیں۔ جبکہ بیس باقی جماعتوں نے حاصل کیں۔ یہ جو میں نے آپ کو اعداد و شمار بتلائے ہیں ان کا باقاعدہ اعلان ہو چکا ہے۔ اب جو شوریٰ بنی ہے حزب اسلامی اس میں شامل نہیں ہوئی

کنڑ کے انتخابات میں
جماعۃ الدعوہ نے نہ چاہتے
ہوئے حصہ لیا اور ۴۵
نشستیں حاصل کیں

جبکہ باقی سب جماعتیں شامل ہو چکی ہیں۔ امارت اسلامی اللہ کے فضل سے قائم ہو چکی ہے اب وہ وہاں جماعۃ الدعوۃ کا گورنر ہے کنڑ کی اسلامی حیثیت ہے اور ہمارا باقاعدہ کنٹرول ہے۔ چنانچہ رفیق افغان کا یہ کہنا کہ دونوں جماعتوں نے برابر نشستیں حاصل کیں بالکل غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ رفیق صاحب خود حزب اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا یہ ان کی مجبوری ہے کہ وہ وہی کچھ لکھیں جو حزب اسلامی کہے اس سے حقیقت بہر حال نہیں بدلتی۔

○--- س۔ جہاد سے قبل افغانستان میں اہل حدیث کتنی تعداد میں اور کس حال میں تھے؟

○--- ج۔ جہاد سے قبل اہل حدیث کی تعداد افغانستان میں برائے نام تھی اور وہ منتشر اور بکھرے ہوئے تھے اب الحمد للہ

شیخ کی دعوت اور کوششوں کے نتیجے میں افغانستان میں اہلحدیثوں کی تعداد اور جمعیت میں اضافہ ہوا ہے

منظم ہیں ہر علاقے میں ہیں اور جہاد کی برکت سے بہت اضافہ ہوا ہے اور ہنوز جاری ہے۔

○--- س۔ جلال آباد کے محاصرے کی اب کیا حیثیت ہے؟

○--- ج۔ مجاہدین کے باہمی اختلاف کی وجہ سے نجیب کی فوج نے اپنا دباؤ مجاہدین پر زیادہ کر کے محاصرے کو توڑنے کی کوشش کی مگر وہ محاصرہ توڑنے میں تو کامیاب نہیں ہو سکے البتہ محاصرے سے مجاہدین ذرا پیچھے ہٹے ہیں اور یہ بھی باہمی اختلاف کی وجہ سے ہوا ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود ابھی تک جلال آباد شہر مجاہدین کے بھاری اسلحہ کی زد میں ہے۔

○--- س۔ افغانستان کے مستقبل کے امکانات کیا دکھائی دیتے ہیں؟

○--- ج۔ مستقبل تو اللہ ہی جانتے ہیں مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ افغانستان کے جہاد نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو جگایا ہے جبکہ ہمارا کام اللہ کے دین کے عملی نفاذ کے لئے کوشش کرنا ہے۔ وہ ہم کر رہے ہیں کرتے رہیں گے اور جہاد انشاء اللہ جاری رکھیں گے۔

○--- س۔ کیا جمہوری طریقے سے اسلامی نظام آ سکتا ہے؟

○--- ج۔ یہ ناممکن ہے بلکہ اس سے تو نجات حاصل کرنا چاہئے جہاں تک آپ کا موجودہ معاشرہ ہے مجھے تو اس سے اہل حدیث حضرات کا نکلنا فی الحال مشکل نظر آتا ہے کیونکہ اس سے نکلنے کے لئے انتہائی مضبوط اور قوی ایمان کی ضرورت ہے۔

○--- س۔ خلیج کی صورت کا حل آپ کی نظر میں کیا ہے؟

○--- ج۔ صدام جو کہ بعث پارٹی کا صدر ہے انتہائی ظالم اور سفاک انسان ہے۔ اس نے عراق کے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم ڈھائے ہیں اور یہی کچھ اس نے کویت کے ساتھ کیا ہے.... یہی کچھ وہ سعودی عرب میں کرنا چاہتا تھا۔ سعودی عرب نے مجبوری کی حالت میں امریکی فوج کو بلایا ہے تو اس کا ذمہ دار صدام ہے۔ اب اس کا حل یہی ہے کہ سعودی عرب بہت بڑی تعداد میں اسلامی فوج تیار کرے وہ اسلامی اور مادی اسلحہ سے لیس ہو اور جب یہ قوت پیدا ہو جائے تو پھر امریکہ بھی چلا جائے گا اور صدام میں بھی جرءت نہ ہو گی۔ چنانچہ حل یہی ہے کہ فی الفور سعودی عرب میں صحیح العقیدہ نوجوانوں کی اسلامی فوج تیار کی جائے۔

○--- س۔ پاکستان میں اہل حدیث کے دونوں گروپوں میں صلح باعث مسرت ہے آپ کے خیال میں یہ پائیدار کیسے ہو سکتی ہے؟

○--- ج۔ جب یہ صلح ہوئی تھی تو میں بھی حاضر تھا۔ بس اس میں یہ کمی محسوس ہوتی ہے کہ امیر منتخب نہیں ہوا یہ ایک شرعی نقص ہے۔ مگر اس کے باوجود پہلی حالت کی نسبت بہر حال موجودہ حالت غنیمت ہے۔ ابھی جدوجہد کی ضرورت ہے اللہ کرے مستقبل میں اسلامی رنگ روپ کے ساتھ اس جماعت کی تنظیم بنے۔ ایک امیر منتخب ہو اور سب لوگ اس کی اطاعت کریں۔

○--- س۔ شیخ صاحب! اب آخر میں پاکستان کے اہل حدیث حضرات کے نام پیغام ہو جائے۔

○--- ج۔ پاکستان کے احوال و ظروف کو مد نظر رکھیں تو یہاں اسلام کی بالادستی مشکل نظر آتی ہے۔ جبکہ اس مقصد کے لئے ایک ایسے خطہ اور قطعہ زمین کی ضرورت ہے کہ جہاں پر اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے اپنی قوتوں کو بروئے کار لایا جا سکے چنانچہ اس مقصد کے لئے غور و فکر ضروی ہے کہ ہم کس طرح اسلامی نظام قائم کر سکتے ہیں اور اپنے آپ کو اور دوسرے لوگوں کو طاغوتی نظاموں سے کس طرح نجات دلا سکتے ہیں۔ میری اہل حدیث بھائیوں سے یہی گذارش ہے کہ وہ اس معاملے میں غور و فکر کریں۔

الدعوۃ نومبر 1992ء

○

بالادست طبقات کی وجہ سے اسلامی ممالک میں قرآن و سنت کی بالادستی مشکل نظر آتی ہے

شہادت شیخ رحمۃ اللہ

شہدائے بالاکوٹ کے تناظر میں

حافظ صلاح الدین یوسف

جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ (اہلحدیث) افغانستان کے بانی، داعی کبیر اور جہاد افغانستان کے مجاہد اول الشیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ، جنہیں ۳۰۔اگست ۱۹۹۱ء کو باجوڑ میں شہید کر دیا گیا، قائدین تحریک جہاد، جنہوں نے ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کیا، اور ان کے خلفاء (مولانا ولایت علی، مولانا عنایت علیؒ وغیرھما) کے بعد وہ عظیم شخص تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے تجدید و اصلاح کے ان ہی کارہائے نمایاں کے لئے پیدا کیا تھا جن کی توفیق اللہ نے تحریک جہاد کے قائدین کو عطا فرمائی تھی اور جن کے ذریعے سے پاک و ہند کے ظلمت کدے میں توحید و سنت کے چراغ روشن ہوئے تھے، شرک و بدعت کی تاریکیاں دور ہوئی تھیں اور رسومات جاہلیہ وفاسدہ کا قلع قمع ہوا تھا۔ علاوہ ازیں انہوں نے تحریک جہاد بھی برپا کی اور امارت اسلامی بھی قائم کی تھی۔

آج جب ہم شیخ جمیل الرحمٰن کی زندگی اور کارناموں کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ دلچسپ بات سامنے آتی ہے کہ شیخ شہیدؒ اپنی شخصیت، قائدانہ صلاحیتوں اور عظمت کردار، نیز خدمات، کارناموں اور پیش آمدہ حالات و واقعات کے لحاظ سے تحریک جہاد کے قائدین، ان کی خدمات اور واقعات و حوادث سے بڑی گہری مماثلت رکھتے ہیں۔

شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ بھی علم و فضل، حلم و تدبر، اخلاص و للہیت، بالغ نظری، عظمت کردار اور قیادت و سیادت کی اعلیٰ صلاحیتوں کے اعتبار سے اپنے اقران و اماثل میں اسی طرح ممتاز تھے جس طرح سید احمد شہیدؒ، مولانا اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے خلفاء و رفقاء گرامی اپنے زمانے کے علماء و فضلاء میں ممتاز تھے۔

قائدین تحریک جہاد نے بھی شرک و بدعت، معاشرے میں رائج رسومات فاسدہ اور فقہی جمود کے خلاف اسی طرح جہاد کیا جس طرح اللہ کی توفیق سے شیخ شہیدؒ نے افغانستان میں کیا۔

تحریک جہاد بھی قرون اولیٰ کے بعد ایک ایسی تحریک تھی۔ جس کے پیش نظر جہاد کا وہ صحیح تصور تھا جو عہد صحابہؓ و تابعینؒ کے دور میں نظر آتا ہے یعنی محض اعلائے کلمۃ اللہ اور نظام اسلام کا عملی نفاذ۔ شیخ شہیدؒ کا تصور جہاد بھی اسی طرح خالص اور مکمل دین اسلام کے نفاذ کے لئے تھا۔

یہی وجہ ہے کہ جوں ہی کسی علاقے میں ان کو تمکن حاصل ہوا تو بلا کسی ادنیٰ تامل کے وہاں شریعت اسلامیہ کا نفاذ کر دیا گیا۔ تحریک جہاد کے قائدین نے پشاور میں اسلامی حکومت قائم کی اور شیخ شہیدؒ نے صوبہ کنڑ میں امارت اسلامی قائم کر کے شریعت اسلامیہ کا نفاذ

شیخ رحمۃ اللہ اور تحریک جہاد کے قائدین کے درمیان حیرت انگیز مماثلت پائی جاتی ہے

جاءَ الحقُّ وزھقَ الباطل

شاہِ کابل مئے الحاد سے سرشار ہوا سحرِ مزدک کے حصاروں میں گرفتار ہوا
قصرِ اسلام کا ہر کنگرہ مسمار ہوا علمِ قرآں ہمہ نقش بدیوار ہوا

اشتراکیتِ لینن کی گھٹائیں برسیں
ملّتِ مسلمِ افغاں پہ بلائیں برسیں

تختِ کابل بھی کئی بار ہوا زیر و زبر آتش و خوں سے بچے قصر کے دیوار نہ در
ماسکو سے ملی ڈور تو ناچے بندر شاہی دربار کا ایوان بنا پتلی گھر

غزنویّت کی کوئی ہیبت و قدرت نہ رہی
نادریّت کی کوئی شوکت و ندرت نہ رہی

شوروی ٹینک بصد غارت و فتنہ آئے قہرمانی لئے سفّاک و ہوس کار آئے
دندناتے ہوئے میزائل و بمبار آئے آگ برساتے سرِ وادی و کہسار آئے

لہلہاتے ہوئے وہ کھیت نہ کھلیان رہے
بستیاں ڈھیر ہوئیں گھر نہ گلستان رہے

کفر و طغیان کی ٹھوکر سے مسلماں جاگا خوابِ غفلت میں پڑا مردِ کہستاں جاگا
بحر کی تہ میں مچلتا ہوا طوفاں جاگا غیرتِ دین سے بپھرا ہوا افغاں جاگا

خنجر و چوب و عصا لے کے مجاہد نکلے
گوشہ و حجرہ سے سب عابد و زاہد نکلے

علماء منبر و محراب سے باہر نکلے　　خطباء، نطق کے گرداب سے باہر نکلے
زعماء مسندِ سنجاب سے باہر نکلے　　امراء ریشم و کمخواب سے باہر نکلے

کی سوئے ابرہہ یلغار ابابیلوں نے
مہر و مہتاب کا پیچھا کیا قندیلوں نے

رجمِ باطل کے لئے حق کے پرستار گئے　　کتنے بے گھر ہوئے کتنے تھے کہ جاں ہار گئے
کتنے مقتل میں کٹے کتنے سوئے دار گئے　　دین و ملت پہ متاعِ گزراں وار گئے

خونِ دل سے نئی تاریخ کے عنواں لکھے
حریت کے نئے ابوابِ درخشاں لکھے

چاردہ سال گزارے جدل آرائی میں　　جنگ و پیکار کبھی بادیہ آرائی میں
پیشِ رحمان کبھی ناصیہ فرسائی میں　　دشمنوں کی کبھی گیرائی و دارائی میں

عرب و پاک جواں مرد زرہ پوش رہے
ہر بُرے وقت میں افغانوں کے ہمدوش رہے

یہ جہادِ رہِ حق ولولہ انگیز رہا،　　جرأت آموز رہا حریت آمیز رہا
جذبۂ شوقِ شہادت بھی بہت تیز رہا　　غیرت افروز، جگر تاب، جنوں خیز رہا

فتحِ کابل کی نویدِ آخرِ کار آپہنچی،
بر سرِ گلشنِ تاراج بہار آپہنچی،

اس میں کام آیا بہت مال و زرِ آلِ سعود　　مسلم اُمہ سے ملے غازی اجناس و نقود
سرفروشی میں برابر تھے ایاز و محمود　　کفر کو زیر و زبر کر گئے اللہ کے جنود

حق کی آمد ہوئی، باطل ہمہ کافور ہوا
نورِ خورشید سے ظلمت کدہ پُر نور ہوا

(علیم ناصری)

کابل کی موجودہ صورتحال پر جماعۃ الدعوۃ کا موقف

تعاونوا على البر والتقوىٰ:

قال الله تعالیٰ "انما المومنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوالله لعلكم ترحمون○"

بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں' اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ۔ اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (سورہ الحجرات: ۱۰)

افغانستان کی موجودہ صورت حال کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ افغانستان قرآن و سنت کی روشنی میں اپنا ایک واضح موقف رکھتی ہے۔

۱۔ سب سے پہلے ہمیں کھلے دل سے یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ افغانستان کے موجودہ حالات دراصل ہمارے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہیں' جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر مسلط کر دیئے گئے ہیں۔ جب تک ہم اخلاص و صداقت کے ساتھ اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے' اپنے کئے پر پشیمان ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ کریں گے' ایسے حالات ہم پر مسلط رہیں گے۔

۲۔ کابل کی موجودہ جنگ میں بے گناہ افراد کا خون بہایا گیا۔ پرامن لوگوں کے گھر ویران اور املاک برباد کر دی گئیں' یہ جنگ ملکی سرمائے کے ضیاع اور وسائل کی تباہی کا سبب بنی۔ ہم اس جنگ کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔

۳۔ موجودہ صدر محترم استاد ربانی معاہدہ پشاور کی بنیاد پر برسراقتدار آئے ہیں۔ انہیں اپنی مقررہ وقت تک کام کرنے دینا چاہئے۔ تمام جہادی قوتوں کو چاہئے کہ نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ ان سے بھرپور تعاون کریں تاکہ موجودہ حکومت ہر طرح کی مشکلات پر قابو پا سکے۔

۴۔ اگر موجودہ حکومت میں کوئی خامی یا کمزوری موجود ہے یا کوئی گروپ اس سے اختلاف رکھتا ہے تو متحارب گروپوں کو اسے پرخلوص مذاکرات اور نیک مشوروں کے ذریعے حل کرنا چاہئے۔

۵۔ افغانستان میں اسلامی نظام کا قیام اور ایک مستحکم اسلامی حکومت ہی ۱۵ لاکھ شہیدوں کی قربانیوں کا بدل اور ثمرہ ہو سکتی ہے۔ موجودہ حالات اسلامی حکومت کے قیام کو خطرات سے دوچار کر کے افغان جہاد کو بے ثمر کر سکتے ہیں۔ متحارب گروپوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ان ناقابل فراموش قربانیوں کو نادانستہ ضائع کر دیں۔

۶۔ موجودہ حالات عبدالرشید دوستم اور عبدالجبار ملیشیا کی قوتوں کی وجہ سے پیش آئے ہیں۔ ہم ان دونوں کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ تمام جہادی قوتیں ان کے خلاف مشترکہ اقدامات کریں۔

۷۔ جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ افغانستان' ان تمام اسلامی ملکوں اور عالم اسلام کے علمائے کرام سے امید رکھتی ہے' جو افغان جہاد کے دوران بھرپور تعاون اور حمایت کرتے رہے ہیں کہ وہ ان موجودہ حالات میں جبکہ اسلامی جہاد اپنے مقصد اور منزل تک پہنچنے کے قریب ہے' خاموش نہیں رہیں گے بلکہ ان خراب حالات کو ختم کرنے کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں گے۔

۸۔ اگر افغانستان میں موجود مجاہدین کی حکومت ناکام ہو گئی یا اسلام دشمن عناصر کی مداخلت سے ایسی حکومت قائم ہو گئی جس سے اسلامی حکومت کا قیام ہی ممکن نہ ہو سکے تو اس کی تمام ذمہ داری ان لوگوں پر ہو گی جنہوں نے موجودہ جنگ اور داخلی انتشار شروع کر رکھا ہے۔

۹۔ امت مسلمہ نے افغانستان کے اسلامی جہاد کی کامیابی سے بڑی توقعات وابستہ کر رکھی ہیں خدا نہ کرے کہ وہ موجودہ حالات کی وجہ سے ناامید ہو جائے۔

۱۰۔ علاقائی' قبائلی' لسانی اور تعصباتی جنگ' جہاد نہیں بلکہ جاہلانہ جنگ ہے۔

۱۱۔ جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ جو خیر اور صلح کی داعی جماعت ہے' موجودہ جنگ کے خاتمے اور فریقین میں مفاہمت کرانے میں دوسرے خیرخواہ بھائیوں سے بھرپور تعاون اور مدد کرنے کے لئے تیار ہے۔

جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ افغانستان۔

علاقائی' قبائلی' لسانی اور تعصباتی جنگ' جہاد نہیں بلکہ جاہلانہ جنگ ہے

حدود الہیہ کا اجراء اور **الذین ان مکناھم فی الارض (الایتہ)** کے مطابق صلوۃ زکوۃ اور امربالمعروف و نھی عن المنکر کا اہتمام کیا۔

تحریک جہاد کی قائم کردہ اسلامی حکومت کو ناکام بنانے والے بھی سرداران قبائل اور مذہبی رہنما تھے جنہوں نے اس کے قائدین" اور ان کے رفقاء" کے متعلق یہی پروپیگنڈہ کیا کہ یہ لوگ "وہابی" ہیں اور تمہارے آبائی مذہب کے خلاف ہیں۔ بہت سے قبائل محض جلب زر اور لوٹ مار کی غرض سے قافلہ جہاد میں شامل ہو گئے تھے جن کی وجہ سے تحریک جہاد کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ شیخ جمیل الرحمٰن شہید" کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا اور تاریخ نے یہی واقعات پھر دہرائے ہیں۔ تمام غیر اہلحدیث تنظیمیں شیخ" اور ان کے رفقاء کے خلاف نہ صرف متحد ہو گئیں بلکہ انہوں نے لٹیروں کو بھی مال و اسباب کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا اور یوں مذہبی رہنماؤں اور سرداران قبائل نے شیخ کی قائم کردہ امارت اسلامی کے خلاف گٹھ جوڑ کر لیا۔ شیخ شہید" کی بابت بھی یہی کہا گیا کہ یہ "وہابی" ہیں اور "وہابیت" کی تبلیغ کر رہے ہیں اور یہ وہابی کمیونسٹوں سے بھی بدتر ہیں۔ اس پروپیگنڈے سے مذہب کے نام پر لوگوں کا استحصال کیا گیا اور کنڑ کی اسلامی حکومت پر یلغار کر دی گئی۔

تحریک جہاد کے قائدین بھی شہادت سے ہم کنار ہوئے اور شیخ جمیل الرحمٰن شہید" نے بھی شہادت کا جام نوش کیا۔۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خوں غلطیون
خدا رحمت کنداین عاشقان پاک طینت را

سیدین شہدین کی تحریک جہاد کی ناکامی پر رونے والے اور پوری ایک صدی تک علم جہاد بلند رکھنے والے صرف اور صرف اہلحدیث تھے' اسی جماعت نے اس مشن کو زندہ رکھا جو قائدین تحریک جہاد کا تھا اور اس مشن کے لئے ایک طویل عرصے تک یہی جماعت جان و مال کی بیش بہا قربانیاں پیش کرتی رہی اور قید و بند کی صعوبتیں' دارو رسن اور جائیداد کی قرقی و ضبطی کی آزمائشیں برداشت کرتی رہی۔

آج بھی شیخ جمیل الرحمٰن کی مظلومانہ شہادت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والے صرف اہلحدیث ہی ہیں اور ان کی قائم کردہ امارت اسلامی کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات پر وہی مضطرب اور بے چین ہیں اور وہی یہ تڑپ اور آرزو رکھتے ہیں کہ اس امارت اسلامی کی مشکلات جلد از جلد دور ہوں تاکہ اسلام کا وہ علم' جو شیخ شہید" افغانستان کی سرزمیں میں گاڑ گئے ہیں۔ سرنگوں نہ ہو۔ دعوت و عزیمت کے جو نقوش وہ ثبت کر گئے ہیں۔ دھندلا نہ جائیں اور توحید و سنت کے جو چراغ وہ جلا گئے ہیں' وہ ہمیشہ فروزاں رہیں۔

ایک ہی تو زندگی ہے

اگر انسان کے پاس ایک ہی روٹی ہو اور خود اس کو اور اس کے بچوں کو فاقہ درپیش ہو' تو بچوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈالنے کی غلطی کبھی نہیں کرے گا۔ اگر ایک مسافر کے پاس پانی کی ایک ہی چھاگل ہو اور اس کو صحرا کا سفر درپیش ہو تو وہ اس پانی کو پاؤں دھونے پر کبھی ضائع نہیں کرے گا' بلکہ اس کا ایک ایک قطرہ اپنی زندگی بچانے کے لئے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے گا۔ اگر کسی کر ترکش میں ایک ہی تیر ہو اور راستے میں اسے شیر یا بھیڑیئے سے دوچار ہونے کا اندیشہ ہو' تو ہو یہ حماقت کبھی نہیں کر سکتا کہ وہ اس ایک ہی تیر کو گیدڑوں اور لومڑوں کے شکار پر ضائع کر دے' بلکہ وہ اس کو اصل خطرے کی مدافعت کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کرے گا' لیکن حیرت ہے کہ وہی انسان جو اپنی ایک روٹی' اپنے ایک چھاگل پانی اور اپنے ترکش کے ایک تیر کے مصرف کو متعین کرنے میں اتنا محتاط ہے' جب اس کے سامنے خود اپنی زندگی جیسی بیش قیمت چیز کے مصرف کے متعین کرنے کا سوال آتا ہے' تو وہ بالکل ہی نادان بن جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہمارے حصے میں ایک ہی زندگی آئی ہے' کئی زندگیاں نہیں آئی ہیں۔ اسی زندگی کے بدلے میں ہم یا تو ابدی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں یا ابدی خسران اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ابدی کامیابی حاصل کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں' یہ چیز محض خواہش کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے انسان کو قدم قدم پر مہمات سر کرنی پڑتی ہیں اور زندگی کے ہر موڑ پر معرکے جیتنے ہوتے ہیں۔ بغیر ان معرکوں کے جیتے اور ان مہمات کو سر کئے انسان ابدی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا' لیکن اس واضح حقیقت کے باوجود دنیا میں اکثریت انہیں لوگوں کی ہے' جو اپنی زندگیاں نہایت حقیر مقاصد پر ضائع کرتے ہیں۔

(تزکیہ نفس۔ مولانا امین احسن اصلاحی)

روحانیت اور نورانیت کا پیکرِ جمیل

شیخ جمیل الرحمٰن شہید رحمہ اللہ

عابد مجید مدنی

ممتاز عالم دین مجاہد ملت شیخ جمیل الرحمٰن صاحب جن کا اصل نام مولوی محمد حسین تھا۔ کنڑ کے علاقے ننگام کے ایک روحانی اور علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ پاکستان کے مدرسہ عربیہ چارسدہ کے فارغ التحصیل تھے، ملنسار، متقی، پرہیز گار اور عالم باعمل تھے۔ تعلیم و تعلم اور درس و تدریس سے وابستگی کے ساتھ سیاست میں بھی حصہ لیتے تھے۔ جب وہاں غیر اسلامی عناصر نے جنم لیا تو سردار داؤد کی حکومت کے خلاف کنڑ میں جہاد شروع کر دیا۔ حکومت کے شدید مخالفانہ و معاندانہ اقدامات کی وجہ سے پاکستان ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ پاکستان آنے کے بعد وہ اپنے ہم خیال ساتھیوں اور شاگردوں کو منظم کرتے رہے اور افغانستان کے اسلامی تشخص کی بحالی کے لئے اقدامات کرتے رہے، اس غرض سے وہ خفیہ طور پر افغانستان آتے جاتے تھے۔ انہی دنوں جب روس نے افغانستان کو ہڑپ کرنا چاہا تو آپ اپنے ساتھیوں سمیت اس بد ارادہ و بد نیت سوشلسٹ ملک کے خلاف دوسری جماعتوں کے ساتھ جہاد میں عملاً شریک ہو گئے۔ آپ نے اس جلیل القدر کام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ۱۹۸۲ء میں جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی جس نے شدید مدافعت کی اور روسی لشکر کو ملیامیٹ کرتے ہوئے پورے افغانستان میں بالعموم اور صوبہ کنڑ میں بالخصوص پہلے دن ہی سے قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے کھڑی ہو گئی۔

بالآخر صوبہ کنڑ کو آزادی دلانے میں کامران و کامیاب ہو گئے۔ روس جیسی سپر طاقت کو چنے چبوائے۔ ان کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ ان کے پاس اللہ پر بھروسہ اور قوت ایمانی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ تب بھی ان سے ٹکرا گئے۔ ایک طرف یہ کیا اور دوسری طرف اس آزاد کردہ صوبہ، جس پر شیخ صاحب کو پورا تسلط حاصل ہو گیا تھا، اس میں اسلامی نظام حیات کو نافذ کرنے کی ٹھان لی اور پھر بھرپور سعی و کوشش کے بعد امارت اسلامی تشکیل دی گئی۔ تب امارت اسلامی کا عظیم پرچم مکمل طور پر صوبہ کنڑ کے صدر مقام اسد آباد پر لہرانے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس خطہ کی بکھری ہوئی اور منتشر رونقیں، ہنستے اور مسکراتے شہر کی صورت میں سمٹ آئیں۔ سلگتے پتھروں اور مرجھاتے چہروں پر بہار آ گئی۔ جس سے روس اور کٹھ پتلی نجیب حکومت کی نبضیں گم ہونے لگیں۔

آپ نے صوبہ میں امن و امان اور سلامتی و راست بازی کا پرچم لہرایا۔ تمام عدالتی نظام اسلام کے مطابق ڈھل گیا۔ حدود کا نفاذ کیا۔ زانیوں کو رجم کیا جانے لگا۔ چور کے ہاتھ کاٹے گئے۔ رہزنی،

سیدین شہیدینؒ کی طرح تحریک جہاد کی قائم کردہ اسلامی حکومت کی طرح امارت اسلامی کو بھی "وہابی" کہہ کر بدنام کیا گیا

چوری، ڈکیتی اور بداعمالیوں وغیرہ کا خاتمہ کیا۔ جلد فیصلہ کرنے کے لئے قاضی مقرر ہوئے۔ زراعت اور تجارت، غرض ہر شعبہ میں ترقی ہونے لگی۔ انتظامیہ کو کم سے وقت میں صوبہ کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کا حکم صادر فرمایا اور آخر کار نظام اسلام کا مکمل نفاذ کر کے شکوک و شبہات کے تمام رستے بند کر دیئے۔ ساتھ ہی تمام حربی قوتوں کو اتحاد و اتفاق و یگانگت کے لئے پکارا تا کہ غیر مفتوحہ علاقوں کو ملحدین کے چنگل سے آزاد کرا سکیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ چونکہ آپ شہداء اسلام سید احمد شاہ شہیدؒ اور سید اسماعیل شہیدؒ کے صحیح وارث اور جانشین تھے لہٰذا ان کے نقش قدم پر چلتے

> **شیخ صاحب شاہ ولی اللہؒ اور سید احمد شہیدؒ**
> **کی طرح میدان جنگ اور منبر رسول**
> **کے یکساں شہسوار تھے**

ہوئے توحید و سنت کا ڈنکا بجایا۔ جس کی خاطر انہوں نے جام شہادت نوش کیا۔ آپ بھی دس سال تک انہی کی راہ پر چلتے رہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں گوناگوں اوصاف سے متصف فرمایا اور بے شمار خوبیاں ودیعت فرمائی تھیں۔ آپ نے کئی معیاری اور علمی دانشگاہیں کھول رکھی تھیں۔ افغانستان اور پشاور میں مہاجرین کی تعلیم و تربیت کے لئے ۶۰۰ دینی مدارس آپ کے زیر نگرانی کام کر رہے تھے۔ جن میں ۶۰،۰۰۰ طالب علم تحصیل علم میں مصروف ہیں۔ ان کا قیام و طعام کا خرچ، رہن سہن اور آنے جانے کے تمام اخراجات تھے ان کے ذمہ تھی جب کہ دیگر تعلیمی اہتمام وانصرام و انتظام بھی جماعت الدعوۃ کے ہاتھ میں تھا۔ جس کے آپ سربراہ تھے۔ انہی نیک اعمال میں مشغول تھے کہ ۳۰۔اگست کو ایک عربی النسل عبداللہ رومی شخص کے ہاتھوں آپ نے شہادت پائی۔ شیخ صاحب سے میری دو ملاقاتیں ہوئیں۔ ایک ۱۹۸۶ء کے درمیان جب آپ عمرہ کی نیت سے بیت اللہ تشریف لے گئے۔ میں ان دنوں مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد مکہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ ہر نماز بیت اللہ میں ہوتی۔ صبح و شام دوپہر باب بلال پر گزرتی۔ ایک رات میں مقام ابراہیم کے قریب تھا کہ وہاں بیٹھے ایک پررونق چہرے پر نظر پڑی۔ پوری مہندی لگی لمبی داڑھی۔ کتابی چہرہ۔ سفید شوخ رنگ۔ متوسط قد۔ لمبی ناک۔ درمیانہ جسم۔ ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے۔ لمبی پگڑی والا پٹھان۔ بیٹھا تلاوت میں مصروف ہے۔ جس کے چہرہ پر روحانیت و نورانیت ٹپکتی تھی۔ فوراً باب بلال پر پہنچا۔ تو مولانا عبدالعزیز النورستانی سے استفسار کیا کہ یہ شخصیت کون ہے، تو فرمانے لگے کہ یہ کتاب و سنت کے داعی، مولانا شیخ جمیل الرحمٰن صاحب ہیں۔ جہاد افغانستان کی افواج کو خود کمانڈ کرتے ہیں۔ میں پہلی فرصت میں ہی ان کے پاس گیا توجہ نیچے کئے تلاوت یا وظیفہ کر رہے تھے جب ذرا آگے بڑھا، اسلام علیکم کہا، ہاتھ بڑھائے۔ خوش اخلاقی، ملنساری اور کمال شفقت دیکھئے کہ معانقہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ اردو مین احوال پوچھا۔ میں نے تعارف کرایا۔ بہت خوش ہوئے میں جہاد کی سرگرمیوں اور جماعۃ الدعوۃ کے متعلق پوچھنے لگا تو عربی میں جواب دینا شروع کر دیا۔ مطلب اردو ضرورت سے کم آتی تھی اور عربی ضرورت جتنی اور فارسی پہ مکمل عبور حاصل تھا۔ مجھے فرمانے لگے تم ایک نوجوان ہو، نیا خون ہے، شباب ہے آیئے ہمارے ساتھ مل کر تدریس کا کام سنبھالیں۔ میں نے کہا علی الراس والعین (سر آنکھوں پہ) فوراً بغیر مطالبے کے شیخ ابن باز صاحب کے نام جماعۃ الدعوۃ کے پیڈ پر بعثت کے متعلق سفارش کر دی اور ساتھ ہی ایک اپنا لیٹر تھما دیا۔ وہ خط آج تک میرے پاس موجود ہے۔ میں بغیر تاخیر کے طائف گیا۔ لیٹر کے ساتھ سفارشی ورقہ بمع کاغذات بھیج دیئے۔ دوسرے دن تقرری لیٹر مجھے مل گیا۔ اور آج تک ان کے مکتب الدعوۃ کی جانب سے مختلف مدارس میں پڑھا چکا ہوں، ہر وقت ان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

شیخ صاحب سے دوبارہ ملاقات آپ کی رہائش گاہ باجوڑ

> آپؒ نے تمام مجاہدین کو اتحاد کے لئے پکارا تا کہ غیر مفتوحہ علاقے بھی جلد از جلد فتح ہو سکیں

ایجنسی میں ہوئی۔ تحریک مجاہدین نے اسد آباد کے ہولناک سانحہ کی تعزیت کے لئے ایک وفد تشکیل گیا۔ جس میں مجھے بھی دعوت دی گئی۔ عیدالاضحیٰ سے چند روز قبل ہمارا وفد لاہور سے پشاور تک بذریعہ بس گیا۔ ایک روز کے قیام کے بعد باجوڑ ایجنسی گئے۔ دوپہر کے وقت وہاں پہنچے۔ ظہر سے قبل شیخ تک رسائی ہوئی۔ دارالضیافۃ میں گئے۔ آپ کی رہائش وہاں سے ۵۰ کرم دور تھی۔ پیغام بھیجا کہ ملاقات کرنا مقصود ہے۔ اندر داخل ہوئے۔ شیشے لگائے کمرے میں یہ چمکتا دمکتا چہرہ براجمان تھا۔ وفود کے ساتھ ملاقاتیں ہو رہی تھیں۔ یہ نہایت سادہ پرشکوہ امارت اسلامی کے امیر صاحب کا دفتر تھا۔ نیچے قالین پر تمام دوستوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ظہر کا وقت ہو گیا جس کمرے میں ہم موجود تھے۔ وہاں نماز کے لئے آئے۔ آتے ہی سلام دعا ہوئی۔ صحت و احوال پوچھنے کے بعد نوافل پڑھنے لگے۔ نہایت اطمینان و سکون سے نوافل ادا کئے۔ نماز ظہر کی جماعت کرائی، اور پھر فراغت کے بعد ہمیں ملے۔ ہماری حواصلہ افزائی فرمائی۔ کہ اکتائیں نہیں میں بہت جلد وقت نکالتا ہوں۔ رہائش گاہ لوگوں سے بھرپور تھی۔ ہم پھر انتظار کرنے لگے۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد بلاوا آگیا۔ جب کمرے میں داخل ہوئے۔ تو اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ معانقہ ہر ایک سے کیا۔ بات چیت شروع ہوئی۔ تعزیتی کلمات ادا کئے تو ہمارا شکریہ ادا کیا۔ میرا پہلا سوال یہ تھا کہ مجاہدین کی جماعتوں کے درمیان اختلاف و خلفشار افغانستان کے تاریک مستقبل کا سبب بن رہا ہے۔ آپ یکجا اور اکٹھے کیوں نہیں ہو جاتے۔ شیخ صاحب فرمانے لگے۔ بیٹے! میں نے لیڈران کو کئی دفعہ اپنے پاس چائے پر مدعو کیا۔ خود ان کے ساتھ گیا، کہ آئیں اتفاق کرلیں، تاکہ مل کر کٹھ پتلی حکومت سے نجات حاصل کی جائے، ہم انہیں دعوت دیتے ہیں کہ آئیں کتاب و سنت اور عقیدۂ توحید پر جمع ہو جائیں۔ مگر وہ تجارتی سودہ بازی کے انداز میں لے دے کر اتفاق کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا میں قائل نہیں ہوں۔ اس کا جواب سوائے خاموشی کے اور کوئی نہ تھا۔ پھر اگلا سوال تھا کہ آپ کیسے حکومت کر رہے ہیں۔ فرمانے لگے۔ آپ میں جائیں صوبہ کا سروے کریں اور محکمے وغیرہ دیکھیں تو، آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ منزل تک پہنچنے کے لئے گاڑی کا انتظام کر دیا۔ اسد آباد پہنچے تو صحیح اسلامی حکومت پائی۔ واپسی پر ملاقات کا وقت نہ مل سکا کہ ان کا شکریہ ادا کر سکیں۔ آج اگرچہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں لیکن ان کے کارنامے ہمارے لئے مشعل راہ رہیں گے۔

انسان کی سوئی ہوئی بہیمیت پھر جاگ اٹھی ہے، وہ اشرف المخلوقات کہ صورت سے آدمی مگر خواہشوں میں بھیڑیا، محل سراؤں میں متمدن انسان، مگر میدانوں میں جنگلی درندہ اور اپنے ہاتھ پاؤں سے اشرف المخلوقات، مگر اپنی روح بہیمی میں دنیا کا سب سے زیادہ خونخوار جانور ہے، اب اپنی خون ریزی کی انتہائی شکل اور پانی مردم خوری کے سب سے زیادہ برے وقت میں آگیا ہے۔ وہ کل تک اپنے کتابوں کے گھروں اور علم و تہذیب کے دارالعلوموں میں انسان تھا، پر آج چیتے کی کھال، اس کے چمڑے کی نرمی سے زیادہ حسین اور بھیڑیئے کے پنجے اس کے داندان تبسم سے زیادہ نیک ہیں۔ درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے جنگلوں میں امن و راحت ملے گی، مگر اب انسانوں کی بستیاں اور اولاد آدم کی آبادیاں راحت کی سانس اور امن کے تنفس سے خالی ہو گئی ہیں، کیونکہ وہ جو، خدا کی زمین پر سب سے اچھا اور سب سے بڑھ کر تھا، اگر سب سے برا اور سب سے کمتر ہو جائے تو، جس طرح اس سے زیادہ کوئی اور نیک نہ تھا، ویسا ہی اس سے بڑھ کر اور کوئی برا بھی نہیں ہو سکتا۔ شیر خونخوار ہے، مگر غیروں کے لئے، سانپ زہریلا ہے مگر دوسروں کے لئے، چیتا درندہ ہے، مگر اپنے سے کم تر جانوروں کے لئے، لیکن انسان دنیا کی اعلیٰ ترین مخلوق، خود اپنے ہی ہم جنسوں کا خون بہاتا اور اپنے ہی ابنائے نوع کے لئے درندہ خونخوار ہے۔ انسان ہی ہے، جو فرشتوں سے بہتر ہے، اگر اپنی قوتوں کو امن و سلامتی کو وسیلہ بنائے اور انسان ہی ہے، جو سانپ کے زہر اور بھیڑیئے کے پنجے سے بھی زیادہ خونخوار ہے، اگر راہ امن و سلامی کو چھوڑ بہیمیت اور خونخواری پر اتر آئے۔

(مولانا ابوالکلام آزاد، نگارشات آزاد)

صوبہ کنڑ کا امیر اپنے سادہ سے دفتر میں قالین پر ہی بیٹھ کر احباب سے ملاقات کر رہا تھا

شیخ الاسلام اور امام الجہاد کا
تذکرۂ جمیل رح

حفیظ الرحمٰن قدر

بنی نوع انسان میں کچھ ایسی شخصیتیں پیدا ہوئی ہیں جنہیں ان کی خداداد صلاحیتوں اور زریں کارناموں کی وجہ سے بھلایا نہیں جا سکتا۔ وہ تخیل میں آ کر انسانیت کی معراج و معرفت کا درس اور انقلاب عالم کی دعوت دیتی ہیں۔ جو ہستیاں صفحہ ہستی پر ایسے نقش ثبت کر گئیں جن کی تابش سے انسانیت رواں دواں ہے۔ جن سے حق و صداقت کے پروانوں اور سرفروش مجاہدوں کو جلا ملتی ہے۔

انہی مقدس ہستیوں میں وہ بچہ بھی امتیاز رکھتا ہے۔ جو افغانستان کے صوبہ کنڑ کے علاقہ ننگلام میں ایک شریف مذہبی اور علمی گھرانے میں پیدا ہوتا ہے جس کا نام محمد حسین رکھا جاتا ہے۔ جس کے انداز اور حرکات و سکنات اسے عام بچوں سے ممتاز کرتی تھیں۔ پھر جوانی کی دہلیز آئی تو اس نے حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ مدرسہ عربیہ چارسدہ سے فراغت حاصل کی' اور ایک درد دل' ایمان کامل رکھنے والا عالم باعمل بن گیا جسے لوگ شیخ جمیل الرحمٰن افغانی کے نام سے جاننے لگے' یہی وہ دور ہے جب جہاد افغانستان شروع ہوا۔

شیخ جمیل الرحمٰن نے سب سے پہلے سردار محمد داؤد کی غیر اسلامی حکومت کے خلاف اپنے صوبے سے اعلان جہاد کیا۔ اور افغانستان میں کتاب و سنت کے نفاذ کیلئے میدان کارزار میں اتر آئے۔ حکومت وقت ان کی آواز حق کو نہ دبا سکی اور ان پر ریاستی تشدد کی انتہا کر دی گئی۔ جبر و ستم کا نشانہ بنائے گئے تو وہ مجبور ہو کر پاکستان ہجرت کر گئے اور وہاں اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں کتاب و سنت کے متوالوں اور سلف صالحین کے روحانی فرزندوں کی تربیت جاری رکھی اور صحیح کتاب و سنت کی تعلیمات کی تبلیغ کرتے رہے۔

جب افغانستان میں روسی استبداد اور سرخ انقلاب نے مکروہ پنجے گاڑ کر کفر و الحاد پھیلایا اور تباہی و بربادی مچائی' تو عظیم مجاہد شیخ جمیل الرحمٰن اور ان کے رفقاء افغانستان میں اپنے خون سے اسلام کی سربلندی کے ٹمٹماتے چراغوں کو روشن کرنے لگے۔

اس عرصہ میں شیخ صاحب نے اپنی ایک تنظیم جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ کی بنیاد رکھی اور دن رات محنت کر کے اسے مستحکم و استوار کیا۔ وہ ہر تڑپتے دل کی طرح' عالم اسلام کی تمنا کے مطابق آزاد اسلامی افغانستان چاہتے تھے اور اسی مقصد کیلئے انہوں نے اس تنظیم کی تشکیل کی۔ دوسری مجاہد تنظیموں اور احزاب نے بھی دل کھول کر داد شجاعت دی اور کٹنا تو گوارا کر لیا مگر روس جیسی سپرپاور کے آگے سر نہ جھکایا۔

شیخ جمیل الرحمٰن نے خود کو اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے وقف کر دیا۔ اپنی جوانی لٹائی' مال و دولت کو ٹھکرایا' اپنے عزیزوں کا بے دردی سے قتل ہونا برداشت کیا مگر روسی درندوں

ریاستی تشدد کی انتہا ہوئی تو آپ نے پاکستان آ کر کتاب و سنت کی روشنی پھیلانا شروع کر دی

کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کتاب و سنت کا پرچم لہراتے رہے اور دشمنوں کے سامنے سینہ تان کر غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے رہے۔

شیخ صاحب نے شاہ ولی اللہؒ، سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیلؒ شہید کی یاد تازہ کر دی وہ علماء کی مجلسوں میں سرتاج نظر آئے۔ میدان کار زار میں دلیر یہ جرنیل، شرک و بدعت، کفر و الحاد، روسی گماشتوں اور اسلام دشمنوں کیلئے سیف بے نیام تھا۔

اللہ کی مدد و نصرت، عالم اسلام کی بھرپور مدد، عالمی سیاسی دباؤ، ۱۵ لاکھ بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور افغان و غیر مقامی مجاہدوں کی قربانیاں رنگ لائیں، بالاخر روس کو ذلیل و رسوا ہو کر پسپا ہونا پڑا۔

شیخ جمیل الرحمٰن، افغانستان میں زیادہ تر کنڑ کے محاذ پر برسرپیکار رہے، اور سوشلسٹوں سے نبرد آزما تھے، جب سرخے پسپا ہوئے تو انہیں یہ علاقہ مجبوراً خالی کرنا پڑا، اٹھائیس افغان صوبوں میں سے صوبہ کنڑ ایک لمبی پٹی کی صورت میں ہے، جس کی لمبائی بہت زیادہ اور چوڑائی بہت کم ہے، اس کے ایک طرف نورستان ہے البتہ ان دونوں کے درمیان چند برف پوش پہاڑ آتے ہیں، کنڑ ایک سمت سے جلال آباد سے ملتا ہے، صوبہ تقریباً ۱۴۵ کلومیٹر لمبا ہے۔

شیخ جمیل الرحمٰن افغانی نے صوبہ کنڑ کے امن زون میں آتے ہی دور اندیشی اور اعلیٰ تدبر اور حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے اپنے قبیلے سمیت جس کے وہ سردار بھی تھے دیگر قبیلوں اور جماعتوں کو متحد کرتے ہوئے، کتاب و سنت کے عین مطابق امارت اسلامی قائم کی جس کے وہ امیر منتخب ہوئے۔ بعد میں انتخابات بھی کرائے گئے جس میں آپ کو بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل ہوئی، شیخ صاحب جہاد کے ساتھ ساتھ امارت کو بھی فعال اور مستحکم کرنے پر خصوصی توجہ دیتے رہے۔

بالاخر شیخ جمیل الرحمٰن نے صیہونی اور طاغوتی طاقتوں کا اس مادی دور میں یقین محکم اور جراتمندی سے مقابلہ کر کے اسلام کی ناقابل تسخیر قوت کا لوہا منوا لیا۔ اور اپنے صوبہ کنڑ میں کتاب و سنت کا صحیح اور مکمل نفاذ کر کے ثابت کر دیا کہ خلافت راشدہ آج بھی قابل عمل ہی نہیں بلکہ باعث امن و سکون اور ذریعہ نجات بھی ہے۔ اللہ پاک نے ان کے اخلاص نیت اور عمل کی سچائی کو قبولیت بخشی، اور کامرانی نے ان کے قدموں کو بوسہ دیا۔

شرعی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ صرف صوبہ کنڑ میں ۳۶۰ (تین سو ساٹھ) دینی مدارس میں تدریس و تعلم کا سلسلہ شروع ہوا، اور پورے افغانستان میں مدارس اسلامیہ کی بنیاد رکھی گئی اور مجاہدوں کے مراکز بنائے گئے۔

کنڑ اور نورستان کے
درمیان چند برف
پوش پہاڑ واقع ہیں

راستوں کا امن بحال کیا گیا، شرپسندوں کی سرکوبی کی گئی اور ہر نشہ آور شے کو حرام قرار دے کر پابندی لگا دی گئی، جب امن و سکون ہوا اور بنیادی ضروریات زندگی کی سہولتیں اور آسانیاں میسر آئیں تو تھوڑے ہی عرصے میں صوبے کی آبادی چار لاکھ تک پہنچ گئی۔ صوبے میں مختلف شعبے قائم ہوئے اور باقاعدہ فوج تشکیل دی گئی جو مختلف محاذوں پر بھیجی گئی۔

جب سے افغانستان میں جہاد کا علم بلند ہوا، اسلامی تحریکوں کو ایک ولولہ تازہ ملا، انہوں نے آزاد اسلامی افغانستان کیلئے ہر قسم کی مدد کی۔ یہی شیخ جمیل الرحمٰن کا مقصد تھا، افغانستان کی دوسری مجاہد تنظیمیں بھی اسی مقصد کیلئے شب و روز جہاد میں مصروف ہیں، لیکن افسوس ان میں فکری، نظری اور عملی اختلاف

شیخ جمیل الرحمٰنؒ کہا کرتے تھے کہ ہمارا دشمن ایک ہے اور ہم اتحاد سے ہی اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

رہا ہے۔

شیخ جمیل الرحمٰن اس بات کے داعی تھے کہ ہم سب کا دشمن ایک ہے اور ہم مصروف جہاد ہیں' ہمیں چاہئے کہ افتراق و انتشار سے پرہیز کریں اور باہم اتحاد و اتفاق سے اسلام دشمنوں کا مقابلہ کریں۔

ان کا کہنا تھا کہ اب ہم مل کر ملحدوں پر یلغار کر کے غیر مفتوحہ علاقے آزاد کرا سکتے ہیں۔ افغانستان ۹۵ پچانوے فیصد آزاد ہے صرف پانچ ۵ فیصد پر سوشلسٹ قابض ہیں۔ صوبہ کنڑ کی طرح باقی آزاد علاقوں میں بھی اسلامی نظام کا نفاذ ہونا چاہئے۔ جس جماعت کا جہاں کنٹرول ہے وہ وہاں اسلامی حکومت بنائے پھر مشترکہ حکومت بنا لی جائے گی۔

یہ عظیم مجاہد' ملحدوں' مغربی استعمار' اور اسلام دشمنوں کیلئے ناقابل برداشت ہو گیا تھا' وہ کسی طور بھی افغانستان میں "بنیاد پرست" اسلامی حکومت کے قیام کو تسلیم کرنے پر تیار نہ تھے'

شیخ جمیل الرحمٰن اور صوبہ کنڑ پر ان کی امارت اسلامی کے خاتمے کیلئے باقاعدہ پلاننگ کی گئی' ہر دور اور معاشرے میں منافقین اور فتنہ پرور لوگ رہے ہیں۔ جو حق کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا کوئی عیب نہیں سمجھتے۔ وہ آستین کے سانپ ہوتے ہیں اور بظاہر ایسے نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کو جب بھی جانی و مالی نقصان پہنچا اس میں اپنوں کی ایمان و ضمیر فروشی کا اہم کردار رہا ہے۔

افغانستان میں اسلامی قوتوں کو کمزور کرنے کیلئے ان کو آپس میں لڑانے کی پالیسی اپنائی گئی' جس میں کئی کاغذی تنظیموں نے بھی حصہ لیا اور پڑوسی ملکوں کی ایجنسیاں بھی شریک ہوئیں۔

کنڑ کے دارالحکومت اسد آباد پر اسکڈ میزائلوں سے حملہ بھی اسی سازش کا حصہ تھا تاکہ مجاہدین کو عسکری لحاظ سے کمزور کیا جا سکے پھر یکے بعد دیگرے مجاہدین میں اختلافات کو ہوا دے کر کنڑ کے حالیہ واقعات میں خون ریزی کی گئی لیکن شیخ صاحب ہمت نہ ہارے اور اپنا مشن جاری رکھا۔

یہی وجہ ہے کہ طاغوتی طاقتیں شیخ جمیل الرحمٰن سے خوف زدہ تھیں' اور اس عظیم جرنیل کو راستے سے ہٹانا چاہتی تھی۔

شیخ شہید کا یہ عظیم کارنامہ تھا کہ روسی جارحیت اور مغربی شیطانیت کے سامنے مجاہدین کے ساتھ مل کر پوری پامردی اور جرات کے ساتھ سینہ سپر ہوئے اور ۱۹۸۸ء میں کنڑ کو آزاد کرا لیا اور پھر دو سال کے محدود عرصے ہی میں امارت اسلامی کے مکمل عملی نفاذ کو یقینی کر دکھایا۔

شیخ جمیل الرحمٰن کو ۳۰ تیس اگست کو جمعہ کے وقت باجوڑ ایجنسی کے صدر مقام خار میں ایک مصری باشندے عبداللہ رومی نامی شقی القلب نے' جو ایک مجلّہ میں صحافی بھی تھا گولیوں کی بوچھاڑ کر کے شہید کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شہادت کے وقت مولانا کی عمر ۵۳ ترپن سال تھی۔ اس لحاظ سے ان کی پیدائش تقریباً ۱۹۳۸ء بنتی ہے۔

شیخ شہید پوری دنیا میں دور حاضر کی اس لحاظ سے منفرد شخصیت کے حامل تھے کہ انہوں نے خالصتاً" کتاب و سنت پر مبنی حکومت کا نفاذ کیا۔

شہید افغانستان مولانا جمیل الرحمٰن افغانی کی نماز جنازہ ۳۱ اگست کو صبح ۸ بجے نئے امیر مولانا سمیع اللہ کی اقتداء میں ادا کی گئی۔۔۔ ع

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم

عبدالقدیر

جدید دنیا کی سیاسی ساخت، جغرافیائی تغیر، اور انقلاب انگیز مزاج میں جہاد افغانستان کے اثرات کو ہمیشہ بنیادی اہمیت حاصل رہے گی۔ مگر خود جہاد افغانستان کی تاریخ میں ۳۰ اگست ۱۹۹۱ء کو شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ امیر جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ افغانستان کی شہادت سے ناقابل تلافی نقصان کا دن تصور کیا جائے گا۔ شیخ جمیل الرحمٰن رحمہ اللہ ایک عالم ربانی تھے۔ ان کی ذات پر یہ مقولہ پوری طرح سجتا ہے۔ کہ موت العالم موت العالم

کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ وہ افغانستان کی ایک مختصر سی جماعت کے امیر تھے۔ وہ جہاد افغانستان کی کسی مسلمہ رجسٹرڈ پارٹی کے امیر نہ تھے۔ افغان مجاہدین کی بڑی پارٹیوں کی طرح افغانستان کے ہر صوبہ میں اس کے مجاہدین نہیں پائے جاتے۔ وہ بین الاقوامی سطح پر کسی کانفرنس میں شریک نہیں ہوئے اور نہ ہی جہاد افغانستان کے سلسلے میں منعقدہ اہم کانفرنسوں میں ان کی پارٹی کو کوئی اہمیت دی گئی تھی۔ ان واقعات سے جہاد افغانستان کے مطالعے کا شائق شاید یہی تاثر لے۔ مگر ایک محقق جب جہاد افغانستان کی موضوع پر تحقیق کرے گا تو اسے آغاز جہاد کی مرکزی شخصیت شیخ جمیل الرحمٰن رحمہ اللہ نظر آئیں گے۔ ان کی ذات تک صرف ان محققین کی رسائی ہو گی۔ جو ایک مسلمان کی زندگی میں قرآن و سنت کی بالادستی کی اہمیت کو سمجھتے ہوں اور جو قرآن و حدیث سے جلا پانے والے کی مومنانہ فراست اور وقتی مصلحتوں میں امتیاز کر سکتے ہوں۔

واقعی وہ افغانستان کے اہلحدیث مجاہدین کی ایک مختصر جماعت کے امیر تھے۔ مگر افغانستان کی سرزمین پر یہ شرف صرف ان کو حاصل ہے کہ استبدادی ادوار میں عقیدہ توحید سے افغان معاشرے کی اصلاح کا کام انہوں نے ہی شروع کیا۔

استبدادی دور میں آپ نے "امت مسلمہ" کے نام سے باقاعدہ ایک دینی تحریک کا آغاز کیا۔ وہ ولایت کنڑ میں خالص توحید کی بنیاد پر اتنا کام کر چکے تھے کہ جب ظاہر شاہی دور میں کمیونسٹوں اور مسلمان طلباء کے درمیان باقاعدہ جھڑپیں ہوئیں اور سردار داؤد کے استبدادی پنجے سے تنگ ہو کر یونیورسٹی کے طلباء سر چھپانے کے لئے گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے تو شیخ رحمہ اللہ کی پناہ میں آئے۔ سب سے پہلے سردار داؤد کے خلاف جہاد کا اعلان بھی کنڑ سے ہوا اور سب سے پہلے شیخ رحمہ اللہ کے شاگرد کے مقدس خون نے ہی سرزمین افغانستان کی مٹی کو عطر بیز بنایا اور یہ شیخ رحمہ اللہ ہی تھے جن کی مساعی جمیلہ سے قبائلی علماء نے سردار داؤد کے خلاف فتویٰ جاری کیا اور یوں قبائلی علاقہ جات میں نہتے مجاہدین کو علماء اور عوام کی حمایت حاصل ہوئی۔ سردار داؤد کے مظالم سے خوفزدہ طلباء نے شیخ کے

۳۰ اگست ۱۹۹۱ء کا دن افغان جہاد کی تاریخ میں ناقابل تلافی نقصان کا دن تصور کیا جاتا رہے گا

گرد حلقہ بنایا اور شیخ کی حوصلہ افزائی اور رفاقت سے وہ میدان جہاد کے گل سرسبد بنے۔

کنڑ سے ہی شیخ رحمہ اللہ کی قیادت میں جہاد شعلہ جوالہ بن کر ہر طرف پھیلا اور افغانستان کے مسلمان کمیونسٹوں پر ٹوٹ پڑے۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ بے سروسامانی کی حالت میں کنڑ سے ایک عالم ربانی کی قیادت میں برپاشدہ جہاد اور مجاہدین ساری دنیا کی توجہ کا مرکز بنتے گئے۔ مسلمانوں میں اسلامی اخوت اور یکجہتی کا ایسا جذبہ پیدا ہوا جسے دیکھ کر اسلام کے ابدی حریفوں نے جہاد افغانستان کے اثرات کو اپنے لئے مستقبل کا ایک چیلنج سمجھا۔

ہاں! وہ ایک بڑی پارٹی کے امیر نہ تھے کیونکہ وہ قرآن و سنت کے مطابق مکمل اسلامی اتحاد کے داعی تھے۔ انہوں نے "امت مسلمہ" کے نام سے قائم کردہ جماعت کو مجاہدین کی مشترکہ قیادت کی خاطر ختم کردیا تھا۔ وہ جماعت اور امیر جماعت کی التزام کو شرعی ضرورت سمجھتے تھے۔ اس کی خاطر محاذ کو چھوڑ کر پشاور آئے۔ جماعت قائم کی' امیر منتخب کیا اور پھر خود کوہستانوں میں جا کر الحاد کے خلاف مصروف جہاد ہو گئے۔ ان کی شخصیت مسلمہ تھی۔ سارے ان کے علم' تقویٰ' جرات' اور خدمات کے معترف تھے۔ جہاد کے فضائل سے واقف عالم ربانی اور کفر کے مقابلے میں صف اول میں لڑنے والے مجاہد کی آنکھوں میں مجاہدین کی سربراہی نہیں جچتی تھی۔ ان کے پیش نظر یہ حدیث مبارک تھی کہ "ہر چیز کا ایک نقطہ عروج ہوتا ہے اور اسلام کا نقطہ عروج جہاد ہے۔" وہ مسلم معاشرہ کا عقیدۂ توحید سے تزکیہ کرنا چاہتے تھے۔ جس کی سب سے پہلی شرط ہجرت ہے۔ ہجرت سے مسلمان دنیاوی آلودگی اور آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اللہ کے لئے سارے رشتے توڑ کر ہی مسلمان اصلی موحد بنتا ہے۔ جس کے سامنے یہ عظیم مقصد ہو۔ وہ کبھی بھی میدان جنگ پر کسی دوسرے مرتبے کو اہمیت نہیں دے سکتا۔ شہادت میں ان کو زندگی کی معراج نظر آتی تھی۔

انہوں نے جب دیکھا کہ جہادی قیادت کے شخصیات میں منقسم ہونے سے مجاہدین کے دھارے جدا ہو رہے ہیں تو آپؒ نے کئی سال تک دن رات مجاہدین کے اتحاد کے لئے کام کیا۔ احزاب کی آپس کی ناچاقی اور مشترکہ لائحہ عمل نہ ہونے سے جب آپ بددل ہو گئے تو آپ نے جہاد کے ساتھ ساتھ دوبارہ دعوت کی ضرورت محسوس کی اور جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے نام سے ایک جہادی اور دعوتی جماعت قائم کی۔ اس وقت آپ کے ساتھی مختلف احزاب کے امیروں کی حیثیت سے بین الاقوامی سطح پر بہت اہمیت اور نام اختیار کر چکے تھے مگر آپ نے ساری توجہ اس بات پر مرکوز کردی کہ مجاہدین' اسلامی جہاد کے تقاضوں کے مطابق تربیت اور کیمپوں میں مقیم مہاجرین قرآن و سنت کی روشنی میں نشوونما پائیں۔ آپؒ نے افغان جہاد کی خالص اسلامی شان کو برقرار رکھنے اور اسلامی مقاصد کے حصول کے لئے توحید اور جہاد کے دعوتی پہلو پر زیادہ زور دیا۔

آپ کی مساعی جمیلہ سے جہاد میں ایک نئی روح پیدا ہوئی۔ جس کا واضح ثبوت افغانستان کی سرزمین پر سب سے پہلے آزادشدہ صوبہ کنڑ میں اسلامی امارت کا قیام ہے۔۔

شیخ رحمہ اللہ بین الاقوامی سطح پر کانفرنسوں سے زیادہ مجاہدین کے آپس کے اتحاد کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ افغان جہاد کی کامیابی ان کا مقصد تھا مگر وہ یہ کامیابی قرآن و سنت کے مقررکردہ اصولوں کے مطابق حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ان کے سامنے معیار فتح نہ تھی۔ بلکہ ہر حالت میں قرآن و سنت کے اصولوں کی پیروی تھا۔ وہ ایسی شہرت نام و نمود اور کامیابیوں کے حق میں نہ تھے جو پیغمبر اسلام کے انقلاب سے انحراف پر مبنی ہوں۔ وہ ہر حالت میں قرآن و سنت کی پابندی اور اطاعت کو مومن کی شان سمجھتے تھے۔

آپ واقعی بظاہر بڑی پارٹی کے لیڈر نہ تھے مگر افغان جہاد میں آپ کی قرآن و سنت پر مبنی اسٹریٹجی کو دیکھ کر یہ واویلا کیوں مچایا گیا کہ "شیخ جمیل الرحمٰنؒ کی جماعت کو رجسٹرڈ نہ کیا جائے" مصلحتوں کے نام پر اسلامی شریعت سے سرمو منحرف ہونے کی

وہ ایک مسلمان کے لئے التزام جماعت کے بغیر زندگی گزارنے کو جاہلانہ زندگی تصور کرتے تھے

گنجائش نہ دیکھ کر آپ کو "ملائے خشک" اور "وہابی" کے طعنے دیئے جانے لگے۔

کنڑ میں مجاہدین کے اتحاد کی ہر سطح پر مخالفت کر کے اس وقت کی عبوری حکومت' امریکی سفیر رابرٹ اوکلے' اور اسلامی شریعت سے خوفزدہ عناصر امارت اسلامی کو ناکام بنانے کی سازشوں میں کیوں لگے رہے۔ وجہ یہ تھی کہ شیخ رحمہ اللہ بیک وقت دو محاذوں پر لڑتے تھے۔

(۱) کمیونسٹوں کے خلاف افغانستان میں آپ کے جو مجاہد برسرپیکار تھے' آپؒ درس قرآن سے ان کے سینے منور کرنے کے بندوبست کو لازم سمجھتے تھے۔

(۲) صوبہ سرحد کے مختلف شہروں اور کیمپوں میں مجاہدین اور شہداء کی اولاد' اور انصار و مہاجرین میں دعوت توحید عام کرنے کی فکر میں آپ نے عملاً ایسا بندوبست کیا کہ آپ کے مدارس سے بیک وقت ۳۲ ہزار طلباء علم حاصل کرنے لگے۔

آپ کی امتیازی خوبی یہ تھی کہ آپ جس طرح جہاد کے محاذ پر مجاہدین کی امداد کرنا اپنا فریضہ سمجھتے تھے اسی طرح دعوت کے میدان میں بھی ہر جگہ مسلمانوں کے لئے دینی تعلیم کا بندوبست کرنا لازمی سمجھتے تھے۔ دعوت کے بارے میں آپؒ کسی خطہ تک محدود نہ تھے آپ نے انصار و مہاجر علماء کے مراکز درس بنائے اور یوں دعوت توحید دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرنے لگی اور یہی بات جہاد کے اثرات سے خائف قوتوں کو کھٹکنے لگی۔ کیونکہ جہاد ایک ضرورت کے تحت ہوتا ہے۔ کفر کی شکست اور سدباب ہونے کے بعد جہاد کے حالات نہیں رہتے مگر دعوت کا کام خلافت الہیہ کی شاندار عمارت رحمت کا سنگ بنیاد ہے۔ آپ تو مسلمانوں کو قرآن و سنت سے مزین کرنا چاہتے تھے۔ مسلمان کی قرآن و سنت سے زیبائش کو کبھی کفر نے گوارا نہیں کیا۔

اگر ان حالات کو انسان سامنے رکھے تو حیران رہ جاتا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ کس دل گردے کے انسان تھے۔ جہاد کا آغاز آپ کی ذات سے ہوا۔ میدان جنگ میں مسلسل کئی سال تک خود مجاہدین کی قیادت کی۔ گرجتی توپوں میں بھی مجاہدین کو درس قرآن دینا نہ بھولتے تھے۔ آپ کے مدارس کے علماء اور طلباء کو زدوکوب کیا جاتا۔ جہاد کے بین الاقوامی فنڈ سے آپ کی کوئی اعانت نہیں ہوتی تھی۔ مگر آپ پارٹی سطح سے بالاتر ہو کر ہر کسی کی مدد کیا کرتے تھے۔ ان حالات میں جبکہ افغان عبوری حکومت میں آپ کی مخالفت شد و مد سے جاری تھی۔ آپ نے کنڑ میں شرعی امارت قائم کی' اور شرعی قوانین کے نفاذ سے کنڑ کو تھوڑے عرصہ میں مجاہدین کا ایک ناقابل تسخیر قلعہ اور محفوظ و مامون خطہ بنا دیا۔ امارت اسلامی کنڑ کو مخالفین نے علیحدگی کی کوشش قرار دیا۔ اس کی شرعی انتظامیہ کا ہر طرح سے مذاق اڑایا گیا مگر شرعی قوانین کے فیوض و برکات نے ثابت کیا کہ واقعی جب ایک مسلمان کے ہاتھوں میں اقتدار آتا ہے تو وہ سب سے پہلے خدا کی زمین پر خدا کے قوانین کو نافذ کرتا ہے۔ کیونکہ شرعی قوانین کے بغیر اگر مسلمان کا ایک سانس بھی گزرے تو اس کا وہ وقت جاہلیت کا لمحہ تصور کیا جائے گا۔ اسلام کے مخالف عناصر کو یقین تھا کہ اگر اسلامی شریعت کی یہ باد نسیم دوسرے صوبہ جات تک جا پہنچی تو پھر جہاد کے خلاف ان کی کوئی سازش کامیاب نہ ہو گی۔ شیخ رحمہ اللہ روسی افواج کے انخلا کے بعد اسلام دشمن قوتوں کے فریب کو اپنی مومنانہ فراست سے سمجھ گئے تھے کہ روس کی شکست کے بعد اسلام دشمن عناصر میدان جنگ میں مجاہدین کی قوت ایمانی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اب اسلامی جہاد کے اثرات کو مٹانے کے لئے' مذاکرات' وسیع البنیاد حکومت اور لویہ جرگے جیسی اصطلاحات' مجاہدین کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

مجاہدین کے درمیان پائی جانے والی معمولی رنجشوں' نسلی و لسانی تفرقوں او قبائلی تعصبات کو ہوا دے کر افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کو بے اثر بنائیں گے۔ افغانستان میں ان بنیادوں پر طویل خانہ جنگی پیدا کر کے لوگوں کو جہاد اور

ایک موحد مسلمان کے ہاتھ میں جب اقتدار آتا ہے تو وہ خدا کی زمین پر خدا کا نظام قائم کرنے میں دیر نہیں کرتا ہے

حرفِ خونچکاں

شیخ شہید کی شہادت پر موصول ہونے والے تعزیتی پیغامات میں سے چند ایک

شیخ جمیل الرحمٰن کی شہادت افغانستان کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔ شہید جمیل الرحمٰنؒ گلستان توحید کے ایک شگفتہ پھول تھے۔ انہوں نے اپنے مقدس خون سے گلشن توحید کو سینچا اور پندرہ لاکھ شہداً کے کارواں میں شامل ہو گئے۔ گلشن توحید کے اس پھول کی جدائی میں بلبلان توحید نے خون کے آنسو بہائے۔ عالم اسلام کے فرزندان توحید نے مختلف تعزیتی پیغامات میں اپنے جذبات و احساسات کا اظہار فرمایا۔

شیخ شہیدؒ کی شہادت کے ایک برس بعد ہم ان تعزیتی پیغامات میں سے چند ایک کو موقع کی مناسبت سے مجلّہ "دعوت" اردو میں پہلی بار شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

استاد برہان الدین ربانی (امیر جمعیت اسلامی افغانستان):

"افغانستان کے جہاد میں شہیدؒ کی خدمات فراموش نہیں کی جاسکتیں۔"

○

انجینئر محمد امین منصف:

"مولوی جمیل الرحمٰنؒ افغانستان کے اسلامی انقلاب اور اسلامی تحریک میں کفر اور دہریت کے خلاف عملی جہاد کے بانی تھے۔ وہ ایک عظیم قائد کی طرح ہر وقت جہادی سرگرمیوں میں مصروف عمل رہتے تھے اور ہر وقت میدان جہاد میں مجاہدین کے ساتھ عملی جہاد میں حصہ لیتے تھے۔"

جناب امداد اللہ ناظم جماعت اشاعۃ التوحید والسنہ صوبہ سرحد:

"جمیل الرحمٰنؒ کی شہادت عالم اسلام اور بالخصوص مجاہدین افغانستان کے لئے ایک عظیم المیہ ہے۔ شیخ جمیل الرحمٰن شہید کی صرف ایک تمنا تھی کہ پورے عالم میں اللہ کا کلمہ بلند ہو اور دین خداوندی کا غلبہ ہو۔"

☆

قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی پاکستان:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ شہید ان اولوالعزم مجاہدین میں سے تھے جنہوں نے افغانستان میں سب سے پہلے کمیونسٹوں کے خلاف عملی جہاد کا آغاز کیا۔ موصوف کی شہادت عالم اسلام کے

وہ ایک عظیم قائد کی طرح ہر وقت جہادی سرگرمیوں میں مصروف رہتے تھے

مجاہدین کے نام سے بیزار کرنے کی کوشش کریں گے۔ شیخ رحمہ اللہ وہ سارے خدشات حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئے۔ اسلام دشمن قوتوں نے افغانستان میں حقیقی اسلامی حکومت کی قیام کے مواقع گنوانے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا گیا۔ دشمنوں کی چالیں اتنی کامیاب نظر آتی ہیں۔ کہ آج افغان احزاب کی سب سے بڑی کمزوری ان کی آپس کی بے اعتمادی ہے اور اسی وجہ سے ان کے خلاف سازش کامیاب ہو رہی ہے۔ کنڑ میں امارت اسلامی کے قائم ہوتے ہی انہوں نے امارت اسلامی کے امیر کی حیثیت سے افغانستان کے سارے آزاد صوبہ جات کے مجاہدین سے اپیل کی تھی کہ وہ اپنے اپنے صوبہ جات میں متحدہ شرعی ادارے قائم کریں اور متحدہ جہاد کمانڈ تشکیل دیں اور مسلمانوں کے معاملات اور تعلقات کو قرآن و سنت کی روشنی میں استوار کریں۔

اگر آزاد خطوں میں اسلامی شریعت کو نافذ نہ کیا، تو جاہلی، لسانی اور نسلی تعصبات بیدار ہو جائیں گے اور یوں اسلام دشمن عناصر کو مجاہدین کی صفوں میں گھسنے کا موقع مل جائے گا۔

انہوں نے بار بار فرمایا اور مختلف احزاب کے مجاہدین سے مل کر ان کو یہی نصیحت کی کہ آزاد خطوں میں متحدہ شرعی ادارے قائم کرنا ان کی شرعی ذمہ داری ہے۔ اسلامی شریعت کے فیوض و برکات دیکھ کر عام مسلمانوں میں پورے افغانستان میں اسلامی حکومت قائم کرنے کی تڑپ اور زیادہ شدید ہو جائے گی، اسی طرح ہر صوبہ میں اسلامی ادارے کے تحت مجاہدین متحد ہو کر کابل میں فاتحانہ انداز میں داخل ہونے کے قابل ہو جائیں گے۔ آزاد صوبہ جات کے مجاہدین اور احزاب کے سربراہوں نے شیخ رحمہ اللہ کی اس اپیل پر کوئی توجہ نہ دی بلکہ جس صوبہ میں جتنے احزاب پائے جاتے تھے وہ اپنی اپنی پارٹی کو تقویت دینے کی فکر میں لگے رہتے تھے اور یوں باوقار طریقے سے کابل فتح کرنے کے شرعی، روحانی اور مادی اسباب فراہم ہونے کا زریں موقع کھو دیا۔

جہاد افغانستان کا مورخ ہمیشہ شیخ رحمہ اللہ کی مومنانہ فراست کی داد دے گا۔ اسلام پر ان کے پختہ عقیدہ و ایمان کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے گا آپ نے محدود خطے پر ہی سہی، جیسے ہی موقع ملا شرعی امارت قائم کر کے یہ سچ کر دکھایا۔ کہ

"ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین"

کاش افغان احزاب اور آزاد صوبہ جات کے مجاہدین شیخ جمیل الرحمٰنؒ کے فارمولا پر عمل کرتے اور آج آزاد ہونے کے بعد کابل کے دگرگوں حالات سے دوچار نہ ہوتے اور غیروں کو بھی مجاہدین پر انگلیاں اٹھانے کا موقع نہ ملتا اور اب تک افغانستان میں اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہوتی۔

اب بھی وقت ہے صرف اسلامی اصولوں پر عمل کرنے سے ہی مسلمانوں کے مصائب ختم ہو سکتے ہیں اور اعتماد بحال ہو سکتا ہے۔

جب تک عمر عزیز نے مہلت دی شیخؒ نے اسلام کے لئے جہاد کیا آزاد خطہ کنڑ پر اسلام کا پھریرا لہرایا۔ شیخ رحمہ اللہ امام الجہاد تھے، عالم ربانی تھے، ترجمان القرآن والحدیث تھے، داعی الی اللہ تھے، یتیموں بے کسوں کے سہارا تھے۔

آپ نے جس طرح اور جن حالات میں دعوت اور جہاد کا آغاز کیا، مخالفتوں کا سامنا کیا، نامساعد حالات میں اسلامی مشن کو جاری رکھا اور موقع ملنے پر اپنوں اور غیروں کی مخالفت کے باوجود کنڑ میں امارت اسلامی قائم کی وہ قرآنی بشارتوں اور صداقتوں پر غیرمتزلزل ایمان اور یقین کے بغیر کیسے ممکن تھا۔ امارت اسلامی کا قیام آپؒ کی زندگی کا وہ زریں کارنامہ ہے جو اسلامی تاریخ کے مشاہیر میں آپؒ کو منفرد مقام عطا کرتا ہے۔ شرعی قوانین کے نفاذ کی برکات دیکھ لینے کے بعد افغان عوام افغانستان میں اسلامی حکومت سے کم پر کسی طرح راضی نہیں ہوں گے۔

بے شک آپ اللہ کے لئے جئے اور اللہ کے لئے شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے۔ آمین

آپؒ ہر طرح کی مخالفت کے باوجود صرف قرآنی صداقتوں پر یقین کے باعث "امارت اسلامی" قائم کر سکے

افغان جہاد کی رُوح رواں

امام الجہاد شیخ جمیل الرحمن رحمہ اللہ شہید

محمد ہاشم

دنیا کی سیاسی و جغرافیائی تشکیل نو میں جہاد افغانستان ایک طویل عرصے تک مؤرخ کا خاص موضوع رہے گا۔ عالم اسلام اپنے مستقبل کے تعین کے لئے جہاد افغانستان سے رہنمائی لے گا۔ طاغوتی طاقتیں' ایمان ویقان کی اس غریب و سادہ و رنگین داستان کو امت مسلمہ کی نگاہ سے اوجھل کرنے کے لئے اپنے تمام شیطانی افکار اور قوتوں کے ساتھ مصروف عمل رہیں گی۔ اسلام اور کفر کی آویزش کا یہ سلسلہ چلتا رہے گا' لیکن جہاد افغانستان اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا مرکزی منبع تصور ہو گا۔ اثرات و نتائج کے لحاظ سے اس عظیم اسلامی جہاد کی تاریخ میں ۳۰/ اگست ۱۹۹۱ء جمعتہ المبارک کا دن نہایت بد قسمتی کا دن تصور کیا جائے گا کہ اس دن افغان جہاد کے حقیقی بانی' ایک عالم ربانی امام الجہاد مؤسس جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ اور امارت اسلامی کنڑ (افغانستان) کے سربراہ شیخ جمیل الرحمنؒ ایک شقی القلب' استعماری ایجنٹ کے ہاتھوں قریباً ایک بجے جام شہادت نوش کر کے دار فانی سے رحلت کر گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**○

مجاہدین اسلام ایک عالم ربانی کی قیادت سے اس وقت محروم کر دیئے گئے جب اسلامی جہاد کے مقاصد کے حصول کا وقت تھا۔ انھوں نے تنہا جہاد کا آغاز کیا اور اپنی پیہم کوششوں سے جہاد کو شعلہ جوالہ بنا کر ہر سو کوہساروں پر مجاہدین کے لشکر ہی لشکر کھڑے کر دیئے تھے۔ افغانوں کی قوت ایمانی نے ساری دنیا سے داد شجاعت حاصل کی آج افغانستان میں جہاد اسلامی کے مقاصد و اثرات کو بار آور دیکھنے کے متمنی مخلص مسلمان شدت سے ان کی کمی محسوس کر رہے ہیں۔

وہ قرآن و سنت کے ایک متبحر عالم باعمل تھے۔ وہ امامت صغریٰ سے امامت کبریٰ تک کی ذمہ داریوں کو نباہنے کی پوری صلاحیتوں سے مزین تھے' یہ محض عقیدت ہی نہیں بلکہ حقیقت کا بھی اظہار ہے۔ اس درویش خدا مست کے بچپن سے شہادت تک کی زندگی کے شب و روز اور نشست و برخاست کا مطالعہ کیا جائے تو تاریخ کا یہ اصول غلط نظر آئے گا کہ شخصیات تاریخ کی پیداوار ہوتی ہیں بلکہ صدق دل سے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ عالم اسلام کے اس بطل جمیل و جلیل کا شمار ان شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں تاریخ کا دھارا بدل دیا۔ تاریخ میں اسلامی تہذیب و تمدن کو ترقی اور فروغ دینے میں باکمال شخصیات کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ہر ایک اپنے مخصوص میدان میں روشنی کا مینار ہے۔ مگر ایسی شخصیت خال

طاغوتی طاقتیں ایمان کی دولت کو امت مسلمہ کی نگاہ سے اوجھل کرنے کے لئے مصروف عمل ہیں

خال نظر آتی ہے جو مفسر قرآن بھی ہو اور شارح حدیث بھی' جو اسلامی افواج کا جرنیل بھی ہو اور پا پیادہ مجاہد اسلام بھی' جو پہاڑی گوریلا بھی ہو اور پہاڑوں میں مجاہدین کا تزکیہ درس قرآن سے بھی کرتا ہو۔ عقیدۂ توحید سے اصلاح معاشرہ بھی کر رہا ہو اور قرآن و حدیث کے مراکز قائم کر کے ۳۲ ہزار طلبا کو قرآن و حدیث کی روشنی سے منور بھی کر رہا ہو۔ جس وقت علماء اپنے اپنے فقہی مسلک کی افضلیت ثابت کرنے میں کوشاں رہے ہوں وہ امت مسلمہ کے امراض کا علاج قرآن و حدیث کے تریاق سے کر رہا ہو۔

علماء اور طلبا کا قدر دان' مسلمانوں کے لئے سراپا احترام' مجاہدین کے لئے سراپا نیاز' یتیموں اور بیواؤں کا سرپرست' ہر

> آپؒ کی تحریک وقتی مصلحتوں اور سیاسی آمیزش سے اس لئے محفوظ ہے کہ اس کی بنیاد عقیدہ توحید پر استوار ہے

نیک کام کا حمایتی اور تصدیق کرنے والا' ہر بدی کو صرف جھٹلانے والا ہی نہیں بلکہ عملاً اس کے خلاف برسرپیکار' مال و دولت کے خزانے اس پر برس رہے تھے اور یہ بندہ خدا دونوں ہاتھوں سے انہیں لٹا رہا تھا۔ یہ مرد درویش ایسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوا کہ بخدا اپنی اولاد کے لئے دس روپے تک بھی نقد ترکے نہیں چھوڑنے۔ اس کی اولاد یتیم بھی ہے اور مسکین بھی۔ وہ نہایت شفیق باپ ہی نہیں ایک مہربان شوہر بھی تھا۔ جہاد کی مصروفیات کی وجہ سے رات گئے سوتے بچوں کا ماتھا چوم کر پیار کیا کرتا تھا۔

وہ جہاد کے بانی تھے' اللہ کے لئے گھربار چھوڑا تو اس طرح کہ زندگی کا لمحہ لمحہ اسلام کے لئے وقف کر دیا وہ علامہ اقبال کے اس شعر کے مصداق تھے کہ

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
تدبیر میں' تقدیر میں اللہ کی برہان

آپ کی محفل سے مشرف لوگ اب بھی وہ تڑپ محسوس کر رہے ہیں جو ایک عالم ربانی اور ایک اللہ کی محفل میں ایک مسلمان فیوض و برکات کی صورت میں محسوس کرتا ہے۔ آپ کا سب سے بڑا وصف قرآن و حدیث پر سختی سے کاربند رہنا اور قرآنی بشارتوں اور وعیدوں پر غیر متزلزل یقین تھا۔ آپ کی تحریک اور راہ عمل کا یہ امتیاز ہمیشہ نمایاں رہے گا کہ آپ نے معاشرے کی اصلاح کا کام عقیدۂ توحید سے شروع کیا یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریک وقتی مصلحتوں اور سیاست کی آمیزش سے محفوظ ہے۔ عالم اسلام میں بہت سی تحریکیں سرگرم عمل ہیں۔ مگر وہ وقتی مصلحتوں اور سیاسی اتار چڑھاؤ کا اس قدر ساتھ دیتی ہیں کہ وہ مغربی انداز سیاست کی دلدادہ سیاسی پارٹیوں کے مشابہ لگنے لگتی ہیں۔ شیخ رحمتہ اللہ نے اپنے لئے انبیاء علیہم اسلام کا مشن منتخب کیا تھا۔ ایک اسلامی تحریک کا بنیادی مقصد عقیدہ توحید کے ذریعے اصلاح معاشرہ ہونا چاہئے۔ توحید کے راستے کے مسافروں کی تاریخ جتنی دلکش ہے اتنی ہی خونچکاں بھی ہے۔ مگر شیخ رحمہ اللہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنے اور پرایوں کے سہتے ہوئے اس راستے پر چلتے رہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کو تقویت' کامیابی اور نجات کا راستہ قرآن و حدیث ہی سے مل سکتا ہے۔ چاہے اس راستے میں قدم کتنا ہی جاں لیوا اور بوجہل کیوں نہ ہو۔ رب کعبہ کی قسم! یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس مضمون کے ذریعے ہم ایک شخصیت کی نہیں بلکہ قرآن و حدیث کے فیوض و برکات کی داستان سنا رہے ہیں۔

دنیا کے انتہائی پسماندہ خطہ افغانستان میں فلک بوس پہاڑوں میں گھرے ہوئے اور دریائے کنڑ کے کنارے واقع

> عالم اسلام کی بہت سی تحریکیں وقتی مصلحتوں کا شکار ہو کر مغربی انداز سیاست اپنا لیتی ہیں

موضع ننگلام میں آج سے ۵۲ سال قبل ایک مذہبی گھرانے میں ایک خوبصورت سرخ و سفید بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ پڑھنے کے قابل ہوتا ہے تو عالم و فاضل چچا اسے ابتدائی کتابیں پڑھاتا ہے۔ چچا کا اپنا بیٹا مولوی عبدالوکیل اپنے باپ سے احتجاج کرتا ہے کہ آپ "اپنے بیٹے سے زیادہ اسے پیار اور زیادہ حجت کرتے ہیں اور مجھے اچھا نہیں سمجھتے۔" باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ "بیٹے! جمیل الرحمٰن ہمارے خاندان کا نام روشن کرے گا۔ اس بچے میں مجھے ایسے آثار نظر آتے ہیں کہ یہ حقیقی عالم دین بنے گا، محنتی ہے، لعو و لعب میں وقت نہیں گزارتا۔ اس بچپنے میں تعلیم کے ساتھ اس کے تقویٰ و عبادت کی حالت قابل رشک ہے۔"

اس کے بعد کنڑ کے مرکز اسد آباد میں مولوی عبدالمنان کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کرتے ہیں۔ قابل استاد نے بہت جلد اپنے نونہار طالب علم کو مشورہ دیا کہ وہ مزید تکمیل علوم کے لئے پاکستان چلا جائے۔ آپ نے باجوڑ، سوات اور چارسدہ میں تحصیل علم کی۔ پنج پیر میں شیخ القرآن مولانا طاہر اور راولپنڈی میں مولانا غلام اللہ خاں سے درس قرآن کا شرف بھی حاصل کیا۔ دارالعلوم چارسدہ کے مولوی عبدالرحمٰن جو اہل حدیث تھے، آپ ان کی شخصیت سے بہت متاثر تھے۔ پاکستان سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد عازم وطن ہوئے۔ افغان معاشرہ مطلق العنانیت اور روس کے ساتھ افغان حکومت کے بڑھتے ہوئے مراسم کا مطالعہ کرتے رہے۔ پھر عازم قندھار ہوئے۔ وہاں کے اہل علم طبقہ نے آپ کے علم و فضل دیکھ کر آپ کو مجبور کیا کہ آپ قندھار میں درس قرآن پڑھائیں۔ اس طرح آپؒ نے وہاں تین سال تک مسلسل تشنگان دین کو قرآن سے سیراب کیا۔ لیکن آپ خود بے چین رہتے تھے کہ اسلامی دنیا کے ساتھ عموماً اور پاکستان کے ساتھ خصوصاً افغان حکومت کے تعلقات سرد مہری پر مبنی ہیں۔ بھارت اور روس کے ساتھ روز بروز تعلقات اور مراسم بڑھ رہے ہیں۔ خصوصاً ظاہر شاہی مطلق العنانی کے دور میں حجاب اور دیگر اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔ آپ کی مالی حالت لکڑی کی تجارت کا پیشہ اپنانے کی وجہ سے بہت مستحکم تھی مگر آپؒ نے تجارت ترک کر کے عقیدۂ توحید کے ذریعے اصلاح معاشرہ کا کام شروع کیا۔

کنڑ کے سرکردہ علماء پر مشتمل "امت مسلمہ" کے نام سے تحریک موحدین کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ افغانستان کی تاریخ کی اولین تنظیم تھی۔ جس نے عقیدہ توحید سے مسلم معاشرے کی اصلاح کا آغاز کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اپنے پرائے اور حکومت وقت مخالفت پر اتر آئی۔ جن لوگوں کی خاندانی عظمت جاہل معاشرے کی رسومات اور بدعات پر قائم تھی، جب وہ کسی صورت بھی شیخ صاحبؒ کے ساتھ مصالحت کرنے پر آمادہ نہیں تھے تو ایک مطلق العنان حکومت آپ کو کیسے برداشت کرتی۔

تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں نہایت سرکش اور جابر لوگ گزرے ہیں دنیا ان کے ظلم اور جبر کے آگے بے بس ہو کر سب کچھ سہتی رہی۔ مگر توحید کا نعرہ لگانے والا اکیلا اٹھا تو خدا کے منکروں، ظالموں اور جابروں کے محلات تک لرز اٹھے اور آج ان کی بستیاں عبرت کا نشان ہیں۔ **وما قوم لوط منکم بعید** ○

حکومت وقت یہ کب برداشت کر سکتی تھی کہ موضع ننگلام کا ایک مسکین موحد حکومت کی داخلی اور خارجی پالیسیوں کو اسلام کے منافی قرار دے۔ حکومت نے اس جرءت مومنانہ کو پاکستانی ایجنٹ، وہابی اور پنج پیری کے الزام لگا کر سزا دی اور آئے دن گورنر چاغہ سرائے (اسد آباد) کے دفتر میں آپ کی پیشی ہوتی تھی۔

جب روس کے ساتھ بڑھتے ہوئے مراسم نے بازاروں، درسگاہوں اور سرکاری دفاتر میں اپنا رنگ جمانا شروع کیا تو اسلام کے ساتھ لگاؤ رکھنے والے طلبہ نے جلوس نکال کر احتجاج شروع کر دیا تو اس وقت شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے معاشرے کی اصلاح اس حد تک کر دی تھی کہ کنڑ کا ہر باشندہ اسلام کی

جن لوگوں کے خاندانی شرف اور عظمت معاشرے کے بدعات اور رسومات پر قائم تھی وہ آپؒ کے مخالف ہو گئے

بالادستی کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار تھا۔

ظاہر شاہ کا تختہ الٹنے کے بعد سردار داؤد برسراقتدار آیا تو اس نے بھی استبداد کا ہر نسخہ آزمایا اور اسلام پسند طلبا پر تشدد کرنا شروع کر دیا۔ سردار داؤد کے خوف سے کابل یونیورسٹی کے اسلام پسند طلبا کابل چھوڑنے پر مجبور ہوئے تو کنڑ میں شیخ جمیل الرحمٰنؒ کی پناہ میں آ گئے۔ اسی اثناء میں آپؒ نے کنڑ سے ملحقہ قبائلی علاقہ جات دیر، باجوڑ اور مہمند ایجنسی اور علماء کرام سے رابطہ کیا اور ان سے افغانستان کے حالات اور روس کے بڑھتے ہوئے اثرات و نتائج پر بحث کر کے جہاد شروع کرنے کے بارے میں ان کی حمایت حاصل کی۔ سردار داؤد کے دور میں کنڑ کے علماء نے آپؒ کی سرکردگی میں جہاد کا فتویٰ صادر کیا۔

> آپ نے امت مسلمہ کے مفاد کے لئے "امت مسلمہ" کو معطل کر کے عملی جہاد کی قیادت کی

سب سے پہلے آپؒ کے ایک شاگرد صدیق اللہ نے افغانستان کی سرزمین پر اسلام کی حکومت بحال کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اور یوں افغانستان میں عملاً جہاد کا آغاز ہو گیا۔ جہاد کے خطرے کو محسوس کرتے ہوئے روس اپنے پسندیدہ سردار داؤد کو انقلاب ثور کے نام سے کچل کر نور محمد ترہ کئی کو برسراقتدار لایا اور یوں روس کے ساتھ بڑھتے ہوئے مراسم سے شیخؒ کو خطرات لاحق تھے وہ سچ ثابت ہوئے۔ کمیونسٹ فوج سرزمین افغانستان کے میدانوں، کوہساروں اور ڈھلوانوں کو روندتی ہوئی مارچ کرنے لگی اور روس اپنی سپر طاقت کے زعم اور قہر سامانیوں کے ساتھ وارد ہوا۔ اپنی قوت کا ہر حربہ آزماتے ہوئے وحشت و بربریت کے وہ مظاہرے کئے کہ آزاد دنیا چیخ اٹھی اور یوں کائنات کا ذرہ ذرہ افغان مجاہدین کا ہمنوا ہو گیا۔ ۲۰ر اپریل ۱۹۷۹ء میں ترہ کئی کی حکومت میں کنڑ کے دارالحکومت اسد آباد کے مضافات میں روسی بمباروں نے اس قدر بمباری کی کہ سارا علاقہ کھنڈرات کا ڈھیر ہو گیا اور اجتماعی طور پر گیارہ سو افراد زندہ درگور ہو گئے۔

ان حالات میں شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ نے "امت مسلمہ" کے نام سے قائم تنظیم کو معطل کر کے عملی جہاد میں مجاہدین کی مسلسل چار سال تک قیادت کی اور افغانستان کے تمام صوبوں میں جہاد کو وسعت دی اور یوں روسی ہر طرف سے نرغے میں آ گئے۔

شہید شیخ جمیل الرحمٰنؒ اس لحاظ سے افغان جہاد کے بانی اور امام الجہاد کہلاتے ہیں کہ:

۱۔ سب سے پہلے انہوں نے دینی تحریک شروع کی اور عقیدہ توحید سے اصلاح معاشرے کا کام شروع کیا۔

۲۔ حکومت کی خارجہ اور داخلہ پالیسی پر برملا تنقید آپؒ نے شروع کی۔

۳۔ کابل یونیورسٹی کے اسلام پسند طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ آپؒ کا رابطہ تھا۔

۴۔ جب کابل میں اسلام پسند طلبہ کا رہنا دشوار ہوا تو آپ نے سب کو پناہ دی۔

۵۔ آپؒ نے افغانستان میں جہاد کی ضرورت کے بارے میں علماء کو قائل کیا۔

۶۔ آپؒ نے سب سے پہلے کنڑ سے جہاد کا فتویٰ صادر کیا۔

۷۔ آپؒ نے ہی نے جہاد کا آغاز کیا اور سب سے پہلے آپ ہی کا شاگرد شہید ہوا۔

۸۔ آپؒ ہی کنڑ میں پناہ لینے والے مجاہدین کے مصارف برداشت کرتے تھے اور ان کے کپڑے تک اپنے گھر میں دھوتے تھے۔

۹۔ آپ نے خود مجاہدین کی قیادت کی اور افغانستان کے جہاد کو

سردار داؤد کے تشدد سے کابل یونیورسٹی چھوڑ کر آنے والے طلباء کے لئے کنڑ آخری پناہ گاہ ثابت ہوئی

کنڑ سے دوسرے صوبہ جات تک وسعت دینے میں آپ کی جہادی قیادت کا بہت بڑا حصہ ہے۔

۱۰۔ آپؒ کی کوششوں سے پشاور میں بیٹھے ہوئے اعلیٰ افغان راہنماؤں نے "حزب اسلامی" نامی تنظیم قائم کی اور قاضی امین اس جماعت کے پہلے سربراہ مقرر ہوئے۔

۱۱۔ آپؒ نے اتحاد کے لئے اپنی جماعت کو اس جماعت میں مدغم کیا اور زندگی کے آخری ایام تک اتحاد پر زور دیتے رہے۔

۱۲۔ کنڑ میں آپ کی تحریک اور ذات کی وجہ سے ہی اسلام پسندوں کو تقویت ملی اور وہ جہاد کے لئے منظم ہوئے۔ آپؒ کنڑ میں "امت مسلمہ" کے نام سے تحریک نہ چلاتے تو کنڑ سے جہاد کا آغاز ممکن نہ تھا۔ یہ آپ کی ذات اور 'امت مسلمہ' کی برکت تھی کہ اسلام سے لگاؤ رکھنے اور کمیونزم کے خلاف فیصلہ کن اقدام کرنے والوں کو کنڑ کی سرزمین راس آئی۔

کنڑ ہی سے جہاد کا آغاز ہوا۔ روسی تسلط سے سب سے پہلے آزاد ہونے والا صوبہ بھی یہی تھا۔ سب سے پہلے آپؒ کی سربراہی میں 'امارت اسلامی' کے نام سے اس آزاد خطہ پر اسلامی شریعت کے قوانین نافذ ہوئے اور اسی خطہ کے لوگوں نے اسلامی شریعت کے آگے سر تسلیم خم کیا۔

مندرجہ بالا شواہد اور دلائل کی بناء پر ہم بلا خوف تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیخ رحمہ اللہ افغانستان میں جہاد کے بانی تھے اور انہی کی ذات حقیقی معنوں میں امام الجہاد کہلانے کی مستحق ہے۔ ان خدمات کی وجہ سے تاریخ اسلام کی ممتاز شخصیات میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انشاء اللہ ان کا نام علماء' صلحاو اور شہداء کی فہرست میں شامل ہو گا۔ جن کو بقول حافظ ابن قیمؒ **یدعی عظیم فی ملکوت السموت** کے نام سے پکارا جائے گا۔

جماعت الدعوت الی القرآن والسنہ کا قیام

مروجہ تصور کے مطابق تحریک چلانے سے شیخ رحمہ اللہ کے سیاسی عزائم نہیں تھے۔ وہ قرآن و سنت کی حاکمیت کے متمنی تھے اور قرآن و حدیث کے داعی تھے۔ وہ انسان کو انسانوں اور رسوم و رواج کی غلامی سے چھڑا کر اسلام کی پناہ میں لانا چاہتے تھے۔ان کو اس بات سے بہت دکھ ہوتا تھا کہ مسلمانوں کی سرزمین پر مسلمانوں کے شب و روز اسلامی ضابطوں کی بجائے طاغوتی قوانین اور رسومات میں گزریں۔ اس لئے اصلاح امت کے لئے انہوں نے انبیاء کے طریقہ کار کو اپنایا۔ 'امت مسلمہ' کے نام سے علماء کرام کو منظم کیا اور عقیدہ توحید سے اصلاح معاشرہ کا آغاز کیا۔ جب افغانستان میں شیخ کی جدوجہد سے عملاً جہاد کا آغاز ہوا تو آپ نے "امت مسلمہ" کو معطل کر کے حزب اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ بعد میں مجاہدین کی یہی واحد جماعت دن بدن نئی نئی جماعتوں میں منقسم ہوتی گئی اور یوں سات پارٹیاں بن گئیں۔ جب آپؒ اتحاد سے بالکل مایوس ہو گئے تو آپ نے اصلاح احوال کے لئے جہاد کے ساتھ دعوت کی ضرورت شدت سے محسوس کی اور جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے نام سے اپنی الگ جماعت قائم کی۔

اس جماعت کی تشکیل کے بعد آپ نے مہاجر کیمپوں اور صوبہ سرحد کے اہم شہروں میں دینی مدارس کھولے۔ سینکڑوں مساجد میں باقاعدہ درس قرآن کا بندوبست کیا۔ علماء کرام سے وسیع رابطے کی مہم شروع کی۔ ان پر درس قرآن و حدیث کی اہمیت اجاگر کی۔ آج بھی آپؒ کے قائم کردہ مدارس میں ۳۲ ہزار طلباء زیر تعلیم ہیں۔ آپؒ کے مدارس کے فارغ التحصیل طلبا اعلیٰ تعلیم کے لئے سعودی عرب کی متعدد یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں۔ دعوت کے میدان میں آپ کے قائم کردہ دینی مراکز سے یقیناً افغانستان تو کیا سارے عالم اسلام کی فضا معطر ہو گی۔ آپ سے پاکستان کے دینی مدارس کے علاوہ انفرادی طور پر جس عالم نے بھی درس قرآن جاری کرنے کی خواہش کا اظہار کیا' آپؒ ہر طرح سے اس کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ آپ مجاہدین کے تزکیہ و تربیت کے لئے سیمینار منعقد کیا کرتے تھے۔

احزاب کے اتحاد سے مایوس ہو کر آپؒ نے جہاد کے ساتھ ساتھ دعوت کا کام پھر شروع کر دیا

جہاد کے محاذ پر آپؒ نے قرآن و حدیث پڑھانے کا اہتمام کیا تھا۔ مجاہدین کے بارے میں آپ پارٹی سطح سے بالا تر تھے۔ مجاہد کا تعلق خوہ کسی پارٹی سے ہوتا آپؒ اس سے نہایت شفقت سے پیش آتے اور ضرورت کے وقت اس کی دل کھول کر اعانت فرماتے مگر اس کو جہاد کے اسلامی اصولوں پر سختی سے عمل کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ محاذ جہاد پر اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کے مرتکب افراد کو آپ کا سامنا کرنے کی جرءت نہیں ہوتی تھی۔

الغرض جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ ایک نوزائیدہ جماعت تھی مگر قرآن و حدیث کی داعی ہونے کی وجہ سے اہل علم کی جماعت بن گئی۔ افغان مجاہدین اور پاکستان کے علماء میں

> **امارت اسلامی کے قیام کے کارنامے کی وجہ**
> **سے تاریخ میں شیخ رحمہ اللہ کا نام ہمیشہ**
> **عقیدت واحترام سے لیا جاتا رہے گا**

ان کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس جماعت نے ایک عام مسلمان، علماء اور طلباء کو ایک نیا ولولہ دیا۔ جس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب متحدہ اسلامی ادارے کی تشکیل کے لئے کنڑ میں مقیم تمام احزاب کے درمیان انتخابات ہوئے تو اس میں جماعت الدعوۃ الیٰ القرآن والسنہ کو بھاری اکثریت حاصل ہوئی۔ اور 'امارت اسلامی' کے نام سے کنڑ کے آزاد خطہ پر اسلامی شریعت کی حاکمیت قائم ہوئی۔ شیخ جمیل الرحمٰن اس اسلامی حکومت کے پہلے سربراہ مقرر ہوئے۔ آج جماعت الدعوۃ ایک بین الاقوامی شہرت کی حامل جماعت ہے۔ اسلامی دنیا کے ہر ملک کے موحدین کا اس کے ساتھ رابطہ ہے۔ یورپ اور امریکہ میں مقیم اور زیر تعلیم طلبہ ان ممالک میں جماعت الدعوۃ کے تحت اسلام کی قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جماعت الدعوۃ کی بنیاد وقتی ضروریات پر نہیں بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضوں پر رکھی گئی ہے۔ یہ دیگر سیاسی جماعتوں کی طرح اقتدار کی حرص سے آزاد قرآنی صداقتوں پر استوار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ **ان العاقبہ للمتقین**۔

امارت اسلامی کا قیام

شیخ جمیل الرحمٰنؒ کی ساری زندگی اسلام کے لئے وقف تھی۔ 'امارت اسلامی' کا قیام ان کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس کا ذکر جہاد افغانستان کی تاریخ میں ہمیشہ عقیدت اور احترام سے لیا جائے گا۔ امارات اسلامی کے قیام سے اسلام سے شیخؒ کی وابستگی اور خلوص کا اظہار ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کا دل بے اختیار گواہی دیتا ہے کہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا یہ عظیمؒ مجاہد صرف رضائے الٰہی کا طالب تھا۔ اسلام کے لئے مصائب برداشت کئے، ہجرت کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اپنا گھر بار لٹایا۔ جب موقع ملا تو آزاد خطہ میں اسلامی ادارہ تشکیل دے کر وہاں کے باشندوں کو اسلامی شریعت کا تحفظ دیا کہ زمین شہداء پر صرف اسلامی شریعت کی حاکمیت ہی زیب دیتی ہے۔ کوئی دوسری طرز حکومت سرزمین شہداء کی توہین ہی نہیں بلکہ اللہ کے غضب کو للکارنے کی جاہل فکر بھی ہے۔

افسوس کہ اس وقت کی افغان عبوری حکومت نے اس اسلامی ادارے کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور کنڑ میں اسلامی شریعت کے تحت مسلمانوں کے تحفظ اور امن کو علیحدگی کی کوششیں سے بدنام کرتی رہی۔ افغان احزاب میں اتحاد فکر کا کوئی رشتہ موجود نہ تھا سوائے اس شرعی ادارے کی مخالفت کے۔ مہاجرین، مجاہدین، پاکستان اور باہر کی دنیا میں اس شرعی حکومت کو بدنام کرنے کے لئے سارا زور صرف کر دیا گیا۔ مغربی

شہداء کی سرزمین پر صرف اسلامی شریعت کی حاکمیت ہی زیب دیتی ہے

ذرائع ابلاغ اور امدادی ایجنسیوں نے بھی اس ادارے کو خوب نشانہ بنایا مگر خدا کے فضل و کرم سے مخالفت کے باوجود امارت اسلامی اب تک قائم ہے اور یہی امارت اسلامی کی برکت ہے۔ ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ افغانستان کی سرزمین پر صرف وہ لوگ اور جماعت برسر اقتدار رہ سکے گی جو افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے مخلص ہو گی۔ اسلام کے ساتھ غیر مخلص عناصر کے لئے افغانستان کے اقتدار اور سیاست میں کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔

افغانستان کے مسلمان سوال کرتے ہیں کہ امارت اسلامی کو کوسنے والے خود افغانستان میں ابھی تک اسلامی شریعت نافذ کرنے میں کامیاب کیوں نہیں ہوئے۔ عامتہ المسلمین کے عطیات سے چلنے والی جماعت نے کنڑ میں اسلامی ادارہ قائم کر کے دکھا دیا مگر بین الاقوامی امداد اور وسائل سے استفادہ کرنے والی بڑی بڑی جماعتیں افغانستان کے مسلمانوں کو پرامن اسلامی حکومت کیوں نہیں دے سکیں۔

پرامن اسلامی افغانستان بنانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ افغان احزاب کے زعماء اقتدار کی بجائے قرآن و سنت کے تقاضوں کے مطابق اتحاد قائم کریں اور کرسی کی بجائے رضائے الٰہی کو مقصود ٹھہرائیں۔ کیمونزم کے خاتمے کے بعد افغان احزاب کے درمیان دلوں میں کدورت اور پرامن اسلامی افغانستان بنانے میں رکاوٹ اس بات کی غماز ہے کہ افغان راہنماؤں کو اپنی ملت کے چودہ سالہ مصائب کا احساس نہیں اور وہ چودہ لاکھ شہداء کے ایثار کو بھول بیٹھے ہیں۔ بیواؤں اور یتیموں کی آہیں سننے سے ان کے کان معذور ہیں۔ دنیا بھر میں پائے جانے والے افغان جہاد کے حامیوں اور انصار کی ہمدردیوں کا انہیں کوئی پاس نہیں۔

بصیرت مومن

جب شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ نے امارت اسلامی کنڑ کے پہلے سربراہ کی حیثیت سے شرعی ذمہ داریاں سنبھالیں تو افغانستان کی اس وقت کی عبوری حکومت کے دعویٰ کے مطابق افغانستان کے نوے فیصد رقبے پر مجاہدین کا کنٹرول تھا مگر اس کے باوجود عبوری حکومت کو افغانستان میں منتقل ہونے کی توفیق نہیں ملی۔ وہ کہیں بھی شرعی ادارہ قائم نہ کر سکی اور نہ عبوری حکومت کے تحت جہاد کا منظم و متحدہ منصوبہ پیش کر سکی۔ عبوری حکومت میں شمولیت کے باوجود افغان احزاب میں فکر و اتحاد کی رمق موجود نہیں تھی اور مجاہدین سخت مایوسی سے دوچار تھے۔

ان حالات میں شہید شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے سارے آزاد صوبوں کے مجاہدین سے اپیل کی کہ جہاں جس پارٹی کی اکثریت ہے وہ دوسرے احزاب کے ساتھ مل کر متحدہ اسلامی ادارے تشکیل دے تاکہ آزاد صوبہ جات کا انتظام اسلامی شریعت کے تحت منظم ہو۔ اس طرح اسلامی شریعت کے نفاذ سے مجاہدین کی صفیں غیر اسلامی عناصر کی سازشوں سے محفوظ ہو جائیں گی۔ شیخ رحمہ علیہ اسلامی اداروں کی تشکیل پر اس وجہ سے زور دے رہے تھے کہ جب روسی فوج کا انخلا شروع ہوا تو انہوں نے اپنی مومنانہ فراست سے اندازہ لگا لیا تھا کہ میدان جنگ میں شکست کے بعد اب روس مذاکرات کے نام پر افغان کے نتائج کو سبوتاژ کرے گا اور وہ تمام قوتیں جو دنیا میں اسلامی انقلاب کی راہ روکنا چاہتی ہیں افغان مجاہدین کے خلاف روس کے ساتھ مل کر مشترکہ پالیسی اختیار کریں گی۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ پیش کئے جانے والے ان "ماہرانہ فارمولوں" کا واحد مقصد یہ ہوتا تھا کہ افغانستان کسی طرح بھی میں ایسی حکومت قائم نہ ہو جائے جو افغان عوام کو چودہ سالہ اسلامی جہاد کے ثمرات سے مستفید کر دے۔ شیخ رحمہ اللہ نے آزاد صوبہ جات کے مجاہدین سے یہ اپیل بھی کی تھی کہ وہ اپنے اپنے صوبے میں متحدہ جہاد کمانڈ تشکیل دیں اور اپنے سارے وسائل اس متحدہ ادارے کے حوالے کر دیں۔ اس طرح کے اداروں کے قیام سے کابل کی فتح یقینی ہو جائے گی۔ مگر اس وقت شیخ رحمہ اللہ کی اس تجویز پر کوئی

شیخ صاحب کی تجویز کردہ متحدہ جہاد کمانڈ کی تشکیل سے کم سے کم وقت اور نقصان سے فتح کابل یقینی ہو جاتی

توجہ نہ دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کابل میں فاتحانہ انداز میں داخل ہونے کی بجائے مجاہدین گلم جم ملیشیا اور خلقیوں کی مہربانیوں سے داخل ہوئے۔ مجاہدین کے سربراہوں نے نجیب کی فوج کی جرنیلوں کو اسلام دوستی کی سندات عطا کیں۔ آج افغان احزاب کے اوپر ایسا کوئی ادارہ، قانون اور پابندی موجود نہیں جو ان کو متحد رکھ سکے۔

شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے اتحاد کے لئے یہ تجویز بھی پیش کی تھی علماء کی ایک نگران کونسل مقرر کی جائے جو اتحاد میں شامل جماعتوں کی کارکردگی کا خلوص سے جائزہ لے اگر کوئی پارٹی اتحاد کے اصولوں کی خلاف ورزی کرے تو نگران کونسل اس پارٹی کی خلاف ورزی سے افغان عوام اور مسلمانان عالم کو آگاہ کر دے اور پارٹی کے خلاف شرعی فیصلہ صادر کرے۔

انہوں نے یہ بھی تجویز پیش کی تھی کہ ماضی میں ہر پارٹی اپنے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے اتحاد کرتی تھی اس لئے کوئی بھی اتحاد دیرپا ثابت نہیں ہوتا تھا۔ متحدہ اسلامی اداروں کے قیام کے بعد پارٹی کی شناخت ختم ہو جائے گی۔ سارے وسائل متحدہ ادارے کے حوالے ہوں گے۔ اس طرح مجاہدین پارٹی تعصبات سے بالاتر ہو کر ایک کمانڈ کے تحت بدلتے ہوئے حالات کا مقابلہ کر سکیں گے۔ مگر افغان عبوری حکومت نے آزاد صوبوں کے مجاہدین کو متحدہ اداروں کے قیام کا موقع نہ دیا بلکہ برملا کنڑ کے اسلامی اداروں کے قیام کی مخالفت کرنے لگے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ نجیب کے منظر سے ہٹ جانے کے باوجود احزاب ایک خلا محسوس کر رہے ہیں اور وہی خلا آج بدامنی اور انتشار کو جنم دے رہا ہے۔ افغان جہاد کے اثرات ضائع ہو رہے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ امن کے قیام کے لئے افغان عوام کو غیر اسلامی فارمولوں کا سہارا لینا پڑے۔

شیخ کے خصائل

شیخ نہایت بلند اخلاق اور کردار کے مالک تھے وہ اس قرآنی آیت کے مصداق تھے کہ **اشداء علی الکفار رحماء بینهم**۔ وہ مسلمانوں کے لئے اپنے دل میں نہایت نرم گوشہ رکھتے تھے۔ کسی مسلمان کو مصیبت میں دیکھ کر ان کے چہرے کا کرب محسوس کیا جا سکتا تھا۔ وہ ہر مسئلہ کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں دیکھتے تھے اور قرآن و حدیث سے ہی مسئلہ کا تجزیہ کرتے تھے۔ وہ علماء کے لئے سراپا احترام اور طالبان علم دین کے سرپرست تھے۔

آپ کا یہ معمول تھا کہ صبح دس بجے گھر سے نکل کر اپنے کسی بھی دفتر میں تشریف فرما ہوتے اور رات گئے تک مجاہدین، یتماء اور بیواؤں کے اخراجات اور ضروریات پوری کرتے۔ پھر علماء کے ساتھ مذہبی موضوع پر گفتگو ہوتی اگر اس وقت علماء موجود نہ ہوتے تو بیٹھے ہوئے افراد سے نماز اور تلاوت سنتے اور ان کی اصلاح کرتے۔ بارہ بجے رات کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور مطالعہ قرآن اور حدیث میں مگن ہو جاتے۔ شیخ قیام للیل سے ہی تازہ دم ہوتے اور اسی سے توانائی حاصل کرتے۔ صبح کی اذان ہوتے ہی شیخ باہر تشریف لاتے اور صبح کی نماز کی امامت کراتے پھر گھر چلے جاتے اور صبح کے دس بجے تک آرام فرماتے۔ آپ کے اس معمول سے سفر اور حضر دونوں میں کبھی فرق نہیں آیا۔

آپؒ کی مجلس کا خاصہ تھا کہ دلوں میں استغناء اور خشیت الٰہی کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

شیخ قیام اللیل سے ہی تازہ دم ہوتے اور تلاوت قرآن ہی سے توانائی حاصل کرتے

شیخ شہیدؒ کی دینی خدمات اور پاک افغان تعلقات

فضل عظیم

شیخ جمیل الرحمنؒ مجسم تحریک توحید تھے۔ ان کے کٹر سے کٹر مخالفین بھی ان کی جہادی خدمات کے معترف ہیں کہ افغانستان میں ان کی ذات بابرکات کی وجہ سے کنڑ سے جہاد کا آغاز ہوا۔ ان کے جذبہ شہادت اور جرات سے کنڑ میں کمیونسٹ افواج کا وہ حشر ہوا کہ روسی افواج کے خلاف لڑنا "ہم خرما و ہم ثواب" کی حقیقت بن گیا اور افغانستان کے غیور مسلمان سپر طاقت کے خلاف یوں صف آراء ہوئے کہ موقف کی حقانیت کے آگے طاقت کا نشہ چور چور ہو گیا۔ روس کی حالت زار نے طاقت کے نشہ میں سرشار دوسری اقوام کو بہ زبان حال کہا کہ میں نشان عبرت ہوں، مجھ سے عبرت لیں۔

جن سینوں میں توحید کی چنگاری ہو ان کو کمزور و بے کس سمجھنا کفر کی ازلی بے وقوفی ہے۔

فرمان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق توحید "راس الطاعات" ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانیت کی فلاح و کامرانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو توحید کا مشن دیا۔ تاریخ شاہد ہے، کہ جن اقوام نے عقیدہ توحید کے مطابق استوار ہو کر اپنی صف بندی کی ہے، کائنات کی ساری قوتوں نے ان کا ساتھ دیا ہے اور وہ عزت و اکرام کے عروج تک پہنچی ہیں۔ اقوام کے بگاڑ میں بھی بنیادی وجہ عقیدۂ توحید سے انحراف ہی نظر آتی ہے۔

شیخؒ قرآن و حدیث کے ایک محقق و متبحر عالم تھے۔ انہوں نے قرآن و حدیث کے مطالعہ سے یہ اخذ کیا تھا کہ جب تک عقیدۂ توحید سے مسلمان معاشرہ اصلاح نہ پائیں اس وقت تک مسلمان اسلام کی نعمتوں سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ اور اسی عقیدہ کی اشاعت کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔

آپؒ نے "امت مسلمہ" کے نام سے علماء کی ایک تنظیم قائم کی۔ کیونکہ صرف علماء ہی مسلم معاشرہ کو صحیح عقیدۂ توحید پر استوار کرنے کا کام انجام دے سکتے ہیں۔ آپؒ نے جس وقت اس دینی تحریک کا آغاز کیا تھا۔ اس وقت افغانستان میں کوئی تنظیم بنانے کا تصور بھی نہیں پایا جاتا تھا۔ ظاہر شاہ کی بے راہ روی سے کابل یونیورسٹی میں مسلمانوں اور کمیونسٹوں کے ہنگاموں کی نوبت پیدا ہو گئی تھی۔ آپؒ نے عقیدۂ توحید سے مسلم معاشرے کی اصلاح کا جو کام شروع کیا تھا اس کی سزا کے طور پر صرف آپؒ ہی والی کنڑ کے زیر عتاب و زیر مشق ستم رہے۔ آپ اپنی تقاریر میں بادشاہ وقت پر تنقید اور حکومت افغانستان کی روس نواز پالیسیوں پر برملا اعتراض کیا کرتے تھے پاکستان کے ساتھ معاندانہ رویئے کو ہندونواز پالیسی سمجھتے تھے۔ ان وجوہات سے حکومت آپ کے درپے آزار رہتی تھی اور وہ

جن سینوں میں توحید کی چنگاری سلگ رہی ہو ان کو کمزور سمجھنا کفر کی ازلی بے وقوفی ہے

مسلمانوں کے لئے عظیم صدمہ ہے۔"

○

دولت انقلاب اسلامی افغانستان کے امیر مولوی محمد افضل:

"تحریک اسلامی کے کارکنان کو آواز حق بلند کرنے کے لئے بے شمار حوادث کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے حادثات و عوارض پیش آنے پر مایوسی کا اظہار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسلامی تحریک کے اہداف کو جہاد مقدس سے مکمل کرنا چاہئے۔

□

دعوت و جہاد یونیورسٹی کے استاد پروفیسر عبدالبصیر بصیرت:

"شہید جمیل الرحمٰنؒ اپنے ہمعصر علماء میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے، تعلیم سے فراغت کے بعد انہوں نے اپنے علاقہ کے تمام مسلمانوں میں صحیح عقیدہ کی اشاعت کی اور اس راستے میں اگرچہ بے شمار صعوبتیں پیش آئیں مگر انہوں نے ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور اپنے عزم و ارادہ میں کمی نہیں آنے دی۔"

☆

قاضی محمد امین وقاد:

"شیخ القرآن مولوی جمیل الرحمٰنؒ کی شہادت کا غم ان کے اہل خانہ یا جماعت الدعوۃ کا غم نہیں ہے بلکہ ان کی شہادت افغانستان کے اسلامی انقلاب کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے۔"

○

رحمان ای۔ آر۔ سی انگلش سنٹر پشاور:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ کے مجاہدین کے لئے ایک عظیم قائد اور عالم دین کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی شہادت سے عالم اسلام ایک عظیم مجاہد سے محروم ہو گیا ہے۔"

□

اسحٰق طور سوات مینگورہ:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ کی شہادت پر بے حد افسوس ہے یہ شہادت عالم اسلام کے لئے عظیم المیہ ہے۔"

بٹ خیلہ کے ڈاکٹر عزیز الحق انصاری:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ باعمل عالم دین، اور قائدانہ صلاحیتوں کے مالک تھے وہ بلاشک مغربی سامراج کی سازشوں کا شکار ہوئے ہیں۔"

☆

مولوی احمد جان باجوڑ ایجنسی:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ کی موت تمام مجاہدین کے لئے المناک واقعہ ہے کیونکہ **"موت العالم موت العالم"** ایک عالم کی موت تمام عالم (جہاں) کی موت ہے۔

○

اسد اللہ متین:

"میں توحید کے علمبردار مولوی شیخ جمیل الرحمٰن کی شہادت اور جدائی پر غمزدہ ہوں۔ اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں کہ وہ شیخ شہیدؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات نصیب فرمائے۔"

□

محمد نادر شاہ:

"مجاہدین افغانستان اور اسلامی انقلاب کے رہبر، افغان جہاد کے بانی شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے تحریک اسلامی کے لئے عظیم قربانیاں دی ہیں انہوں نے صرف جہاد ہی میں حصہ نہیں لیا بلکہ قرآن و سنت کی دعوت پھیلانے کے لئے بھی پیش بہا خدمات سر انجام دی ہیں۔"

☆

محمد اسلام حنیف سلفی:

"شیخ صاحب دعوت جہاد کے ساتھ سیاسی میدان میں بھی کسی سے کم نہ تھے وہ دین اور تقویٰ کے لحاظ سے بھی دوسروں کو درس دیتے تھے۔"

○

محمد شریف رکن اتحاد اسلامی آف باجوڑ:

"اللہ پاک مرحوم کی شہادت قبول فرمائے اور ان کے نقش

شیخ رحمتہ اللہ نے دعوت و جہاد کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا

حضرات بھی جن کی خاندانی و موروثی وجاہت، عقیدۂ توحید کی دعوت سے خطرے میں نظر آ رہی تھی۔ آپؒ شروع ہی سے دو محاذوں پر لڑنے کے خوگر تھے۔ ایک حکمران، دوسرے وہ مقدس گھرانے جن کی تقدیس عوام کی جاہلیت پر قائم تھی۔

جب روس طاقت کے نشہ میں چور پوری قہرسامانیوں کے ساتھ افغانستان میں وارد ہوا تو آپؒ دعوت کا کام عارضی طور پر چھوڑ کر ہمہ تن جہاد میں مصروف ہو گئے۔ میدانِ جہاد میں بھی ایک عالم ربانی کی قیادت کا لوہا منوا کر کنڑ میں روسی افواج کے دانت کھٹے کر دیئے اور دنیا کی اقوام کی آنکھیں کھول دیں کہ مادی اور حربی وسائل سے زیادہ قرآن کی بشارتوں پر پختہ عقیدہ و ایمان ضروری ہے۔ کنڑ کے دارالخلافہ اسد آباد میں جمال الدین افغانی جیسی قدآور شخصیت پیدا ہوئی۔ افغان جہاد کا آغاز بھی اسی صوبے سے ہوا۔ اسی سبب سے کنڑ جہاد افغانستان کی تاریخ میں ہمیشہ صبح کے ستارے کی مانند چمکے گا اور کنڑ بلکہ سارے افغانستان کو یہ اعزاز ایک عالم ربانی کی قیادت سے ہی حاصل ہوا ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کی یہ عادت مبارک تھی کہ وہ ہر سانس اور ہر لمحہ کی جانچ قرآن و سنت سے کیا کرتے تھے۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ جہاد کے میدان میں بھی دعوت کی ضرورت ہے تو اس میدان میں بھی انہوں نے کامیابی کے وہ جھنڈے گاڑے کہ انصار و مہاجرین کی موجودہ اور آئندہ نسلیں قرآنی پیغام توحید کی صف اول کی نقیب ثابت ہوں گی۔

آپؒ نے مہاجرین کی خیمہ بستیوں میں، شہروں میں، دینی مدارس اور دور دراز دیہات کی مساجد میں درس قرآن کا جال بچھا دیا اور تھوڑے عرصہ میں مہاجرین کے خیمہ بستیوں اور انصار کے دیہاتوں میں توحیدی فضا پیدا ہو گئی۔ شیخ رحمہ اللہ اپنے انہی کارناموں کی وجہ سے زندہ جاوید ہیں اور آج ایسا معلوم ہوتا ہے افغانستان اور پاکستان کی فضاؤں میں انقلاب توحید کا ہی غلغلہ رہے گا۔

شیخ رحمہ اللہ ایک انقلاب آفرین شخصیت تھے۔ آپؒ جہاد کی مصروفیات اور ذمہ داریاں نباہنے کے ساتھ ساتھ دعوت پر بہت زیادہ توجہ دیتے تھے آپ علماء کرام کے طبقہ کو نہایت افضل طبقہ سمجھتے تھے۔ ان کے ساتھ رابطہ اور تعلق کو بہت اہمیت دیتے تھے اور انصار و مہاجر علماء آپ کے علم و فضل، تقویٰ، جہاد اور توکل علی اللہ کے معترف تھے۔ اس لئے ایک دفعہ جو بھی عالم دین آپ کے قریب آتا وہ آپ کی ذات کا گرویدہ ہو کے رہ جاتا تھا۔ مسلکی اختلاف میں اعتدال سے گزرنے والے اپنے مخالف علماء کے ساتھ بھی آپ اس احترام و شفقت سے ملتے کہ وہ اپنے کئے پر پشیمان ہو جاتے تھے۔ عالم دین جس مسلک اور علاقے سے بھی تعلق رکھتا تھا۔ آپؒ اسے اپنے علاقے میں درس قرآن دینے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ جس عالم کے متعلق آپ سنتے کہ وہ اپنے علاقے میں درس قرآن باقاعدہ طور سے پڑھاتا ہے۔ تو بن دیکھے ان کے لئے دعا خیر اور اعانت کرتے۔ خصوصاً طلباء دین پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ جس طرح ایک مجاہد کو جہاد کے سامان سے لیس کرنے کے لئے آپ فکر میں رہتے تھے۔ اسی طرح ایک عالم دین و طالب دین کو دین کی خدمات کے لئے تیار کرنے کی فکر کیا کرتے تھے۔ انصار و مہاجرین علماء کے ساتھ وسیع رابطہ کی وجہ سے سارے پاکستان میں دعوت نے بہت ترقی کی۔ آپ کے قائم کردہ دینی مدارس کے طلباء سینکڑوں کی تعداد میں مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہوئے ہیں اور اب بھی کثیر تعداد میں وہاں زیر تعلیم ہیں اور یہ سلسلہ انشاء اللہ ابد تک جاری رہے گا۔ اور یہ دنیا توحید کے فیضان سے مستفید ہوتی رہے گی۔ آپؒ سے پہلے روایتی درس و تدریس کا طریقہ رائج تھا۔ آپ کی دعوت کے نتیجہ میں انصار و مہاجرین کے مدارس اور علماء و طلباء میں ایک نیا ولولہ اور ایک نئی جان پیدا ہوئی۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ پیغام توحید انقلاب توحید بن کے رہے گا۔

ایک اندازے کے مطابق آپ کے قائم کردہ دعوت کے

آپ کے قائم کردہ مدارس اب بھی مسلمانوں کو اسلام کی ابدی حقیقتوں سے محظوظ کر رہے ہیں

مراکز میں قریباً ۳۲ ہزار طلباء زیر تعلیم رہتے ہیں۔ جن میں انصار و مہاجر طلباء اور انصار و مہاجر اساتذہ میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ شیخ رحمہ اللہ جس طرح مہاجرین کی تعلیم و تربیت پر توجہ دیتے تھے۔ اسی طرح انصار کی بستیوں میں دعوتی مراکز قائم کرنا بھی وہ اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے۔ خصوصاً قبائلی علاقہ جات میں درس قرآن کے مراکز قائم کر کے، دین کے ساتھ والہانہ لگاؤ رکھنے والے قبائلی باشندوں کے ساتھ آپؒ نے بہت محبت کا اظہار کیا ہے۔ اس لحاظ سے باجوڑ ایجنسی پر آپؒ کی خاص عنایات ہیں۔ وہاں ایک بہت بڑا جامعہ تعمیر کیا جہاں انصار و مہاجر علماء، سینکڑوں کی تعداد میں موجود انصار و مہاجر طلباء کو دینی تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔

اس جامعہ میں رمضان المبارک میں درس قرآن کا اس باقاعدگی سے اہتمام کیا جاتا ہے کہ دور دراز کے دیہات سے لوگوں کو گاڑیوں میں لانے اور لے جانے کا بندوبست کیا جاتا ہے اور اس طرح رمضان المبارک میں تزکیہ کی ایک فضا قائم ہو جاتی ہے۔ آپ کے قائم کردہ مدارس اور درس قرآن کے مراکز اب بھی اسلام کی ابدی حقیقتوں سے مسلمانوں کو منور کر رہے ہیں۔ آپؒ نے اس تھوڑے سے وقت میں پاکستان میں انصار مہاجرین کے لئے دعوت کا جو اہتمام و بندوبست کیا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ واحد افغان شخصیت ثابت ہو گی جس کے فیض یافتگان افغانستان اور پاکستان میں تحریک توحید کے لئے شانہ بشانہ کام کریں گے کیونکہ توحیدی شان کے نمایاں ہونے سے ہی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جسد واحد کی مانند سمجھتا ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کی زندگی کا واحد مقصد یہ تھا کہ وہ قرآن عظیم الشان کی منشاء کے مطابق انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دلا کر اللہ تعالیٰ کی بندگی میں داخل کریں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کی اس سب سے بڑی بدقسمتی کو صرف عقیدۂ توحید سے ہی خوش قسمتی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

شیخ رحمہ اللہ زندہ ہیں کہ ان کی تحریک، دینی مدارس، مراکز دعوت قرآن علماء و طلباء کے رگ و ریشہ میں جاری ہے۔

توحید کی قوت سے انصار و مہاجرین کے رشتے اور مضبوط ہوں گے، افغانستان پر صرف وہ لوگ حکمرانی کر سکیں گے جو اسلام کے لئے مخلص ہوں گے۔ اب افغانستان پر ایسا کوئی شخص حکمرانی نہیں کر سکتا نہ ہی افغانستان کے مسلمانوں کے اذہان ایسی شخصیت کو قبول کریں گے جو قرآن و سنت کی کسوٹی پر اپنے آپ کو مرد مومن ثابت نہ کر سکے۔

اقوام عالم ہمیشہ اپنے علمی اداروں کی برکت سے عروج پاتی ہیں۔ شیخ رحمہ اللہ نے انصار و مہاجرین کے لئے ایسے علمی و تربیتی ادارے قائم کئے ہیں جن سے ایسے مرد مومن پیدا ہوں گے۔ جن کا وجود اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت تصور کیا جاتا ہے۔ مومنوں کے رشتے بہت مضبوط اور وسیع ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کے لئے جیتے ہیں اور اللہ کے لئے مرتے ہیں۔ شیخ رحمہ اللہ کی ذات اس کی زندہ مثال ہے۔ اب کسی تحریک اور نظریہ کے لئے یہ ممکن نہیں ہو گا کہ وہ عارضی اور مصنوعی بندشوں سے اسلام کی طاقت یعنی اسلامی اخوت کے رشتوں اور پہچان کو کمزور بنائے۔ شیخ رحمہ اللہ کی سب سے بڑی کامیابی یہی ہے، ان کی دینی خدمات کو دیکھ کر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ رب کعبہ کی قسم! شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے اس دنیا سے ایک شہید کی طرح رحلت فرمائی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صالحین کے زمرے میں شامل کر کے آپ کو بلند رتبہ عطا فرمائے گا۔ آمین ثم آمین۔

ہر مسلک کے عالم دین کو اس کے علاقے میں درس قرآن کا التزام کرنے کی تلقین کرتے

جہادِ افغانستان میں شیخ شہیدؒ کا مقام

عبدالمہیمن

شیخ جمیل الرحمٰن رحمہ اللہ جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے مؤسس تھے۔ اس نام کے ساتھ تو واقعی افغان احزاب میں شیخ رحمہ اللہ کی یہ جماعت ایک نوزائیدہ جماعت ہے مگر جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ اپنے مؤسس کے مشن اور پس منظر کے حوالے سے افغانستان کی اولین مذہبی تحریک ہے۔ جب جمال الدین افغانیؒ کے لئے افغانستان میں رہنا دشوار ہوا تو انہوں نے مسلمانوں کی بیداری کے لئے عالم اسلام کی سطح پر سعی کی۔ ان کے بعد شیخ رحمہ اللہ افغانستان کی سرزمین پر پہلے عالم دین اور نابغہ شخصیت ہیں، جنہوں نے مطلق العنانیت کی قہرسامانیوں کے باوجود عقیدۂ توحید سے افغان معاشرے کی اصلاح کا کام شروع کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے قرآنی طریقہ کار کو اپنایا۔

آج اسلامی دنیا میں بہت سی اسلامی اور اصلاحی تحاریک کام کر رہی ہیں مگر تھوڑی دور جا کر مغربی جمہوریت کے ہتھے چڑھ کر یا ذاتی مصلحتوں کی وجہ سے اسلامی تحریک کے بہت سے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کر بیٹھتی ہیں۔ ایک عام آدمی جب مختلف موقعوں اور مرحلوں میں اس تحریک کا جائزہ لیتا ہے تو اسے عام سیاسی پارٹیوں اور اسلامی تحریک کے دعویداروں میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا۔ عوامی مقبولیت، اقتدار اور نام و نمود کی خاطر تحریک کے زریں اصولوں کو مصلحتوں سے چھلنی کر دیا جاتا ہے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کے کلام، قرآن مجید میں انبیاء علیہ السلام کی تحاریک کا اول و آخر نسخہ عقیدہ توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان ممتاز فرستادوں نے انسانیت کی فلاح و کامیابی کے لئے نسخہ عقیدۂ توحید کو آزمایا۔ سابقہ امم میں سے جن اقوام نے عقیدۂ توحید پر اپنی تعمیر کی۔ ان اقوام کے عروج کے قصے اب بھی مشہور ہیں اور قرآن میں وہ افضل علی العلمین کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ مگر جب امت مسلمہ نے عقیدۂ توحید میں دیگر آلائشوں کی آمیزش کی تو انتشار اور زوال کے سائے نظر آنے شروع ہو گئے۔ اور امت مسلمہ عقیدہ توحید میں آلائشوں کی آمیزش کی وجہ سے ہی تاریخ میں درس عبرت بنی۔ مسلمانوں کے عروج و ترقی کے لئے قرآن مجید کا یہی نسخہ لے کر شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے امت مسلمہ کے نام سے علماء کی ایک تنظیم قائم کی اور اس تنظیم نے کنڑ سے ہی اپنی تحریک کا آغاز کیا۔

کنڑ کے تمام مسلمان شاہد ہیں کہ وائی چاغ سرائے کی طرف سے آئے دن شیخ رحمہ اللہ کی پیشی کے فرامین جاری ہوئے

عقیدہ توحید میں شرک و بدعت کی آلائشوں سے ہی امت مسلمہ پر زوال کے سائے پڑنے شروع ہو گئے

رہتے تھے۔ ان پر الزامات کی بارش کر دی گئی کبھی انہیں "پنج پیری" کا طعنہ دیا جاتا، کبھی "وہابی" کا الزام لگایا جاتا اور کبھی انہیں پاکستانی ایجنٹ کہا جاتا۔ "پنج پیری" اور "وہابی" کا الزام لگانے میں وہ عناصر پیش پیش تھے، جن کی خاندانی عزت و شرف بدعات سے آبیاری پاتی تھی اور حکومت وقت بھی پاکستانی ایجنٹ ہونے کا الزام اس لئے لگاتی تھی کہ شیخ رحمہ اللہ اس پر سخت تنقید کیا کرتے تھے۔ وہ ظاہر شاہ کو یاد دلایا کرتے تھے کہ اسلام میں مسلمان حکمران کی کیا کیا ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ وہ روس اور بھارت کے ساتھ افغانستان کے بڑھتے ہوئے تجارتی، تعلیمی، دفاعی اور ثقافتی معاہدات پر سخت تنقید کیا کرتے تھے اور برادر اسلامی ملک پاکستان کے ساتھ بھارت اور سوویت یونین کی شہ پر، معاندانہ رویہ رکھنے پر افغان حکومت کی سخت مذمت کرتے تھے۔ اس لئے حکومت وقت مذہبی اور سیاسی طعنے اور بار بار حاکم وقت کے ہاں پیشی سے شیخ رحمہ اللہ کے درپے آزار رہتی تھی۔ شیخ رحمہ اللہ قرآن و حدیث کے عالم تھے۔ انہیں علم تھا کہ توحید کی راہ پر چلنے والوں کا وقت کے فراعنہ اور نمارده سے بھی پالا پڑتا ہے اور ہمیشہ دعوت توحید کے مخالفین ہی رسوا ہوئے ہیں۔ انہیں اس قرآنی بشارت پر پورا یقین تھا کہ **"ان العاقبہ للمتقین"**

شیخ رحمہ اللہ قرآنی بشارتوں کے سرور سے مخمور دعوت توحید میں مگن وقت کی نبض پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ روس کے ساتھ بڑھتے ہوئے مراسم کی بہار افغانستان کے تعلیمی اداروں میں جوبن پر آئی تو اسلامی شعائر کی برملا تضحیک شروع ہو گئی، بعد ازاں کابل یونیورسٹی میں تنظیم مسلم جوان، اخوان المسلمون، کے ناموں سے مسلمان نوجوانوں کی تنظیمیں بننے لگیں۔

دارالخلافہ ہونے کی وجہ سے کابل کے کمیونسٹ عناصر اور مسلم طلبہ کے درمیان ٹکراؤ سے دنیا، کمیونسٹوں اور مسلم طلبہ تنظیموں سے واقف ہوئی۔

شیخ رحمہ اللہ کابل سے دور طلبہ تنظیموں سے الگ کنڑ میں افغان معاشرہ کی اصلاح میں مصروف تھے اور انقلاب کی ریڑھ کی ہڈی، علماء کرام پر کام کر رہے تھے۔ انہیں جھنجھوڑ کر ان کے فرائض منصبی سے آگاہ کر رہے تھے۔ اسی لئے ان کی جماعت کو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر وہ پبلسٹی نہ ملی جو کابل میں موجود طلبہ تنظیموں کو ملی۔ کسی کو علم ہوا بھی تو انہیں نے اسے ایک عالم دین کے معمولات تصور کیا مگر شیخ بنیادی کام کر رہے تھے۔ شیخ کے کام اور تحریک کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب سردار داؤد کے دور میں کابل یونیورسٹی میں اسلامی تنظیموں کے طلبہ کے لئے رہنا دشوار ہوا اور وہ کابل چھوڑنے پر مجبور ہوئے تو ان سب طلبہ نے، جو آج افغان جہاد کی اہم شخصیات ہیں شیخ کی تحریک کے مرکز کنڑ میں پناہ لی۔ افغان جہاد کو اولین مجاہد شیخ رحمہ اللہ کے شاگردوں ہی سے میسر آئے۔ سب سے

> **ان پر "پنج پیری" "وہابی" اور "پاکستانی ایجنٹ" ہونے کے الزام لگاء گئے**

پہلے سردار داؤد کے خلاف جہاد کا آغاز کنڑ سے ہوا اور جہاد کا فتویٰ بھی کنڑ سے ہی صادر کیا گیا۔ اس کے لئے شیخ رحمہ اللہ نے پاکستان کے علماء تک، سے رابطہ کیا اور علماء نے افغانستان کی صورت حال کے بارے ان کی فتوے اور موقف کی نہ صرف تائید کی، بلکہ باجوڑ اور مہمند ایجنسیوں میں موجود علماء نے افغانستان میں حکمران طبقہ کی بڑھتی ہوئی اسلام دشمنی کی رجحان کے خلاف فتوے بھی صادر کئے۔

کیا کبھی کسی نے یہ سوچا ہے کہ:

○ حکومت کے جبر و تشدد کی وجہ سے کابل یونیورسٹی کے مسلم نوجوان پناہ لینے اور اپنا مشن جاری رکھنے کے لئے کنڑ میں داخل ہوتے ہیں، تو اس کی وجہ کیا تھی؟

○ کنڑ سے جہاد کے فتویٰ کے اجراء اور مسلح جہاد کا آغاز

> **انہیں علم تھا کہ توحید کی راہ پر چلنے والوں کا وقت کے فراعنہ سے بھی پالا پڑتا ہے**

کس کی جدوجہد سے ہوا؟

یہ فضا اور زمین کس نے تیار کی تھی، کہ کنڑ جہاد کا مرکز بنا اور یہیں سے جہاد شعلہ جوالہ بن کر سارے صوبہ جات تک پھیلا۔

یہ شیخ جمیل الرحمٰن رحمہ اللہ کی شخصیت اور ان کی بنائی ہوئی جماعت "امت مسلمہ" کی برکت تھی کہ کنڑ مسلم طالب علم نوجوانوں کے لئے مطلوبہ مرکز ثابت ہوا اور یہیں سے الحادی نظام کے خلاف، مسلمانوں کے جذبے، جوش اور اسلام سے والہانہ لگاؤ نے باقاعدہ اسلامی جہاد کی شکل پائی، آج نہ صرف افغانستان آزاد ہوا بلکہ سوویت یونین کی اصطلاح بھی دنیا سے ناپید ہو گئی، عالم اسلام میں بیداری کی ایک موجودہ لہر جہاد

> ہم پر لازم ہے کہ منہج نبویؐ اور عقیدہ صحیح
>
> کے مخالفوں سے لاتعلقی کا اظہار کریں

افغانستان کی وجہ سے بیدار ہوئی ہے۔ اب یہ سیل رواں بڑھتا ہی جائے گا کیونکہ امام الجہاد شیخ رحمہ اللہ نے افغان جہاد کی بنیاد قرآنی نسخہ یعنی توحید پر رکھی تھی تاریخ شاہد ہے کہ ہر نظریہ اور تحریک کا توڑ ہو سکتا ہے مگر توحید کی تحریک جب اٹھتی ہے تو وہ قوموں کا تزکیہ کرکے ہی دم لیتی ہے۔

رہی یہ بات کہ شیخ کی جماعت "امت مسلمہ" کیوں مشہور نہ ہو سکی تو اس کا پس منظر یہ ہے کہ شیخ رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء علماء کرام تھے، وہ درس قرآن، خطبات جمعہ، نماز جنازہ اور گاؤں گاؤں رابطہ کرکے وعظ و تقریر کیا کرتے تھے اور طلباء کو مروجہ دینی علوم کا درس قرآن و حدیث کے مطابق دیا کرتے تھے انہوں نے پریس، اشتہارات اور کتابوں کا سہارا نہیں لیا تھا۔ وہ افغانستان کے مرکز سے دور کنڑ میں تعلیم سے عاری عام مسلمانوں کے اذہان کی اصلاح کا کام کرتے تھے، مگر انہوں نے فضا کو اتنا ہموار کر دیا تھا کہ کابل کی درسگاہوں میں کمیونسٹوں کے خلاف احتجاجی تحریک میں حصہ لینے والے طلباء کنڑ میں شیخ رحمہ اللہ کی پناہ میں آکر مجاہد بن گئے یوں شیخ کی کارکردگی سے کنڑ سے باقاعدہ جہاد کا آغاز ہوا۔ جب مسلح جہاد کا آغاز ہوا تو شیخ نے دعوت کا کام اضطراری حالات کی وجہ سے معطل کرکے مسلح جہاد کی قیادت کی۔ اوائل جہاد میں اگر کنڑ کے کسی بھی شخص اور مجاہد سے معلوم کیا جائے تو وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بتا دے گا کہ شیخ جمیل الرحمٰنؒ کنڑ میں جہاد کی روح رواں تھے اور ان کی قیادت ہی کی وجہ سے افغان جہاد کو عموماً اور خطہ کنڑ کو خصوصاً اوائل جہاد میں بین الاقوامی شہرت ملی اور اسی خطہ کے مجاہدین کے جذبہ جہاد کو کچلنے کے لئے اسعد آباد میں کیرالہ کے مقام پر روسی کمیونسٹ افواج نے نہتے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔

شیخ رحمہ اللہ نے کئی مواقع پر، خصوصاً جب احزاب کے اتحاد کے بارے میں گفتگو ہوتی تھی، فرمایا کہ ایک دفعہ دوران جہاد کنڑ میں مجھے کچھ شکایات موصول ہوئیں، میں چند دنوں کے لئے محاذ کو چھوڑ کر پشاور آیا۔ اس وقت موجودہ افغان مجاہد احزابوں کے سارے سربراہ پشاور میں مقیم تھے۔ ان سے میں نے پوچھا کہ جہاد کا آغاز ہو چکا ہے آپ لوگوں نے یہاں التزام اور امیر جماعت کیا ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابھی تک یہ اہتمام نہیں کیا گیا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ میں نے موجودہ سربراہوں سے کہا کہ یہ ہم سب کی شرعی مسئولیت ہے امیر اور جماعت کے التزام کے بغیر جہاد نہیں ہو سکتا۔

انہوں نے فرمایا کہ جب سب ایک جماعت بنانے پر راضی ہوئے، تو جماعت کے نام پر موجودہ احزاب کے سربراہوں میں سے دو شخصیات کے درمیان اختلاف پیدا ہوا۔ ایک "جمعیت اسلامی" نام رکھنے کے حامی تھے تو دوسرے "حزب اسلامی" نام دینا چاہتے تھے۔ آخر میں "حزب اسلامی" نام دیا گیا اور قاضی

آپؒ نے امت مسلمہ کی بھلائی کے لئے "امت مسلمہ" کو حزب اسلامی میں ضم کر دیا۔

امین وقاد افغان جہاد کی پہلی جماعت کے پہلے امیر مقرر ہوئے۔ یوں انہوں نے "امت مسلمہ" کو مسلح جہاد کے آغاز کی وجہ سے حزب اسلامی کا حصہ بنا دیا۔ کچھ عرصہ بعد مجاہدین کی یہ واحد جماعت کئی جماعتوں میں بٹ گئی اور موجودہ احزاب رہنما اپنی اپنی پارٹیوں کی قیادت کرنے لگے۔

شیخ مجاہدین کی درمیان اتحاد اور ایک صف کے قائل تھے۔ مختلف احزاب بننے کے بعد انہوں نے اتحاد کے لئے بہت کام کیا۔ نتائج مثبت نہ نکلنے پر آپ نے جہاد کے ساتھ ساتھ دعوت کی بھی ضرورت محسوس کی کہ جہاد کو اول و آخر ہمیشہ قرآن و سنت کے اصولوں کے تحت ہونا چاہئے اس کے بعد آپؒ نے "امت مسلمہ" کو جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کا نام دے کر جہاد کے ساتھ ساتھ دعوت توحید کا باقاعدہ کام شروع کر دیا۔ آپ اتحاد کی کوششوں میں اس وجہ سے ناکام رہے کہ آپ نے اتحاد کے لئے جو معیار مقرر کیا تھا وہ افغان احزاب کے لئے ناقابل عمل تھا آپ ایک قیادت اور ایک کمانڈ کے متمنی تھے اور سارے وسائل اتحاد کے مرکز کے تحت رکھنا چاہتے تھے جس سے شخصیات پر زد پڑتی تھی۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ متحد ہونے کے باوجود ہرپارٹی اتحاد میں ضم ہونے کی بجائے پارٹی مفادات کو ڈھونڈنے میں کوشاں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ عبوری حکومت کی تشکیل کے باوجود افغان احزاب میں عملی اتحاد نہ ہو سکا اور پارٹی انفرادیت برقرار رکھنے سے عبوری حکومت کے مقاصد کو بہت نقصان پہنچا۔ دو سال کے عرصے میں عبوری حکومت احزاب کے عدم تعاون سے اپنی افادیت ظاہر نہ کر سکی۔ شیخ رحمہ اللہ مغربی طرز سیاست پر مبنی پارٹی اتحاد کے مخالف تھے۔ وہ قرآن و سنت کے تقاضوں کے مطابق پورے ملک میں ایک اسلامی جماعت دیکھنے کے متمنی تھے وہ ایک جماعت اور ایک امیر کے تحت شب و روز گزارنا مسلمانوں کا فریضہ سمجھتے تھے۔

اس اعلیٰ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ قرآن و حدیث سے رہنمائی لینے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

جماعت الدعوت الی القرآن والسنہ کی کارکردگی

شیخ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے قیادت اور انتظامی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ افغان مجاہدین کی اس نوزائیدہ جماعت نے شیخ کی ولولہ انگیز قیادت میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی۔ اسلامی قیادت اور قرآن و حدیث پر مبنی منشور کی وجہ سے اس جماعت نے میدان جہاد کے علاوہ انتظامی اور سماجی امور میں قابل تقلید مثالیں قائم کیں:

کنڑ کے آزاد خطہ میں امارت اسلامی کا قیام شیخ رحمہ اللہ کا وہ عظیم کارنامہ ہے۔ کہ جس سے ساری دنیا کے مسلمانوں پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ اسم بامسمیٰ جماعت ہے۔

جس مقصد کے لئے انہوں نے جہاد کا آغاز کیا، کنڑ کے آزاد ہوتے ہی اس کی تکمیل کے لئے وہاں اسلامی شریعت کو نافذ کر دیا۔ قول و فعل کی اس سچائی نے جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کی قدر و قیمت کو عام مسلمانوں کی نظروں میں بہت بڑھا دیا ہے۔

جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے دینی مراکز میں قرآنی علوم سے بہرہ ور ایسی نسل تیار ہو رہی ہے کہ جس کی بہار سے میں اسلامی حکومت اس خطہ جہاد کا مقدر بن گیا ہے۔

ان ساری خدمات کے کا قیام کو مدنظر رکھ کر لحاظ سے، ہم بغیر جھجک اور تعصب کے کہہ سکتے ہیں کہ شیخ جمیل الرحمٰن رحمہ اللہ افغان جہاد کے بانی اور امام تھے۔ ان کے نقش قدم پر چل کر ہی افغانستان میں اسلامی جہاد کے مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں بصورت دیگر افغان جہاد کے مقاصد اور ثمرات اسلام دشمن قوتوں کی سازشوں کا شکار ہو جائیں گے۔

پارٹی انفرادیت برقرار رہنے سے عبوری حکومت کے مقاصد کو بہت نقصان پہنچا

شیخ رحمہ اللہ کا طریقہ دعوت

عبدالجلیل

۳۰ اگست ۱۹۹۱ء کو بروز جمعہ قریباً ساڑھے بارہ بجے خار باجوڑ سے عالم اسلام کے کونے کونے تک ٹیلیفون کی گھنٹیاں بجتی رہیں اور مسلمانان عالم کو یہ دلخراش خبر سننی پڑی کہ امام الجہاد افغانستان، عالم ربانی شیخ جمیل الرحمٰنؒ موسس جماعت الدعوت الی القرآن والسنہ اور امارت اسلامی کنڑ کے سربراہ ایک شقی القلب نام نہاد عرب مسلمان کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

انقلاب توحید کے مخالفین نے شیخ رحمہ اللہ کی شہادت پر قہقہہ لگایا ہو گا۔ بخدا شہادت ان کی آرزو تھی۔ ان کے چہرے کی فاتحانہ مسکراہٹ سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بازبان حال علماء اسلام کے دشمنوں سے کہہ رہے ہیں کہ **فزت برب الکعبہ**

وہ شہادت کے رنگین لباس میں علامہ اقبالؒ کے اس شعر کے مصداق تھے کہ

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

اور اپنے مشتاقان دیدار سے گویا خاموشی میں یوں گویا ہیں کہ

ولا تموتن وانتم مسلمون○

جو حضرات شیخؒ سے ملاقات کے شرف سے محروم رہے ہوں یا جن کو شیخ رحمہ اللہ کے ساتھ بیٹھنے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی شاید وہ ان کو صرف ایک جہادی گروپ کا سربراہ سمجھیں یا عام مولوی صاحب۔ مسلکی تعصبات کے لئے جینے والوں کا خیال ہو گا کہ وہ مسلک اہلحدیث سے تعلق رکھتے تھے۔ جس طرح آج ایک مسلک کے علماء دوسرے مسلک کے خلاف صف آراء رہتے ہیں۔ عام لوگوں کا خیال ہو گا کہ شیخ جمیل الرحمٰنؒ بھی اسی طرح مسلکی تعصب کے ایک نمائندہ مولوی ہوں گے۔

بخدا جن لوگوں کو نزدیک سے شیخ رحمہ اللہ کو دیکھنے کا موقعہ ملا تھا صرف وہی جانتے ہیں کہ شیخؒ مطلوب قرآن مرد مومن تھے۔ شیخؒ نے ہجرت کے جو مصائب جھیلے جہاد کے مقاصد اور دعوت اسلام کے لئے جو کام کیا ہے۔ اس کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک عالم ربانی تھے۔ اور ایک عالم ربانی امت کے لئے اپنے دل میں نبوت کے درد جیسی خلش محسوس کرتا ہے۔ وہ بے قرار رہتا ہے کہ ہم انسان اسلام کے سایہ رحمت میں آئے۔

جب دیکھتا ہے کہ مسلمان کی زندگی اسلامی شریعت کی بجائے طاغوت کی پیروی میں گزرتی ہے۔ وہ بے چین رہتا ہے۔ درد نبوت کا یہ وارث کبھی بھی مسلکی تعصبات کا اسیر نہیں رہ سکتا۔ اس کی خیرخواہی مسلکوں سے بلند و بالا، اسلام کی حکمرانی دیکھنے کی متمنی ہوتی ہے۔ وہ اپنے مسلک کی نہیں، قرآن و حدیث کے اصولوں پر استوار صالح معاشرہ قائم کرنے کے لئے

سلفی ہونے کے باوجود شیخ صاحبؒ ہر مکتب فکر کے علماء اور ان کے معتقدین کا احترام کرتے تھے

مسلمانوں کو دعوت دیتا ہے۔

اس مختصر سے مضمون میں شیخ رحمہ اللہ کے طریقہ دعوت کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ دین اسلام خیرخواہی کا نام ہے۔ وہ مسلمانوں کے بہی خواہ تھے۔ جس طرح بھی بن پڑتا تھا وہ اس خیرخواہی کو شب و روز انسانوں تک پہنچانے میں مصروف رہتے تھے۔ وہ بار بار کہا کرتے تھے کہ مسلک اہلحدیث ہم نے کسی سے نہیں لیا یہ ہم نے قرآن و حدیث سے اخذ کیا ہے اور اسلام کی منشا یہی ہے' صراط مستقیم یہی ہے' دین کے صحیح فہم کا تقاضا یہی ہے کہ ہر معاملے میں قرآن و حدیث کو ثالث مان لیا جائے اور قرآن و حدیث کو بالادستی اور اولیت حاصل ہو۔ صحابہ کرامؓ کے بعد وہ ائمہ مجتہدینؒ کی خدمات کے بڑے معترف تھے اور نہایت احترام سے ان کا نام لیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ہمارے اسلاف' اور ائمہ مجتہدین نے تو ساری عمر اس بات میں صرف کی ہے کہ ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ قرآن و حدیث کے مطابق گزرے۔

شیخ رحمہ اللہ علماء کو مخلوق خدا میں سے نہایت افضل مخلوق قرار دیتے تھے۔ ایک عالم دین سے مل کر انہیں روحانی اور حقیقی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ وہ ان علماء کی بہت قدر کرتے تھے۔ جو دور دراز کے دیہات میں قاعدے اور سپارے مساجد میں پڑھاتے ہیں۔ شیخ فرماتے تھے کہ یہ ان لوگوں کی برکت ہے کہ ہم تک دین پہنچا ہے اور ہم اسلام کا دعویٰ کرنے کے قابل ہوئے ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ کی عادت مبارک تھی کہ جب کسی دارالعلوم کے قریب سے گزرتے تو علماء سے ملنے کے اشتیاق میں خود ان کے پاس چلے جاتے تھے۔ یہ ہمارا چشم دید واقعہ ہے کہ جب مولانا نے ایک دارالعلوم میں جانے کے لئے ڈرائیور سے کہا کہ اندر چلیں تو ساتھ بیٹھے ہوئے ایک مولوی صاحب نے کہا کہ جناب یہ تو بدعتیوں کا مدرسہ ہے۔ ان کے پاس جا کر کیا کریں گے۔ ہم سب نے محسوس کیا کہ اس مشورہ سے ان کی طبیعت پر بہت بوجھ پڑا اور پھیکی سی مسکراہٹ سے مولوی صاحب کا کندھا تھپتھپا کر کہا مولوی صاحب! ان بدعتی علماء کی برکت ہے کہ دین اسلام ہم تک پہنچا ہے۔ صدیوں سے حکمرانوں نے دین کی سرپرستی چھوڑی ہے یہ متوکل لوگ تھے۔ جو دوسروں کے ٹکڑوں اور باسی روٹی پر قناعت کر کے دین کی خدمت کرتے رہے۔ جس طرح بھی ہو ایک عالم دین معاشرے کا نہایت اہم رکن ہوتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے اذہان کو قرآن سے منور کرتا ہے۔

اسی طرح ایک موقعہ پر ایک مولوی صاحب نے مسلکی تعصب کے تحت ایسی بحث چھیڑی کہ اس سے دیگر مسلکوں کے آئمہ کی تضحیک کا شائبہ ہو سکتا تھا۔ شیخ رحمہ اللہ نے اس موقعہ پر مولوی صاحب کو جھڑک دیا اور مزید گفتگو کا موقعہ نہ دیا۔ مسلکی تعصبات میں عام طور پر انتقامی فتوے لگائے جاتے ہیں۔ اس سے شیخ رحمہ اللہ کو بڑا دکھ ہوتا تھا۔ ایک موقعہ پر ایک مذہبی رہنما کو جھڑکتے ہوئے فرمایا کہ بدعتی مشرک اور فتوے لگانے سے احتراز کریں۔ مولوی صاحب نے مناظرانہ انداز میں کہا کہ بعض حضرات مسلمان ہوتے ہوئے صریحا شرک کرتے ہیں۔ ان کو مشرک کہنے میں کوئی باک نہیں۔ شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کفرو شرک پر مصر تھی مگر نوح علیہ السلام ان کو **"قوما تجهلون"** سے پکارتے تھے اور مولوی صاحب کو نصیحت کی کہ دعوت ضد کا نہیں حق بیان کرنے اور پہنچانے کا نام ہے۔ داعی حق کی مثال ایسی ہونی چاہئے۔ جس طرح بیمار بھائی یا بیٹے کے لئے ایک باپ اور بڑے بھائی کے دل میں درد ہوتا ہے۔ بیمار کی حالت جتنی نازک ہو تیمادار کے دل میں اتنی ہی ہمدردی موجزن ہونی چاہئے۔

شیخ نے اپنے مشن کا آغاز درس قرآن و حدیث سے کیا تھا اور اصلاح معاشرہ کے لئے ان کے پاس قرآن و حدیث کا دیا ہوا نسخہ تھا اور وہ اس عظیم الشان نسخے کی بدولت ہی وہ اخلاص' اخلاق اور خیرخواہی کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ ان کی شہادت

کسی بھی دارالعلوم کے قریب سے گزرتے تو وہاں کے علماء اور مدرسین سے بڑے اشتیاق سے ملتے

کے بعد معلوم ہوا کہ شیخ رحمہ اللہ یگانہ روزگار تھے' نہ ان کا کوئی ثانی تھا اور نہ انہوں نے اپنے پیچھے کوئی ثانی چھوڑا ہے۔ وہ ترجمان قرآن تھے۔ اس لئے یوم الست کی آواز سے مست روحیں ان کی طرف کھنچی چلی آتی تھیں۔ حق کے متلاشیوں کے لئے وہ روشنی کا مینار تھے۔ ان کی محفل سے اندازہ ہوتا تھا کہ ایک عالم ربانی کے ساتھ بیٹھنے سے کس طرح انسان شیطان کے دام سے محفوظ رہتا ہے اور اس میں تلاش حق کی جستجو موجزن ہو جاتی ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کو جہاد اور مہاجرین کی خدمات سے عموماً رات کے گیارہ ۱۱ بجے تک فراغت ملتی تھی۔ جب بھی موقعہ ملتا یا علماء کی محفل میں علمی موضوع پر گفتگو ہوتی یا ازخود کسی موضوع پر گفتگو کرتے تو قرآن و حدیث کے حوالے سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ آپ کی محفل میں بیٹھے ہوئے ہر شخص پر خود بخود یہ حقیقت واضح ہو جاتی تھی آپ نے کبھی کسی مسلک کو ہدف تنقید نہیں بنایا بلکہ مسئلہ کے ہر پہلو پر قرآن و حدیث سے روشنی ڈالتے۔ آپ سے جب کوئی عالم دین ملتا یا رخصت ہوتا تھا آپ اسے اپنے گاؤں میں درس قرآن دینے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

شیخ رحمہ اللہ کی مسلکی تعصب سے نفرت کا اس واقعہ سے اندازہ کیجئے کہ ایک دفعہ آپ کو اطلاع دی گئی کہ فلاں جگہ میں آپ کے زیر تعمیر مدرسہ اور مسجد کو منہدم کر دیا گیا ہے۔ آپ نے مسکرا کر کہا کہ اگر یہ اللہ کے بندے اس پر قبضہ کر کے دارالعلوم آباد کرتے تو یہ بہتر ہوتا۔ ہمارے مخالف سہی مگر مسلمانوں کو درس قرآن سے تو مستفید کرتے۔

کٹر سے کٹر مخالف علماء بھی جب آپ کے سامنے آتے تھے تو آپ اس شفقت اور تپاک سے ملتے تھے کہ وہ گرویدہ ہو کر رہ جاتے تھے۔ مدارس کی تعمیر میں ان کی اعانت کیا کرتے تھے کبھی کسی سے اس بارے میں گلہ و شکوہ ظاہر نہیں کیا۔

بعض دفعہ آپ کی جماعت سے وابستہ طلباء اور علماء کرام جو مسلکی تعصبات کی وجہ سے مساجد اور دیہات میں ستائے جاتے وہ جب دیکھتے کہ آپ جماعت الدعوۃ کے مخالف علماء کی قدر و منزلت میں بھی کوئی فرق نہیں کرتے' تو شکوے کیا کرتے تھے۔ مگر آپ ان کو صبر اور فراخدلی کی نصیت کرتے اور فرماتے جو کچھ اس نے کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے۔ پھر بھی وہ ایک عالم دین ہے۔ علماء کرام قابل قدر ہوتے ہیں۔ ہمارا مخالف سہی مگر مسلمانوں کو درس قرآن دیتا ہے اور اس تعلق کی وجہ سے قابل احترام ہے۔

شیخ نے کبھی بھی مسلک کو تعصبات کا رنگ نہیں دیا تھا۔ وہ قرآن و حدیث کے داعی تھے۔ امت کی سراسر خیرخواہی ان کے رگ و پے میں سرایت کر گئی تھی۔ وہ ہر حالت میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ جو کوئی ان کے نزدیک آیا۔ آپؒ کے اخلاق جمیلہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اخلاص' خیرخواہی' اخلاق' ادب' ہمدردی اور قول فعل میں یکسانیت آپ کے وہ ہتھیار تھے۔ جن سے آپؒ نے ہر اس دل کو مسخر کیا جس پر آپ کی نظر کا پرتو پڑا۔

الغرض شیخ رحمہ اللہ کی زندگی قرآن و حدیث۔

قول و فعل قرآن و حدیث

ظاہر و باطن قرآن و حدیث

آپ کی سیاست قرآن و حدیث

آپ کی تحریک قرآن و حدیث

اور قرآن و حدیث کی بالادستی کی تمنا نے ہی بالاخر آپ کو شہادت عظمیٰ کے مرتبے پر فائز کر دیا۔

وہ فرمایا کرتے تھے "قرآن و سنت کی دعوت "ضد" کا نام نہیں بلکہ حق کی وضاحت اور ابلاغ کا نام ہے۔"

بانیٔ جہاد اور جہادِ افغانستان

افغانستان کے اٹھائیس صوبوں میں سے ایک کا نام صوبہ کنڑ ہے۔ یہ افغانستان کے مشرقی صوبوں میں سے ایک ہے اس زرخیز سر سبز و شاداب صوبے کی سرحدیں پاکستان کی قبائلی علاقوں مہمند ایجنسی، باجوڑ ایجنسی اور ضلع چترال سے ملتی ہیں۔ صوبہ کنڑ چودہ تحصیلوں پر مشتمل ہے جس کا صدر مقام اسد آباد ہے چھ تھانے اور پانچ چھاؤنیاں ہیں۔ اس کے علاوہ اسد آباد میں ایک ایئر پورٹ بھی ہے۔ اس صوبے کو کئی لحاظ سے امتیاز حاصل ہے۔ اسی صوبے نے، جمال الدینؒ افغانی جیسے جلیل القدر مسلمان لیڈر کو جنم دیا۔ جس نے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی پان اسلام ازم کا نعرہ بلند کر کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کی۔ اسی صوبے کو یہ افتخار بھی حاصل ہے۔ کہ اس نے امام الجہاد شیخ جمیل الرحمانؒ شہید جیسے جلیل القدر عالم دین اور مرد مجاہد کو جنم دیا۔ جس نے کار ہائے نمایاں انجام دیئے اور تاریخ کے صفحات میں آنے والی نسلوں کیلئے انمٹ نقوش ثبت کئے۔

افغانستان تحریک جہاد کا آغاز اسی کنڑ کے کہساروں سے ہوا جو پھیلتے پھیلتے سارے افغانستان میں وسعت اختیار کر گیا۔ بانی جہاد افغانستان الشیخ جمیل الرحمٰن شہید صوبہ کنڑ کے موضع ننگلام میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے انتہائی متقی و پرہیز گار تھے۔ دینی علوم سے انتہائی لگاؤ تھا۔ پاکستان کے دینی مدارس میں اعلیٰ تعلیم سے بہرہ مند ہو کر عازم افغانستان ہوئے۔

امتیاز بنگش

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق فرما کر اس دلکش زمین پر بسا دیا۔ اور اس کو اشرف المخلوقات کا درجہ دے کر نیکی و بدی سمجھا دی۔ وہ جب دیکھتا ہے کہ واضح ہدایات کے باوجود اس کے نافرمان بندے ظلم و فسق، بے حیائی و عریانی اور ناانصافی سے دھرتی کو آلودہ کرتے ہیں تو وہ متبادل بندوبست کرتا ہے۔ کبھی تو ظالموں پر کوئی دوسری ظالم تر قوم ان پر مسلط کر دیتا ہے اور کبھی اپنے ہی خود سر لوگوں میں سے کسی نیک بندے کو منتخب کر کے اسے توفیق دیتا ہے کہ معاشرتی برائیوں کا خاتمہ کریں۔ جب افغانستان کے گمراہ حکمرانوں نے ظلم و ستم کا بازار گرم کیا۔ عیش و عشرت کے ان پجاریوں نے غیور قوم کی غیور بیٹیوں کو بے پردہ کرنا شروع کیا۔ پردے کو ترقی کے راہ میں رکاوٹ سمجھا گیا۔ ترقی کے نام پر عریانی اور بے حیائی کو فروغ دیا گیا مسلمان دوشیزائیں منی اسکرٹ کی دلدادہ بن گئیں۔ کیمونزم کے گود میں پلنے والی نئی نسل نے اعلیٰ مناسب پر فائز ہو کر حکمرانوں کے ہاتھ مضبوط کئے اسلامی عقائد اور احکامات کی سرعام پامالی شروع ہو گئی ظاہر شاہ کے بعد داؤد کے زمانے میں یہ عناصر کھل کر سامنے آ گئے۔ ملحدانہ نظریات کا علی الامکان پرچار ہونے لگا۔ افغانستان کے مسلم دنیا سے رابطے اس قدر کمزور پڑ گئے تھے کہ اس پر غیر مسلم ملک کا گمان ہوتا تھا۔ کیمونسٹ ممالک سے سیاسی رشتے استوار ہو

شیخ صاحب کہا کرتے تھے "کام اس طرح کرو کہ آپ کو میڈیا کے پاس نہیں بلکہ میڈیا کو آپ کے پاس آنا پڑے۔"

قدم پر چلنے والوں کو توفیق مرحمت فرمائے کہ وہ ان کے مشن کو جاری رکھیں۔"

○

مولوی فضل گل کڑنگل:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ اسی جہد و کوشش میں تھے کہ اللہ کا نظام دنیا کے اندر قائم ہو جائے اور قرآن و سنت کی اشاعت مسلسل ہوتی رہے۔"

□

عبدالمالک مالکیار:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ کی شہادت کا غم صرف ہمارا غم نہیں یہ بلکہ یہ تمام مسلمانوں کا مشترکہ غم ہے۔ اللہ ہم سب کو صبرو استقامت عطا فرمائے۔"

☆

محمد محمدی:

"یقیناً شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے جس عزم کا ارادہ کیا تھا وہ انہوں نے پورا کر دیا اور جو قربانی وہ دینا چاہتے تھے اللہ کے راستے میں دے دی۔"

○

انجینئر امیر جان:

"شیخ جمیل الرحمٰن شہید کے کارناموں اور صلاحیتوں کا احاطہ کرنے سے میرا قلم عاجز ہے صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ شیخ جمیل الرحمٰنؒ شہید صوبہ کنٹر کے مجاہدین کے لئے ایک عظیم نعمت تھے۔"

□

مولوی محمد گلاب صدیقی نائب جماعت اشاعت التوحید والسنہ افغانستان:

"شیخ صاحبؒ نے اپنی زندگی میں جہاد کرتے ہوئے عظیم کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ ان کی شہادت پر ہم سب غم زدہ ہیں۔"

عبدالحی سلفی کارکن تنظیم طلبہ سلفیہ صوبہ پکتیا ولوگر:

"ہم شیخ کی شہادت پر غم زدہ ہیں مگر ان کی شہادت پر فخر بھی کرتے ہیں کیونکہ شہادت کا درجہ پانا ہمارے اسلاف کی وراثت ہے۔"

○

ڈاکٹر عبدالجبار (کمال صاف):

"مولوی شیخ جمیل الرحمٰن شہید کی شہادت حق پرست علماء کے لئے عظیم المیہ ہے۔"

□

جماعت اسلامی باجوڑ ایجنسی کے امیر مولانا محمد شریف:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ قرآن و سنت کے تابع اور افغانستان کے جاری جہاد کے بانیوں میں سے تھے۔ موصوف بیواؤں، یتیموں، غریبوں کے شفیق ہمدرد تھے وہ افغانستان میں ایک حقیقی اسلامی حکومت کے خواہاں اور شہادت کے آرزو مند تھے۔ اللہ نے ان کو اس درجے سے نوازا۔ اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ آمین"

☆

عبدالقیوم برکنڈتی صوبہ کنڑ:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ کی شہادت کا یہ دن اور ہمارے لئے "عام الحزن" کی حیثیت رکھتا ہے۔"

○

محمد عمر دارالعلوم صدیقیہ لنڈی کوتل خیبر ایجنسی و مولوی شہزادہ گل حقانی:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ کی شہادت سے جہادی پروگرام میں ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جسے پورا کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ شیخؒ وہ خوش قسمت مجاہد ہیں جنہوں نے جہاد کا آغاز کیا اور اس نیک اور بابرکت اقدام پر تمام افغانستان کے مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ابھارا۔"

شیخ رحمتہ اللہ کی شہادت کا دن ہمارے لئے "یوم الحزن" کی حیثیت رکھتا ہے

رہے تھے۔ خارجہ پالیسی یوں تربیت پائی کہ مالی وسائل کے علاوہ حربی تربیت بھی ماسکو سے ملنے لگی، سو فیصد اسلامی ملک کی، اسلامی ملک کی اسلامی حیثیت جاتی رہی۔ سیاست، تعلیم، سماجی حالت اس قدر دگرگوں تھی۔ کہ اسے مسلم قوم سے تعبیر کرنا بھی بہت مشکل تھا۔ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جانے لگا عیاشیوں کے دلدادہ روس کے تربیت یافتہ ٹولہ نے کمیونزم کا پرچار تیز سے تیز تر کر دیا۔ اسلامی روایات و نظریات سے انحراف اور باطل نظریات کا پرچار قہرالٰہی کو دعوت تھا۔ قوم مٹھی بھر روسی تربیت یافتہ ٹولے کے گھیرے میں پھنس کر رہ گئی تھی۔ اسلام کو فرسودہ نظام قرار دیا جانے لگا۔

علماء کی مصلحت آمیز خاموشی انہیں مجرم بنا رہی تھی۔ حق

> حق گوئی کی بجائے مصلحت آمیز خاموشی
>
> علماء حق کو مجرم بنا دیتی ہے

گوئی اور گردن کٹوانا تو علمائے حق کا وطیرہ رہا ہے۔ ان حالات میں ایک توانا اور زوردار آواز ابھری۔ "اس مسلم ملک میں فحاشی، عریانی، ظلم و ستم اور بدعات کا راج نہیں ہونا چاہئے۔ اے علمائے دین آیئے ہم باہم مل کر اپنے مشترکہ دشمن کو سر اٹھانے سے پہلے کچل دیں۔ کنڑ کے کہساروں سے اٹھنے والی یہ آواز یہ گونج اور یہ تکبیر فضا میں ارتعاش پیدا کر دیتی ہے یہ آواز یہ نعرہ اور یہ اعلان جہاد ہی تھا۔ جس کا مجسم نام الشیخ جمیل الرحمٰنؒ شہید تھا بانی جہاد افغانستان الشیخ جمیل الرحمٰنؒ شہید نے ان حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے اور باطل قوتوں کے عزائم کو ناکام بنانے کا پختہ عزم کر لیا۔ اپنے آبائی گاؤں ننگلام سے تحریک اصلاح معاشرہ و اصلاح عقیدہ کا آغاز کیا۔ قرآن و حدیث اور اس کے تشریح سے مردہ قلوب و اذہان کو نور اسلام سے منور کرنا شروع کیا غلط رسم و رواج اور شرک و بدعت کے خلاف منظم کوششیں شروع کر دیں۔ وہ جانتے تھے کہ جب تک محراب و منبر کے نقیب خواب غفلت سے بیدار نہ ہوں گے موثر تحریک کا آغاز ممکن نہیں۔ اسی مقصد کو جلا بخشنے کے لئے امت مسلمہ نامی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ علماء حق یکے بعد دیگرے اس میں شامل ہوتے چلے گئے جلد ہی یہ قافلہ اسلام صوبہ کنڑ میں عقیدۂ توحید کا لافانی نور پھیلانے لگا۔ روسی دوستی کے نام پر گمراہ افغانستان حکمرانوں کے ہاتھ مضبوط کر رہے تھے ان کے باطن میں گرم پانیوں تک رسائی حاصل کر کے عالم اسلام کے وسائل پر قبضہ کرنے کا منصوبہ تھا۔ شیخ جمیل الرحمٰنؒ جو ایک عالم باعمل اور زیرک سیاستدان تھے، نے روس کی افغانستان میں بڑھتی ہوئی دلچسپی اور دوستی کے نام پر ہونے والے معاہدوں کو بغور جائزہ لیا تو انہیں روس کے مذموم عزائم کا پتہ چل گیا انہوں نے علی الاعلان ملک دشمن معاہدوں پر سخت تنقید کرنا شروع کی۔ گمراہ حکمران سردار داؤد شیخ جمیل الرحمانؒ کے پرعزم ارادوں اور بڑھتی ہوئی مقبولیت سے بوکھلا گیا۔ اس نے شیخؒ اور ان کے رفقاء پر ظلم و ستم کا بازار گرم کئے رکھا کئی بچے یتیم ہوئے بیواؤں کے آنچل کھینچے گئے شیخ صاحبؒ کے کئی رفقاء اور رشتہ داروں کو اغواء کر لیا گیا۔ جن کا ہنوز پتہ نہ چل سکا۔ جیل خانے اور عقوبت خانے توحید کے پرستاروں سے بھر گئے۔ بوڑھے، بچے، جوان، مرد عورتیں سب ان کے مظالم کا نشانہ بنے شیخ صاحب کی تلاش شروع کر دی اور کنڑ کا چپہ چپہ چھان مارا۔ شیخ صاحب نے یہ طریقہ کار اپنا لیا تھا کہ وہ رات کے وقت مختلف مقامات پر درس قرآن و حدیث دیتے۔ مسلمانوں کو راہ عمل پر ابھارتے تھے ۱۹۷۸ء میں روس نے اپنے کٹھ پتلی سردار داؤد کو قتل کرا کے کمیونسٹ نور محمد ترہ کئی کو مسند اقتدار پر بٹھایا۔ جو برسراقتدار آتے ہی اشتراکیت کے نام پر خلاف اسلام اقدامات کر کے کمیونزم کے لئے راہ ہموار کر رہا تھا۔ علماء حق نے آخرکار سکوت توڑ ڈالا۔ اور جمع ہو کر حکومت وقت کے خلاف فتویٰ جہاد

اسلامی تعلیمات سے انحراف اور باطل نظریات کا پرچار قہر الٰہی کو دعوت دیتا ہے

دیا- فتویٰ کا فوری ردعمل یہ ہوا کہ صوبہ کنڑ کے دلیر مسلمانوں نے جہاد کو اپنا مقصد بنا لیا- جس کو دیکھتے ہوئے افغانستان کے غیور مسلمان بھی آمادہ جہاد ہوئے شیخ جمیل الرحمنؒ اور ان کے ساتھیوں نے آسمار سب ڈویژن کے علاقہ شیگل اور کنڑ کی سب ڈویژن وادی پیچ سے بیک وقت جہاد کا آغاز کیا پچیس' مجاہدین نے مل کر فوج پر حملہ کر دیا- جس میں تین مجاہدین نے جام شہادت نوش فرما کر صوبہ کنڑ کو جہاد کا اولین مقام ہونے کا اعزاز بخشا' اس جھڑپ کے بعد روس کے کٹھ پتلی حکمران کی نیند حرام ہو چکی تھی شیخ جمیل الرحمان ایک متوازی شخصیت کے روپ اس کے سامنے تھے- غصے میں بپھرے ہوئے روسی حواریوں نے شیخؒ صاحب اور ان کے رفقا کو ختم کرنے کے لئے طیارے بھیجے جنہوں نے آگ کی بارش برسا کر صوبہ کنڑ کے پانچ ہزار آبادی پر مشتمل خوبصورت گاؤں ننگلام کو نیست و نابود کر دیا- شیخؒ صاحب نے دعوت جہاد کو تیز تر کر دیا- وسائل سے محرومی کے باوجود صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے آہستہ آہستہ مجاہدین شامل ہوتے رہے- جہادر وسعت اختیار کرتا رہا- صوبہ کنڑ سے ملنے والا مال غنیمت پورے افغانستان میں پھیلا دیا گیا اور یوں جہاد فی سبیل اللہ پورے افغانستان میں پھیلتا چلا گیا- کمیونسٹوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے ساتھ ہی مہاجرین کے قافلے بھی پاکستان آنا شروع ہو گئے- مختلف مجاہد راہنماؤں نے اس جہاد کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے کئی احزاب بنائے- اور اپنے گروپوں کو مضبوط بنا کر کمیونسٹوں کے لئے وبال جان بن گئے- شیخ جمیل الرحمانؒ نے بھی اپنے ساتھیوں کو منظم کر کے ایک نئی پارٹی کی بنیاد ڈالی جس کا نام جماعت الدعوۃ القرآن والسنہ رکھا- افغانستان میں کمیونسٹ حکومت کی وحشت انگیزیاں بربریت اختیار کر رہی تھیں- اسلام کی بے حرمتی اور علما پر عرصہ حیات تنگ کیا جانے لگا- شیر دل مجاہدین بے سرو سامانی کی حالت میں لڑ رہے تھے روسی فوجوں سے چھینا جانے والا اسلحہ انہی پر استعمال ہونے لگا- افغانستان جلنے لگا اور یوں سر کٹتے' دھڑ تڑپتے اور بچے یتیم ہوتے رہے خواتین کے دوپٹے چھینے جانے لگے- مساجد اور عوام پر وحشیانہ بمباری شروع ہو گئی- خوبصورت سر سبز افغانستان' کھنڈرات میں تبدیل ہونے لگی- فضا روسی طیاروں کی گھن گرج سے لرزنے لگی ہر طرف موت کا رقص تھا چنگیز خان کی وحشت انگیزیاں ان کے سامنے ماند پڑ گئیں- ہر طرف بموں کے دھماکے' طیاروں کی بمباری' توپوں کی گھن گرج اور ٹینکوں کی ہلاکت انگیزیوں سے ساعت پھٹی جا رہی تھی مسلمانوں کو حرف آ کر مٹانے کا عزم ہو چکا تھا- ایک کٹھ پتلی ترہ کئی قتل کرا کے دوسرے کٹھ پتلی حفیظ الامین کو لایا گیا- لیکن شیر دل مجاہدین کے عزائم بلند ہوتے چلے گئے- حفیظ الامین کے قتل کر کے ببرک کار مل کو لایا گیا اب روسی ریچھ کی نیندیں اڑ چکی تھی مجاہدین بے

> **شیخؒ نے علماء سے جہاد کا فتویٰ لیا تو**
> **صوبہ کنڑ کے مسلمانون نے جہاد کو**
> **اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا**

سر و سامان حالات میں بھی دشمنوں کے دانت کھٹے کر رہے تھے دوسری طرف دنیا کی ایک بڑی سپرپاور سوویت یونین تھی- نت نئے اسلحے کو آزمایا گیا نیپام بم بارش کے قطروں کی طرح برسائے گئے اس نے اپنے تمام وسائل اس جنگ میں جھونک دیئے- جواب بیٹے بوڑھے والدین کے سامنے قتل کر دیئے گئے مجاہدین کی دلیریاں بیسویں صدی میں معجزے دیکھا رہی تھیں تمام دنیا میں مجاہدین کے کارناموں کا ڈنکا بج رہا تھا- نت نئے کارنامے تاریخ میں رقم کئے جا رہے تھے- دنیائے اسلام کا سرفخر سے بلند ہو رہا تھا- دنیائے روس ذلت و رسوائی کا نشانہ بن رہا تھا ناکامیاں ہی ناکامیاں اس کا مقدر تھا- دنیا کا سپرپاور نہتے مجاہدین کے ہاتھوں دم توڑ رہا تھا- خاد کے ظالم' سربراہ نجیب کو مسند

اسلامی شعائر کی بے حرمتی پر علماء کی مصلحت آمیز خاموشی انہیں مجرم بنا دیتی ہے

اقتدار پر بٹھا کر ظلم کی انتہا کر دی گئی۔ دوسری طرف روسی طیاروں ٹینکوں اور توپوں کی تباہی اور ہزاروں فوجیوں کی ہلاکت سے دوچار ہو چکا تھا۔ اقتصادی لحاظ سے روس دیوالیہ ہو چکا تھا۔

اب روس فرار کی راہیں ڈھونڈ رہا تھا۔ افغانستان روسیوں کا قبرستان بن گیا۔ آخرکار امریکہ اور اقوام متحدہ کی وساطت سے جنیوا معاہدہ کے آڑ میں افغانستان سے نکل گیا۔ ورنہ روس کی ہمیشہ کے لئے تباہی یقینی تھی' اس جہاد میں جماعت الدعوۃ کے پچاس ہزار مجاہدین اپنے امیر شیخ جمیل الرحمان کے قیادت میں روسی و افغان کیمونسٹوں کو واصل جنم کر رہتے تھے۔ ایک ماہر جنگ جرنیل فوجوں کو میسر آ جائے تو ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہے شیخ جمیل الرحمانؒ اعلیٰ پائے کے جرنیل تھے۔ اس مرد مجاہد

> متناسب نمائندگی کی بنیاد پر ہونے
> والے انتخابات میں جماعت الدعوۃ
> کو بھرپور کامیابی نصیب ہوئی

کی مومنانہ صفات کے تو سب معترف تھے لیکن بطور پر سپہ سالار جنگ ان کی بہادریوں اور کارناموں کا اعتراف دشمن بھی کریں گے۔ روسی فوجیں دس سال تک مجاہدین کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانے کے بعد دریائے آمو پار کر گئیں افغانستان میں جو سب سے پہلے صوبہ آزاد ہوا۔ وہ کنڑ ہی ہے اس صوبے کے عوام نے شجاعت و بہادری کے لازوال کارنامے رقم کئے کنڑ کو کیمونسٹوں سے پاک کرنے کے بعد شیخ صاحب نے اپنے دیرینہ خواب کی تکمیل کے لئے جدوجہد شروع کر دی۔ آزادی کے بعد اس صوبے کے مجاہدین نے ایک متحدہ انتظامیہ تشکیل دینے کی جدوجہد کی۔ تاہم بعض فروعی اور جزوی اختلافات کے باعث جماعۃ الدعوۃ کے مقابل ایک متوازی انتظامیہ تشکیل دی گئی اور

یوں یہ صوبہ ایک سال تک دو مختلف اور متوازی حکومتوں کے زیراثر چلتا رہا۔ ایک سال بعد متناسب نمائندگی کے بنیاد پر آتشیں ہتھیاروں کی موجودگی کے باوجود پر امن انتخابات ہوئے جس میں جماعت الدعوۃ کو کامیابی نصیب ہوئی اور باہمی مشاورت سے امارات اسلامی کے نام سے ایک اسلامی حکومت قائم کر دی گئی۔ جس کے سربراہ شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ منتخب ہوئے۔ انتخابات میں حاصل کردہ ووٹوں کے بنیاد پر دیگر تنظیموں کو شوریٰ میں نمائندگی دی گئی' شیخ جمیل الرحمانؒ نے امارت اسلامی کے سربراہ منتخب ہونے کے بعد مجلس شوریٰ کے ذریعے دیرپا مثبت نتائج حاصل کرنے کے لئے' اہداف مقرر کئے جن میں چند ایک یوں ہیں۔

(۱) خدا کی حاکمیت اعلیٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن حکیم اور سنت رسولؐ کی روشنی میں قانون' ضابطے اور اصول ترتیب دیئے جائیں۔

(۲) ہر وہ ممکن راستہ اور طریقہ اپنایا جائے جس سے مجاہدین' مہاجرین اور عوام کے درمیان اتحاد و یگانگت' محبت و اخوت کو فروغ ملے۔

(۳) امن و امان کو یقینی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ شرعی قوانین کے مطابق ہر فرد کو بلاامتیاز انصاف ملے۔

(۴) عدلیہ اور انتظامیہ مکمل طور پر آزاد ہو وہ خدا اور رسولؐ کے علاوہ کسی سے بھی متاثر نہ ہو۔

(۵) جاہلی رسوم و رواج اور قبائلی تعصبات کو حکمت و تدبیر سے دور کیا جائے۔

(۶) جہاد فی سبیل اللہ کو تیز تر کرنے کے لئے مسلم افغان اور امت مسلمہ کو متحرک کیا جائے۔

(۷) آزاد خود مختار مسلم ملک افغانستان میں خالص اسلامی حکومت کی راہ ہموار کی جائے۔

(۸) صوبہ اور عوام کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر شعبہ حیات کو اسلامی بنیادوں پر استوار کر

کے اس پر مکمل اور مسلسل نظر رکھی جائے۔

(۹) مساجد میں درس قرآن و حدیث کا اہتمام کیا جائے۔ دینی مدارس کا جال بچھا دیا جائے نیز جدید علوم کے اداروں کو ترقی دے کر ان کے اسلامی مجاہدانہ کردار کی تعمیر کی جائے۔

(۱۰) ہر مکتبہ فکر کے علماء کو باوقار بنا کر انہیں متحرک کیا جائے۔ تاکہ وہ آفاقی نظریہ اسلام سے غیر مسلم اقوام کو متاثر کر سکیں۔

شیخ شہیدؒ نے ان اقدامات کے حصول کے لئے تیزی سے اقدامات شروع کئے۔ امارت اسلامی قرآن و حدیث کے اصولوں کو ہر شعبہ حیات پر حاوی کرنے کے لئے مصروف عمل تھی آپؒ نے امارت اسلامی میں مکمل طور پر اسلامی شریعت نافذ کر کے اقوام عالم کو حیران کر دیا۔

(۱) تمام ضلعوں اور تحصیلوں میں امارت اسلامی کے تحت مقامی انتظامیہ تشکیل دی گئی۔ شرعی عدالتیں قائم کر دی گئیں۔ اسلامی شریعت کے مطابق سزاؤں کے نفاذ سے پورے صوبے میں امن و امان بحال ہوا۔ تنازعات اور مقدمات جلدی نمٹائے جانے لگے۔

(۲) امارت اسلامی نے چھ ہزار تربیت یافتہ فوج اور دو ہزار تربیت یافتہ پولیس فورس قائم کر دی۔

(۳) چوروں، ڈاکوؤں، لیڈروں، راہزنوں، اجرتی قاتلوں اور دوسرے مجرموں کے خلاف منظم کارروائیاں کر کے ان کا صفایا کر دیا۔

(۴) تمام نشہ آور اشیا پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی اور پوست کی کھڑی فصلوں کو تلف کر کے زمینداروں اور کسانوں کو ان کا معاوضہ ادا کرنے کے علاوہ متبادل روزگار دلایا گیا۔

(۵) زانیوں کو رجم (سنگسار) کیا گیا اور چوروں کے ہاتھ کاٹے گئے۔

(۶) ڈیڑھ سو چھوٹے بڑے مدارس قائم کئے گئے۔

(۷) زرعی نظام کو درست کرنے کے لئے زرعی نہروں اور نالیوں کو درست کیا گیا۔ سڑکیں اور پلوں کو تعمیر کیا گیا۔

صوبے میں امن بحال ہوتے ہی پانچ سو مہاجر خاندان پاکستان کے مختلف کیمپوں سے واپس آکر اسد آباد میں رہائش پذیر ہوئے۔ ان مہاجرین کے آباد کاری کے لئے امارت اسلامی نے ہنگامی بنیاد پر پروگرام شروع کیا تھا۔

(۸) تجارت، زراعت، تعلیم صحت اور دیگر فلاحی منصوبوں کے لئے بنیادی اقدامات کئے گئے۔ ان اقدامات سے اسد آباد اور اس خطے کی رونقیں واپس لوٹ آئیں تھی۔ بیسویں صدی میں یہ عظیم الشان معجزہ رونما ہوا تھا۔ امارت اسلامی محدود وسائل کے باوجود کامیابی سے چل رہی تھی دشمنان اسلام کی نیندیں حرام ہو چکی تھی۔ اس جدید دور میں اسلامی نظام کا نفاذ اور اس کا کامیابی سے چلنا ایک معجزہ ہی تو تھا۔

کٹھ پتلی نجیب اور ان کے حواریوں کو امارت اسلامی کی شکل

امارت اسلامی کے قیام کے بعد امن و امان بہتر ہوا تو پانچ سو مہاجر خاندان پاکستان سے اسد آباد منتقل ہو گئے

میں اپنی بھیانک موت صاف نظر آ رہی تھی۔ ۲۲ اپریل ۱۹۹۱ء کی شام اسد آباد کے خوش و خرم باشندے، خریداریوں اور گپ شپ میں مصروف تھے کہ خوفناک سکڈ اور بلاسٹک میزائلوں نے بھیانک تباہی مچا دی۔ ہر طرف زخمیوں کی آہ و بکا اور موت کا بھیانک خونین منظر تھا۔ پل بھر میں تین سو سے زیادہ بے گناہ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ ہزاروں زخموں سے چور تھے۔ امارت اسلامی نے دن رات کام کر کے زخمیوں کو ہسپتال اور شہیدوں کو دفن کر دیا اس سانحے کے بعد گویا کنڑ نظر بد کا شکار ہو گیا۔ دشمنان اسلام کے مذموم عزائم کامیاب ہو رہے تھے۔ غیر تو غیر اپنے بھی بیگانے بننے لگے۔ حوصلہ افزائی کے بجائے حوصلہ شکنی ہونے لگی۔ خطہ ارضی پر عصر حاضر میں پہلی امارت اسلامی جو

موجودہ افغان خلفشار نے آپ کے سہ نکاتی فارمولے کی صداقت واضح کر دی ہے۔

امت مسلمہ کی امانت تھی۔ منظم سازشوں کے ذریعے تباہی سے دوچار کی جا رہی تھی۔ اپنے غیر بن رہے تھے۔ جو اسلحہ دشمن پر استعمال کرنے کا تھا وہ اپنوں پر استعمال ہونے لگا۔ ۱۸ مئی سے ۳۰ اگست ۱۹۹۱ء تک خونریز جھڑپوں کے ذریعے امارت اسلامی کے جس پودے کو تقریباً دو سال پہلے شیخ جمیل الرحمٰن نے بڑی قربانیوں اور شہیدوں کا خون دے کر لگایا تھا۔ اسے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی گئی۔ آپؒ نے مسئلہ افغانستان کے حل کے لئے تین نکاتی فارمولہ پیش کیا تھا۔ جو درج ذیل ہے۔

(۱) افغانستان کی فتح اور خالص اسلامی حکومت کے قیام کا واحد راستہ جہاد فی سبیل اللہ ہے' اس کے علاوہ جو راستہ بھی' اختیار کیا گیا وہ کانٹوں سے پر ہو گا۔ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے لازم ہے کہ سب جہادی قوتیں متحد ہوں یلغار سے جو فتح حاصل ہو گی۔ وہ ہی پائیدار ہو گی اور بعد از فتح اہل افغانستان انتشار سے بھی محفوظ رہیں گے اور بیرونی طاقتوں کو مداخلت کی جرات بھی نہ ہو گی۔

(۲) مغربی طرز جمہوریت افغانستان کے لئے زہر قاتل ہے۔ یہ انداز جمہوریت جس مسلم ملک نے بھی اپنایا وہاں نہ تو نفاذ اسلام ممکن ہوا اور نہ ہی وہ حکومتیں مستحکم ہو سکیں۔

(۳) آزاد افغان علاقوں میں متحدہ اسلامی اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ شیخؒ صاحب نے بیرونی مداخلت سے محفوظ رہنے کے لئے یہ تجویز بار بار مجاہدین اور تنظیموں کو پیش کی۔ اگر مجاہدین خواہ وہ کسی بھی گروپ یا تنظیم سے متعلق ہوں اپنے تمام جہادی اور دیگر وسائل ان اداروں کو حوالے کریں۔ تو مختصر مدت میں فتح ہماری قدم چومے گی انتشار اور خلفشار کا خاتمہ ہو گا۔ متحدہ کمان ہی قوم کو متحد رکھ سکے گی۔ جب آزاد علاقوں میں متحدہ اسلامی ادارے شرعی قوانین نافذ کریں گے۔ تو یقیناً موجودہ بدامنی کی فضا باقی نہ رہے گی۔ مزید یہ کہ مستقبل کی اسلامی حکومت کی راہ ہموار ہو گی۔

شیخ صاحبؒ کا یہ سہ نکاتی فارمولا جسے ہم اوپر درج کر آئے ہیں۔ اس کا ایک ایک فقرہ غور سے پڑھیے۔ کیا فتح کابل کے بعد کے حالات نے ثابت نہیں کر دیا کہ یہی فارمولا افغان مسئلے کا صحیح' درست اور پائیدار حل تھا۔ اگر اس وقت اس فارمولے پر عمل کر لیا جاتا تو آج کابل ان حالات سے دوچار نہ ہوتا۔

شیخ شہیدؒ اتحاد امت مسلمہ کے' زبردست داعی تھے۔ وہ بے شمار خصوصیات کے مالک تھے۔ انہوں نے مختصر مدت میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا لیا۔ وہ یتیموں اور شہدا کی بیواؤں کی خصوصی مدد فرما کرتے تھے' اور ان کی کفالت کرتے تھے ان کے زیراہتمام چلنے والے چھ سو مدارس اب بھی کام کرتے ہیں۔ وہ ایک بے مثل عالم باعمل تھے ایک کچے سے مکان میں عام آدمی کے طرح رہتے تھے۔ دشمن اسلام ان سے سخت خائف تھے۔ ان کو راہ حق سے ہٹانے کی ہر ممکن تدابیر اختیار کی گئیں آخرکار دشمنان اسلام اپنے عزائم میں کامیاب ہو گئے۔ یہ ۳۰ اگست ۱۹۹۱ء کی بات ہے۔ شیخؒ صاحب نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے تیاری کر رہے تھے کہ شیخؒ صاحب کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اگرچہ قاتل بھی قتل ہو گیا۔ لیکن اس حادثہ فاجعہ نے ہم سے ایک عظیم شخصیت ہمیشہ کے لئے جدا کر کے عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچایا۔ جہاد افغانستان کے لئے شیخ جمیل الرحمان کی خدمات ہمیشہ کے لئے سنہری حروف میں لکھی جائیں گی۔

قرآن و سنت کا عملی نفاذ ہی جاہلی رسوم اور قبائلی تعصبات کے زہر کا تریاق ہے۔

امارتِ اسلامی کے مثبت نتائج

امارتِ اسلامی کے قیام کے ولولہ انگیز اثرات کا جائزہ

جمیل اختر

آج سے چودہ سال قبل ۲۷ ستمبر ۱۹۷۹ء کو روس نے سپر طاقت ہونے کے زعم میں سپر حماقت کرتے ہوئے افغانستان میں اپنی فوجیں اتار دیں۔ روس کا افغانستان میں پوری دنیا کی موجودگی میں بین الاقوامی جغرافیائی اور اخلاقی قوانین کی پرواہ کئے بغیر ایک چھوٹے سے ہمسایہ ملک میں یوں اپنی فوجیں اتارنا' دراصل انجام تھا اس آغاز کا' جب روس نے افغانستان کو غیر مشروط طور پر فوجی امداد کے ساتھ ساتھ تعلیمی' سیاسی' ثقافتی اور نظریاتی امداد بھی دینا شروع کر دی اور یوں افغانستان کی اس نوجوان نسل کو بے دین اور بے غیرت بنانے کی کوششیں شروع کر دیں جن کی گھٹی میں دین اور غیرت شامل ہے۔ روس کے ان حربوں سے شہروں میں موجود "مہذب" طبقہ تو متاثر ہوا مگر دیہاتوں اور قصبوں تک ان کے اثرات ابھی نہیں پہنچے پائے تھے کہ اسلام کا درد رکھنے والے لوگوں نے اس بڑھتے ہوئے طوفان کو دیکھ لیا اور اس کے سدباب کے بارے میں فکرمند ہو گئے۔

روس نے افغانستان کے ساتھ تعلقات کی آڑ میں افغان طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کا جھانسہ دے کر ان کی برین واشنگ کر کے اپنی تعلیم و تربیت کے زہریلے اثرات منتقل کر کے دوبارہ افغان مسلم معاشرے میں داخل کر دیا۔ وہ سوشلزم اور کمیونزم کو ہی اپنا دین اور ایمان سمجھ بیٹھے تھے۔ یوں افغان معاشرے میں لادین عناصر کا ایک مربوط اور منظم گروہ برسرپیکار ہو گیا۔ اسے کابل یونیورسٹی جیسے ادارے بھی ملے اور انتظامی کل پرزوں کے کلیدی عہدے بھی۔ اس طبقے کی ذہنی کیفیت کا اندازہ لگا کر شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے اپنی مومنانہ بصیرت سے افغانستان کا اپنے شاندار ماضی سے رشتہ ٹوٹنے کا خطرہ محسوس کیا تو میدان عمل میں آنے کی ٹھانی۔ عقیدہ توحید اور قرآن و سنت کی روشنی میں اصلاح معاشرہ کا کام اپنے صوبے کنڑ سے شروع کر دیا۔ کوہساروں' وادیوں' بستیوں اور دیہاتوں میں جہاں تک ممکن ہو سکا حوصلہ شکن حالات میں بھی لوگوں کی اصلاح کی۔ علما کو اس طرف توجہ دلائی۔ "امت مسلمہ" کے نام سے علما کی ایک جماعت تشکیل دی۔ یوں آپ نے ایک طرف عوام الناس کی اصلاح کی تو دوسری طرف طاغوتی حکمرانوں کو ان کی خارجہ اور داخلہ پالیسیوں کے حوالے سے للکارا۔ ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ روسی فوجیں در آئیں دعوت کا مرحلہ ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ جہاد کا مرحلہ سر پہ آ گیا۔ کنڑ کی سرزمین کو مسلح جدوجہد کا اولین مرکز بننے کا شرف شیخ کی بدولت حاصل ہوا۔

جہاد اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھ رہا تھا۔ روس افغانستان کی اپنی منتخب کردہ دلدل میں پھنستا چلا گیا۔ صوبہ کنڑ ہی وہ پہلا صوبہ تھا جہاں سے روسی افواج کا مکمل اخراج عمل میں آیا۔ شیخ رحمتہ اللہ نے صوبہ کے آزاد ہوتے ہی اسلام کا شرعی

روس نے اعلیٰ تعلیم کی آڑ میں نئی نسل کی برین واشنگ کر کے زہریلے نظریات منتقل کر دیئے

نظام "امارت اسلامی" کی صورت میں نافذ کر دیا۔ چودہ سو سالہ تاریخ میں شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے بعد شیخ رحمتہ اللہ کے ہاتھوں اس ماڈرن ایج میں امارت شریعہ کا قیام ایک معجزے سے کم نہیں ہے اور شیخ صاحبؒ نے یہ کارنامہ کر دکھایا۔ "امارت اسلامی" کا قیام اسلام دشمن طاقتوں' اسلام سے بغض و عناد رکھنے والے عناصر اور تجدد پسند نام نہاد مسلمانوں کے لئے ایک تازنے سے کم نہیں تھا۔ اس "حادثے" نے ان کو بوکھلا کر رکھ دیا۔ دوسری طرف وہ لوگ بھی تھے جو مدت سے اس بادبہاری کے منتظر تھے جب "امارت اسلامی" وجود میں آئی تو انہیں اسلامی نظام کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔

امارت اسلامی نے اپنے قیام کے بعد جو اقدامات کئے ان

> امارت اسلامی کا قیام اسلام دشمن عناصر اور نام نہاد تجدد پسند مسلمانوں کے لئے ایک تازیانے سے کم نہیں تھا۔

کی ایک جھلک درج ذیل ہے۔

۱۔ سارے معاملات کے فیصلے شریعت کے مطابق ہوتے ہیں۔

۲۔ امن و امان برقرار رکھنے کے لئے دو ہزار نفوس پر مشتمل پولیس فورس قائم کی گئی۔

۳۔ امارت اسلامی کے تحت کنڑ میں تعمیر نو کا کام شروع کیا گیا۔

۴۔ اندرون کنڑ امن و امان کی بہتر صورت کی وجہ سے چترال کے باشندوں نے کنڑ کے راستے سے سفر کرنا شروع کر دیا۔ اور افغان احزاب کے مجاہدین کو محفوظ راستے فراہم کئے جاتے تھے۔

۵۔ امارت اسلامی کے تحت کنڑ میں تعمیر نو کا کام شروع کیا گیا۔

۶۔ امارت نے کنڑ میں سماج دشمن عناصر کے خلاف اپریشن کلین اپ کیا جس میں کئی ایسے ڈاکو ہلاک ہوئے جو پاکستان کی حکومت کو مطلوب تھے۔

۷۔ امارت اسلامی کے قیام سے امن و امان بہتر ہونے کی وجہ سے تجارت کو فروغ ملا۔ زراعت بہتر ہوئی اور یوں عام لوگوں کی خوشحالی میں اضافہ ہوا۔

۸۔ دیر اور باجوڑ کے تباہ کن زلزلے میں امارت اسلامی نے انصار بھائیوں کی امداد کے لئے ۷ لاکھ روپے نقد کے خیمے اور دیگر امدادی سامان فراہم کیا۔ جو اس کے کارکنوں نے تقسیم کیے۔

۹۔ امارت اسلامی نے امر بالمعروف کا محکمہ قائم کیا۔

۱۰۔ شہید مساجد کی دوبارہ تعمیر اور مرمت طلب مساجد کی مرمت کی گئی۔

۱۱۔ پوست کی کاشت پر مکمل پابندی لگائی گئی۔ پوست کی فصل تباہ کی گئی۔ متاثرہ لوگوں کو نوے نوے ہزار کے معاوضے دیئے گئے۔

امارت اسلامی کے ان اقدامات کے نتیجے میں گیارہ سال بعد پورے آتش فشاں افغانستان میں لوگوں کو صرف صوبہ کنڑ ہی امن اور سلامتی کا گہوارہ نظر آیا تو اس کے ملحقہ صوبوں' پاکستان کے قبائلی علاقہ جات اور کشمیر پر مختلف پہلوؤں سے اثرات پڑنے شروع ہو گئے۔

افغان کے صوبے کنڑ سے ملحقہ صوبہ جات بدخشاں' لغمان اور ننگرہار کے صوبوں کے لوگ امارت اسلامی کے امن و امان کے اقدامات کی وجہ سے شیخ رحمتہ اللہ سے رابطے کرنے لگے اور ان سے اپنی امارت دوسروں صوبوں تک پھیلانے کا مطالبہ کرنے لگے۔ امارت اسلامی کے ایک دفعہ قیام کے بعد اب افغانستان کے مسلمانوں کو' مستقل کی حکومت کی طرف سے صرف اور صرف اسلامی شریعت کے نفاذ سے ہی مطمئن کیا جا سکے گا۔

شیخ رحمتہ اللہ قرآن و حدیث کو ہی اپنے تمام عصری

مسائل کا حل سمجھتے تھے اور سلفی المشرب تھے۔ لہٰذا دنیا بھر کی سلفی تنظیموں سے ان کے رابطے تھے اسی طرف پاکستان کے اہلحدیث حضرات کے ساتھ بھی ان کے رابطے رہے۔ جب کسی موقع پر جماعت کے رہنماؤں نے انہیں اپنی کسی کانفرنس یا میٹنگ میں دعوت دی تو وہ اپنی تمام مصروفیات پس پشت ڈال کر شمولیت اختیار کرتے۔ اس سے ان کا قرآن و حدیث کے ساتھ تعلق اور لگاؤ ظاہر ہوتا ہے۔ شیخ صاحب نے شرعی امارت قائم کر کے اہلحدیث حضرات کے لئے ایک نمونہ پیش کر دیا۔ جس کے بعد یہاں بھی شرعی امارت کی ضرورت کو محسوس کیا گیا اور کوششیں جاری ہو گئیں کہ جماعت متحد ہو کر اپنا ایک شرعی

> پاکستان کے سلفی حضرات نے انہیں جب بھی، کسی بھی موقع پر دعوت دی وہ امارت اسلامی کی مصروفیت کے باوجود شمولیت اختیار کرتے

امیر مقرر کرے۔ آخرکار جماعت ایک عبوری امیر حافظ یحییٰ میر محمدی کو مقرر کرنے پر متفق ہو گئی۔ لیکن بدقسمتی سے یہ خوشخبری پائیدار ثابت نہ ہو سکی اور جماعت ایک دفعہ پھر داخلی انتشار کا شکار ہو گئی۔ یاس وامید کا یہ سلسلہ آخرکار بار آور ثابت ہو گا۔ انشاءاللہ۔

عالم اسلام کے تمام ممالک میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی نظام کی خواہش رکھتی ہے۔ امارت اسلامی نے اس خواہش کو دو پہلوؤں سے تقویت پہنچائی ہے۔ پہلا پہلو تو یہ کہ امارت اسلامی کے قیام کے بعد عملی مشکلات کا "ہوا" ہوا ہو گیا اور یہ یقین عین الیقین کے درجہ تک پہنچ گیا کہ اللہ کے توکل اور اس کی رضا کے بھروسے پر جو بھی کام کیا جائے اس کی مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔ **والذین جھدوفینا لنھدینھم سبلنا۔ وان اللہ لمع المحسنین** ○ **(۲۹ : ۶۹)**

دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہر مسلم ملک کا بالادست طبقہ اسلام سے دور، قرآن و حدیث سے نابلد اور مغرب پرست ہے وہ مسلمانوں کی خواہش کے خلاف اسلامی نظام سے گریزاں ہے۔ افغانستان کے اس جہاد نے ان مسلمانوں کو اپنے مسئلہ کے حل کے لئے جہاد کا راستہ دکھا دیا۔ یہی سلفی کارکن اسلامی ممالک سے آئے اور امارت اسلامی کے تحت جہاد میں حصہ بھی لیا اور دعوتی تربیت بھی حاصل کی۔ اب یہی عسکری تربیت اپنے وقت پر حالات کے پیش نظر ہر ملک میں اسلامی نظام کے قیام کی کوششوں میں کام دے گی۔

ڈیڑھ سو سال قبل پشاور اور اس کے ملحقہ علاقوں میں شاہ اسماعیل شہیدؒ نے سکھوں کے خلاف جہاد کیا اور آزاد علاقوں میں شریعت نافذ کی۔ انہیں علاقوں میں ریاست دیر بھی ہے۔ شاہ شہیدؒ کی دعوت اور جہاد کی برکت سے، اس وقت سے لے کر پاکستان میں شمولیت تک، دیر میں کسی نہ کسی صورت میں شریعت کے مطابق فیصلے ہوتے رہے ہیں۔ پاکستان کے اس واحد ضلع کو یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ یہاں کوئی غیر مسلم نہیں ہے۔ پاکستان کے ساتھ الحاق کے بعد یہاں کے غیور مسلمانوں نے پاکستان کی ایک دینی اور سیاسی جماعت کو دینی جماعت کی حیثیت سے ہر الیکشن کامیاب کرایا۔ جب روس کے خلاف مسلح جدوجہد شروع ہوئی افغان مہاجرین کی ایک بڑی تعداد نے باجوڑ اور دیر کے علاقوں کی طرف رخ کیا دوسری طرف جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ کے امیر شیخ جمیل الرحمٰن مرحوم نے اپنا مرکز باجوڑ میں قائم کیا۔ چنانچہ آپؒ کی نگرانی میں خیمہ بستیوں میں بسنے والے مہاجرین اور ان کی اولاد کے لئے رفاعی کام شروع ہو گئے۔ آپؒ نے دارالتیام بنائے۔ مسجدیں اور مدارس قائم کئے۔ شیخ نے ان رفاعی کاموں میں انصار اور مہاجر دونوں کے درمیان

امارت اسلامی کا قیام اسلام دشمنوں کے لئے ایک تازیانے سے کم نہ تھا

کوئی امتیاز روا نہ رکھا۔ مقامی لوگوں میں اپنے کام کو پھیلایا۔ یوں ان علاقوں میں رفاعی کاموں کے ساتھ دعوتی کام بھی شروع ہو گئے۔ جس کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آنے شروع ہو گئے۔

جب کنڑ میں امارت اسلامی وجود میں آئی اور شریعت کا نفاذ عمل میں آیا تو دیر کے دینی حمیت سے سرشار سرکردہ لوگوں نے سوچا اگر کنڑ میں شریعت نافذ ہو سکتی ہے تو دیر میں ہماری خواہش کے باوجود شریعت کیوں نافذ نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اسلامی شریعت کے نفاذ کی تحریک شروع ہو گئی۔ اور تحریک نفاذ شریعت

> امارت اسلامی کے قیام نے نفاذ اسلام کی تحریکوں میں ایک نئی روح پھونک دی ہے

محمدی نامی تنظیم نے ہر قابل ذکر سیاسی جماعت سے سات سات سرکردہ لیڈروں کو ساتھ لیا اور مالاکنڈ ایجنسی کے کمشنر سے ملاقات کی۔ اور شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ پورے ملک میں شریعت نافذ کرو اور اس کی ابتدا دیر سے کرو۔ اگر ۹ جولائی ۱۹۸۹ء تک شریعت نافذ نہ کی گئی تو ہم خود کریں گے۔ حکومت نے مقررہ تاریخ تک شریعت کا نفاذ نہ کیا تو تحریک نے بارہ دن تک احتجاجی کیمپ لگایا۔ جس میں ۸۰ ہزار کے قریب لوگوں نے شرکت کی۔ بارہویں دن ڈیڑھ لاکھ افراد نے شیر گڑھ سے مردان تک جلوس نکالا۔ ۲۱ جولائی ۱۹۸۹ء کو عدالتوں کا بائیکاٹ کیا۔ اسے سی' ڈی سی اور دوسری عدالتوں کے مقابل شرعی عدالتیں قائم کر دی گئیں۔ آخرکار حکومت نے ہمارا بائیکاٹ مان کر کہا کہ آپ اپنے فیصلے شریعت کے مطابق خود کریں ہم مداخلت نہیں کریں گے۔ اس طرح شرعی عدالتیں کام کرتی رہیں۔ پھر حکومت کی تبدیلی کے بعد الیکشن سر پر آ گئے۔ تحریک نے یہ سوچا کہ علاقے میں شریعت کا نفاذ ہے' امن و امان ہے' مسائل حل ہو رہے ہیں اب الیکشن کی ضرورت نہیں ہے اور انتخابات کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن اس فیصلے سے اختلاف کیا تو اس جماعت نے' جسے دیر کے لوگوں نے نفاذ شریعت کے نام پر' پاکستان میں شمولیت سے لے کر اب تک ہر الیکشن میں اپنے سر کا تاج بنائے رکھا۔ تحریک نے کوشش کی کہ جماعت اس بائیکاٹ کا ساتھ دے مگر جماعت نہ مانی اس طرح ایک دینی اور سیاسی جماعت کی طرف سے الیکشن کی سیاست کو نفاذ شریعت پر ترجیح دینے سے نفاذ شریعت کی طرف بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا عمل کافی عرصے سے جاری ہے۔ لیکن دعوت اور جہاد کے نتیجے میں امارت اسلامی کے قیام نے اس عمل کو ایک نئی جہت اور یقین عطا کیا ہے۔

شریعت کے نفاذ کے مطالبے سے عملی تحریک تک کا سفر قریباً ہر اسلامی ملک میں جاری ہے یہ سفر جاری رہے گا۔ بھلا راستے کے نشیب و فراز نے کبھی منزل کو دور کیا ہے؟ منزل سامنے ہو تو نشیب و فراز مسافر کو تھکا تو دیتے ہیں مگر منزل کھوٹی نہیں کرتے۔ ہمارا یقین ہے آئندہ صدی کا عالم گیر مذہب اسلام ہو گا۔ انشاء اللہ

شریعت کی بالادستی کے مطالبے کی تحریک سے جہاد تک کا سفر ہر اسلامی ملک میں جاری ہے۔

افغان جہاد میں پاکستان کا کردار

ہارون الرشید کیلانی

سنگلاخ چٹانوں کی سرزمین، کبھی محکوم نہ ہونے والے انسانوں کی سرزمین، طاغوتی طاقتوں کے سامنے کبھی نہ جھکنے والوں کی سرزمین، اعلائے کلمتہ الحق کی سربلندی کے لئے ہر باطل سے ٹکرا جانے والے جنگجوؤں کی سرزمین، سید جمال افغانی اور سلطان محمود غزنوی کی سرزمین "افغانستان" کے باسیوں نے اس روس کو اپنے قدموں کی مٹی چاٹنے پر مجبور کر دیا جس نے ۱۵ آزاد جمہوریاؤں کو بزور طاقت آج سے ستر برس قبل اپنے وجود میں ضم کر لیا تھا۔ انہی مجاہد افغانیوں کے حوصلوں اور ہمت کی وجہ سے آج سوویت یونین تحلیل ہو کر رہ گیا ہے۔ ایسے ہی سرفروشوں کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا۔

دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

جس مسلم افغانستان کا خواب سید جمال الدین افغانیؒ اور سلطان محمود غزنویؒ نے دیکھا تھا، اپنوں اور غیروں کی ریشہ دوانیوں کے نتیجہ میں ایک سپر طاقت نے آج سے تقریباً ۱۴ سال قبل اس علاقے پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے اپنی فوج اتار دی۔

روسی اثر و نفوذ کا آغاز

۲۰ ستمبر ۱۹۵۳ء کا دن افغانستان میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کہ اس دن افغانستان کے حکمران ظاہر شاہ کے برادر نسبتی سردار محمد داؤد نے بطور وزیراعظم پہلی بار امریکہ سے فوجی اسلحہ کی فراہمی کے لئے درخواست کی جسے امریکہ نے بوجوہ ٹھکرا دیا۔

امریکی اسلحہ کی فراہمی کی درخواست کی ناکامی کے بعد روس نے ۱۹۵۴ء میں پہلی بار افغانستان کو ۳٫۵ ملین ڈالر کا قرضہ دیا۔ نیز روس کے کہنے پر چیکوسلواکیہ نے بھی افغانستان کو ۵ ملین ڈالر کا قرضہ دیا۔ کئی ایسے منصوبے جنہیں امریکہ نے اہمیت نہ دی تھی، روس چیکوسلواکیہ کی مدد سے ان کو مکمل کرنے میں خاصی دلچسپی ظاہر کرتا رہا اور اس طرح مالی اور فوجی امداد سے روس، افغانستان تعلقات مضبوط ہونے لگے۔

افغانستان نے ۱۹۵۵ء میں ۳ ملین امریکی ڈالر کا اسلحہ چیکوسلواکیہ سے خریدا۔ یہ اسلحہ روس کے راستے افغانستان پہنچا۔ جس سے افغانستان میں روسی مداخلت کے دروازے کھل گئے۔

پاک افغان تعلق میں بگاڑ کا سبب

پاکستان عالمی نقشے پر ابھرا تو بھارت، جس نے پاکستان کو پہلے

طاغوت کے سامنے نہ جھکنے والے افغان مجاہدین نے روس کو اپنے قدموں کی مٹی چاٹنے پر مجبور کر دیا

عبدالروف خٹک اسٹنٹ ڈائریکٹر وزارت اطلاعات و نشریات پاکستان:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ شہید روشنی کے ایک مینار' نمونہ اسلاف اور جامع صفات شخصیت تھے۔"

□

رحیم اللہ سوات مینگورہ:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے اسلام کی سربلندی کے لئے جو کوششیں کی ہیں ہو کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہیں"

○

صاحبزادہ سید لطیف الرحمٰن شاہ ھارون رائے ونڈ لاہور:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ کی المناک شہادت عالم اسلام کیلئے عظیم المیہ ہے۔ وہ عظم قائد' بہادر مجاہد اور کامیاب جرنیل تھے انہوں نے افغانستان میں جہاد مقدس کا آغاز کیا اور مسلسل جدو جہد کے بعد صوبہ کنٹر آزاد کرایا اور وہاں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی اور حکومت کو کامیاب بناتے ہوئے خود شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گئے۔"

☆

غلام اللہ وقار مسعود:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے اپنے علاقہ میں توحید و عقیدہ کی اشاعت کی' پھر جہاد کا آغاز کیا اور جہاد ہی سے سرزمین کنٹر کو آزاد کرایا۔ وہ اسلامی قانون نافذ کرکے امارت اسلامی کا قیام عمل میں لائے۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرکے شہادت کے مقام پر فائز ہوگئے۔"

□

مولوی محمد حسین النورستانی و مولوی محمد یونس:

"جماعت الدعوۃ القرآن و السنہ کے امیر شیخ جمیل الرحمٰنؒ شہید نے قرآن و سنت کے قانون کے نفاذ کے لئے پوری ایمانداری کے ساتھ کام کیا اور آخر میں عملی طور پر شہادت کے مقام پر فائز ہو گئے۔"

مولوی نقیب احمد مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ شہید قرآن و سنت کے خادم اور شرک و بدعات کے اندھیروں میں توحید کے نور کی مشعل تھے۔"

☆

ملک خاسہ گل باندہ گئی' باجوڑا ایجنسی:

"شیخ جمیل الرحمٰن کی شہادت عالم اسلام کے لئے عموماً اور افغانستان کے لئے خصوصاً ایک عظیم المیہ ہے۔ ان کی کمی کو ہمیشہ محسوس کیا جاتا رہے گا۔"

□

حاجی عبدالحکیم:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ کا مقصد یہ تھا کہ میں اللہ کے راستے میں شہید ہو جاؤں۔ ہم سب مسلمان مہاجر و انصار ان کے شہادت پر انتہائی غم اور افسردگی کا اظہار کر رہے ہیں۔"

○

مولوی ابی غیاث' رشید اللہ صافی' غلام سعید:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے قرآن و سنت کی دعوت ہر ایک کو پہنچائی اور ہروقت انہوں نے شرک و بدعت کے خلاف جہاد کیا اور ان کی دعوت اندازاً ۲۰ سال پر محیط ہے۔"

☆

مولوی حمید اللہ و مولوی عنایت باجوڑا ایجنسی:

"شیخ جمیل الرحمٰنؒ افغان مجاہدین کے رہنما' بلند پایہ عالم دین اور ایک عظیم شخصیت تھے افغانستان میں کمیونسٹوں کے خلاف پہلی آواز انہوں نے بلند کی اور صوبہ کنٹر کے مسلمان مجاہدین کو انہوں نے منظم کیا۔ یہ ان کی بے شمار قربانیوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے۔ فتح کے بعد انہوں نے صوبہ کنٹر میں مکمل اسلامی حکومت "امارت اسلامی" کے نام سے بنائی۔"

□

کمیونسٹوں کے خلاف پہلی توانا آواز امام الجہاد شیخ جمیل الرحمٰنؒ شہید کی تھی

دن سے ہی تسلیم نہیں کیا' نے پاکستان اور افغانستان کے تعلقات اپنی سازشوں سے کبھی بہتر نہ ہونے دیئے۔افغان حکمران ہندو بنئے کے جال میں پھنس گئے اور انہوں نےنادانستہ طور پر "آزاد پختونستان" کے نعرے کو تقویت دی۔ پاکستان نے افغان حکمرانوں سے مذاکرات کے ذریعے یہ بات پہنچانے کی کوشش کی کہ پاکستان اور افغانستان کی جغرافیائی حدود ایک ہیں۔ دونوں مسلم ممالک ہیں۔ دونوں کا تشخص اور منزل ایک ہے اور دونوں ایک دوسرے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔ لیکن ان مذاکرات کا نتیجہ ہمیشہ صفر ہی رہا۔ آہستہ آہستہ دونوں ممالک کے تعلقات خراب سے خراب تر ہوتے چلے گئےاس مسئلہ پر پاکستان اور افغانستان میں کشیدگی بڑھنی شروع ہو گئی اور آخر

> فوجی اور مالی امداد کی آڑ
> میں ہر محکمے اور ادارے میں
> روسی اثر و نفوذ بڑھتا چلا گیا

کار دونوں ممالک کے سفارتی تعلقات ختم ہو گئے یہاں تک کے پاک افغان' سرحد بھی بند کر دی گئی تھی۔

پاکستان کے امریکہ سے سامان حرب اور دیگر فوجی ساز و سامان کے معاہدہ پر دستخط ہوئے تو دوسری طرف افغانستان میں روس کا اثر و نفوذ بڑھتا چلا گیا۔ ہر ادارے اور ہر محکمے پر روس نے اپنی گرفت کو مضبوط کر لیا۔ اسی دوران ۱۷ جولائی ۱۹۷۳ء کو ایک فوجی انقلاب کے ذریعے سردار داؤد نے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ یہ وہی دور ہے جب روسیوں کے اثر و نفوذ کمیونزم اور مغربی تہذیب کے پرچار کے خلاف امام الجہاد شیخ جمیل الرحمٰن شہید نے علم جہاد بلند کیا۔ جو دعوت کے مرحلے سے شروع ہوتا ہوا جہاد پر منتج ہوا۔

روس نے افغانستان کی مشکل گھڑی میں مدد کرتے ہوئے سردار داود کی کھل کر حمایت کی لیکن دوسری طرف اس نے افغانستان پر مغربی ملکوں سے اسلحہ یا کسی قسم کی امداد لینے پر بھی پابندی لگا دی۔ جو ایک خود مختار حکومت کے معاملات میں مداخلت تھی۔

اکتوبر ۱۹۷۷ء میں صومالیہ سے نبرد آزما ایتھوپیا کے لئے اسلحہ لے جانے والے ٹرانسپورٹ طیارے افغانستان کی فضا سے بلا اجازت گزارنے لگے۔ یہ بین الاقوامی فضائی قوانین کی خلاف ورزی تھی۔ سردار داؤد نے احتجاج کرنے کا فیصلہ بوجوہ تبدیل کر لیا۔ سردار داؤدیہ چاہتا تھا کہ حالات زیادہ خراب نہ ہوں تو بہتر ہے۔ روس چاہتا تھا کہ افغانستان پر مکمل کنٹرول حاصل کر کے گرم پانیوں تک رسائی حاصل کرے۔ اس صورت حال کے پیش نظرسردار محمد داود نے پاکستان سے تجدید تعلقات کے لئے پاکستان کا دورہ کیا۔ اور ۷ مارچ ۱۹۷۸ء کو اعلان کیا کہ:

"افغانستان نے پاکستان کو کمزور دیکھنے کا کبھی تصور بھی نہیں کیا اور دونوں ممالک کی سلامتی لازم ملزوم ہے افغانستان اور پاکستان کے شکوک و شبہات ختم ہو گئے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ دونوں ملکوں کا مستقبل کسی حد تک مشترک ہے۔"

انہوں نے پاکستان سے خیر سگالی کے لئے ۱۹۷۷ء میں یہ فیصلہ بھی کیا تھا کہ کابل کو ریل کے ذریعے غزنی اور قندھار سے ملا دیا جائے گا۔ پھر اس کا سلسلہ ایران اور چمن کے ذریعے پاکستان سے ملا دیا جائیگا۔ ۱۸۵۱ کلومیٹر ریل کی پٹڑی بچھانے کے منصوبے کا سروے اور بنیادی مراحل طے ہو چکے تھے لیکن روسی فوجوں کی افغانستان میں آمد کی وجہ سے اس منصوبہ پر عمل نہ ہو سکا۔

روس نے جب دیکھا کہ افغانستان' پاکستان سے تعلقات کا ازسرنو جائزہ لے رہا ہے۔ تجدید تعلقات کی صورت میں ہمارے مقاصد کا حصول ناممکن ہو جائے گاتو روس نے سردار محمد داؤد کو کمیونسٹ فوجیوں سے ۲۷ اپریل ۱۹۷۸ء کو پورے خاندان سمیت

قتل کرا دیا۔ سردار محمد داؤد کی جگہ نور محمد تراہ کئی مسند اقتدار پر براجمان ہوا جو در حقیقت روس کی مرضی سے ہی اقتدار پر قابض ہوا لیکن جب روس کو معلوم ہوا کہ تراہ کئی بھی اس کے امیدوں پر پورا نہیں اترا تو ایک اور انقلاب کی ذریعے حفیظ اللہ امین کو لے آیا اور نور محمد تراہ کئی کو قتل کروا دیا اس موقع پر اسلامی ذہن رکھنے والے عوام نے جہاد کا علم بلند کرتے ہوئے مسلح جہاد شروع کردیا اور پھر افغانستان کے حلات دن بدن خراب سے خراب تر ہوتے گئے۔ اس وقت حفیظ اللہ امین نے بھی پاکستان سے تجدید تعلقات کا ارادہ کیا لیکن موسمی حالات کی خرابی کی وجہ سے حفیظ اللہ امین کا پاکستان سے رابطہ نہ ہو سکا روس نے حفیظ اللہ امین کے اس اردے کو بھانپ لیا اور پھر ترپ کا آخری پتہ استعمال کیا۔

روس اپنی فوج اتارنے کی حماقت کرتا ہے

۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو روس نے افغانستان میں اپنی فوج اتار کر حفیظ اللہ امین کو بھی قتل کروا دیا۔ اور ببرک کارمل کو افغانستان کا اقتدار سونپ دیا ۔ اب افغانستان پوری طرح روس کے زیر تسلط تھا۔ اس وقت پاکستان کو پہلی مرتبہ اپنی سالمیت خطرے میں محسوس ہوئی۔

پاکستان میں اس وقت شہید جنرل ضیاء الحق کی حکومت تھی۔ انہوں نے فورا ہی سینئر فوجی افسران کا اجلاس طلب کیا اور ان سے رائے طلب کی کہ موجودہ صورتحال میں' پاکستان کا افغانستان میں کیا کروار ہونا چاہئے؟ بعض کا خیال تھا کہ روس جہاں اپنے قدم ایک دفعہ رکھ لیتا ہے وہاں سے اسے نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کچھ کا خیال تھا کہ روس ایک سپر طاقت ہے اس سے لڑائی مول نہیں لی جاسکتی۔

شہید صدر ضیاء الحق کا عزم بالجزم

ایک اجلاس جس میں آئی۔ایس۔آئی کے سربراہ حمید گل بھی شریک تھے' نے بتایا کہ جنرل ضیاء الحق نے سب کی مخالفت کے باوجود ہمیں اپنے اس فیصلہ سے آگاہ کیا کہ:

" ہم روس جیسی سپر طاقت کے ساتھ ٹکرانے کی ہمت نہیں رکھتے۔ لیکن اس وقت ہم اپنے افغان بھائیوں کو اکیلا بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ ہمیں افغان بھائیوں کی لڑائی خود لڑنی ہے اور روس جیسی سپر طاقت کو ایسا سبق سکھانا ہے جو ساری دنیا دیکھے چاہے اس کی لیے ہمیں اپنی مونچھ کو "نیچا" بھی رکھنا پڑے۔"

ایک دوسرے موقع پر انہوں نے ایک امریکی صحافی سیلگ ہیرےلسن کو دورۂ بلوچستان کے موقع پر ساحلی پہاڑیوں پر لے جا کر سمندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

" مسٹر سلیگ ! ایک سپر طاقت ان پانیوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے لیکن ضیاء الحق ایسا کبھی نہیں ہونے دے گا"۔

بعض فوجی حکام اور سیاستدانوں نے اسے ایک "دیوانے کے خواب" سے زیادہ اہمیت نہ دی لیکن یہ سب کو معلوم تھا کہ شہید صدر جس کام کا ارادہ کر لیتے ہیں اس پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں خواہ کوئی ان کا ہاتھ تھام لے یا جھٹک کر علیحدہ ہو جائے۔

شہید صدر نے اپنے معتمد خاص جنرل اختر عبدالرحمٰن کو مستقبل کے فریم ورک کے لئے آرڈر دیا۔ مکمل تجزیہ کے بعد انہوں نے ایک مفصل رپورٹ صدر کو پیش کر دی۔ مطالعہ کے بعد شہید صدر کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ رپورٹ میں روسی افواج کو ان کی سرزمین پر واپس دھکیلنے کا ایک مفصل اور جامع پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔

شہید صدر نے امریکہ کا دورہ کر کے ساری صورتحال سے امریکہ کو آگاہ کیا۔ پاکستان اور امریکہ کے مابین مذاکرات جاری رہے اور جب امریکہ کو معلوم ہوا کہ پاکستان روس کے ساتھ ٹکر لینے میں واقعی سنجیدہ ہے تو اس نے ستمبر ۸۱ء میں پاکستان کے ساتھ ۳ ارب ۲۰ کروڑ ڈالر کی فوجی و اقتصادی امداد کے سمجھوتے پر دستخط کر دیئے۔

شہید صدر نے کہا "ہمیں روس کو سبق سکھانا ہے چاہے اس کے لئے ہمیں اپنی "مونچھ نیچی" کرنا پڑے

شہید صدر کی سہ پہلو افغان پالیسی

امداد ملنے کے بعد پاکستان نے اپنی افغان پالیسی کو از سرنو ترتیب دیا چنانچہ پاکستان مندرجہ ذیل تین پہلوؤں پر سرگرم عمل ہوا۔

۱- بین الاقوامی حمایت سے افغانستان سے سوویت فوج کی واپسی اور مذاکرات پر مبنی حل کے لئے سفارتی دباؤ۔

۲- امریکہ سے طویل المیعاد فوجی و اقتصادی امداد کی فراہمی کی یقین دہانی۔

۳- افغان مجاہدین کی تحریک جہاد کے لئے امداد کی فراہمی۔

پہلے دونوں محاذوں پر پاکستان کا دفتر خارجہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا رہا تھا جبکہ تیسرے محاذ پر خود جنرل ضیاء الحق آئی- ایس- آئی کی مدد سے نبرد آزما تھے۔ چنانچہ دنیا کے سامنے اپنی غیرجانبداری ثابت کرنے کے لئے حکومت پاکستان نے کئی ایک اہم اقدامات کئے۔ خاص طور پر مجاہدین کو اسلحہ کی فراہمی کے لئے زبردست رازداری کا اہتمام کیا گیا۔

افغان جہاد کا آغاز ہوتے ہی ۱۹۸۱ء میں مجاہدین کے ۴۰ کے قریب گروپ سامنے آ گئے۔ صدر پاکستان نے سب سے پہلے اس امر پر توجہ دی کہ ان افغان گروپوں بکھری ہوئی قوت کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کیا جائے۔ ان افغان گروپوں کی تعداد مذاکرات کے نتیجہ میں آٹھ- نو تک رہ گئی۔ ان گروپوں میں کمی افغان راہنماؤں نے باہمی رضامندی سے کی۔

یہ تمام رجسٹرڈ احزاب مالی اور فوجی امداد حاصل کرنے کے مستحق تھے۔ افغانستان میں موجود گروپوں کی تعداد اور ان کو اسلحہ فراہمی کے تناسب کا ایک جائزہ پیش خدمت ہے:

نام جماعت	نام سربراہ	مسلک	اسلحہ کا تناسب
۱- جمعیت اسلامی افغانستان	برہان الدین ربانی	سنی حنفی	۱۸ سے ۱۹ ٪
۲- حزب اسلامی (حکمت یار گروپ)	حکمت یار	سنی حنفی	۱۸ سے ۲۰ ٪
۳- حزب اسلامی	(یونس خالص گروپ)	سنی حنفی	۱۳ سے ۱۸ ٪
(جلال الدین حقانی بھی ان کے گروپ میں شامل ہیں)			
۴- جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ	شیخ جمیل الرحمٰن	اہل حدیث	NIL
۵- محاذ ملی اسلامیہ' افغانستان	پیر سید گیلانی	سنی	۸ سے ۱۰ ٪
۶- حرکت انقلاب اسلامی	محمد نبی محمدی	سنی	۱۲ سے ۱۳ ٪
۷- اتحاد ملی برائے آزادی افغانستان	عبدالرب رسول سیاف	سنی	۱۷ سے ۱۸ ٪
۸- جبہ نجات ملی	پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی	سنی	۳ سے ۵ ٪
۹- حرکت اسلامی	شیخ محسن	شیعہ	Nil

شہید صدر نے آئی- ایس- آئی کو اس قدر مضبوط اور فعال بنا دیا تھا کہ سارک کانفرنس کے موقع پر (جنرل ضیاء الحق کی وفات کے بعد) جب بھارتی وزیراعظم راجیو گاندھی پاکستان تشریف لائے تو انڈیا سے اپنے ذاتی محافظ ساتھ لے کر آئے۔

> **افغان جہاد کی برکت سے پاک افغان تعلقات کو لازوال استحکام حاصل ہوا ہے**

مرحوم کا ۱۱ سالہ دور دفاعی اور خارجی تعلقات کے سلسلہ میں ایک ایسا دور ہے جسے ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ خصوصاً افغان مسئلہ پر ان کا بے لچک موقف' اس پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا اور پھر اس کی پاداش میں شہادت کا رتبہ پانا انہی کا نصیب تھا۔ افغان مسئلہ پر ملکی اور غیرملکی قوتوں کی مخالفت کے باوجود وہ ہمیں اکیلے اور تن تنہا کھڑے نظر آتے ہیں۔ اس عظیم جرنیل نے مجاہدین کو اسلحہ کی فراہمی' تربیت اور دوسرے جملہ امور کے لئے اپنے معتمد خاص جنرل اختر عبدالرحمان کو مقرر کیا۔ اور پھر وہ اپنے انتہائی رازدار ساتھیوں کے ہمراہ منزل کو سر کرنے کے لئے اس آگ میں کود گئے۔ شہید جنرل ضیاء الحق نے

> **مسئلہ افغانستان پر بے لچک موقف کی پاداش میں شہادت پانا صدر ضیاء کا ہی نصیب تھا**

دوسرے ملکوں تک افغانستان کا مسئلہ پہنچانے کے لئے خود کو وقف کر دیا۔ ہمیں کوئی ایسی محفل عشائیہ' عصرانہ' ظہرانہ نظر نہیں آتا جہاں انہوں نے افغان مسئلہ کو اجاگر نہیں کیا۔ لاہور کا الحمراء ہال ہو یا کراچی کا تاج محل آڈیٹوریم' قومی اسمبلی کا اجلاس ہو یا صوبائی اسمبلی کا۔ نجی محفل ہو یا وزرائے خارجہ کانفرنس' ۱۴ اگست کو قوم سے خطاب ہو یا غیرجانبدار سربراہ کانفرنس یا پھر اقوام متحدہ کا اجلاس۔ ان سب فورمز کو انہوں نے افغان مسئلہ کے لئے منتخب کیا۔ اس لحاظ سے اگر انہیں "افغان پالیسی کا ہیرو" کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے صحافیوں سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ "آپ لوگ افغانستان کے بارے میں کم ازکم ایک بیان روزانہ اپنے اخبار

> ہمیں کوئی محفل اور فورم نظر
> نہیں آتا جہاں انہوں نے افغان
> مسئلہ کو اجاگر نہ کیا ہو

میں ضرور شائع کریں" آہستہ آہستہ شہید صدر کی شخصیت کچھ اس طرح کھل کر دنیا کے سامنے آئی کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے ان کی کسی نہ کسی طرح تحسین نہ کی ہو۔ الجزائر کے عظیم لیڈر "بن بیلا" نے انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

"وہ چرچل سے عظیم تھے۔ کیونکہ برطانوی راہنما کو امریکہ کی بھرپور اور بلاتوقف اخلاقی اور مادی امداد حاصل تھی جبکہ ضیاء نے سوویت روس کی ٹڈی دل فوج کا تنہا مقابلہ کیا"

ایک دفعہ پولینڈ کے ایک معزز آدمی نے روس کا تذکرہ بڑے حقیر انداز میں کیا تو اسے کہا گیا کہ "تم ہر وقت روس کو کوستے رہتے ہو۔ اس کے خلاف اٹھ کھڑے کیوں نہیں ہوتے"۔ جس طرح افغان عوام نے روس کے خلاف بندوق سنبھال لی ہے۔" مذکورہ شخص نے جواب دیا: "ہماری پیٹھ پر کسی ضیاء الحق کا پاکستان نہیں ہے۔"

پارلیمنٹ سے اپنے ایک خطاب میں افغانستان کے بارے میں انہوں نے کہا:

"آج پندرھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی کے لوگ معجزوں پر یقین نہیں رکھتے۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ افغانستان سے روسی فوج کا انخلاء ایک انہونی اور ناممکن بات ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے چند ایک اصول بنائے ہیں جو ان کی پیروی کرے گا اس کا نتیجہ اس کو ضرور ملے گا۔ آج پندرھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی میں وہی تاریخ دہرائی جا رہی ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے مجاہدوں نے لکھی تھی۔ ہمیں اپنی تاریخ سے ضرور واقفیت ہونی چاہئے۔ چودہ سو سال پہلے کی تاریخ پڑھئے۔ ہزار سال پہلے کی تاریخ پڑھئے۔ مغلوں کی تاریخ پڑھئے۔ لیکن اس تاریخ کو بھی پڑھئے جو آپ کے پڑوس میں لکھی جا رہی ہے۔ کیونکہ میرے نقطہ نگاہ سے ایسی حریت اور جہاد کی مثال کسی اور تاریخ میں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ انہیں سرخرو ہونے کے مواقع بہم پہنچائے ایک معجزہ روپذیر ہوتا نظر آرہا ہے۔"

شہید صدر کی کوششوں کے نتیجے میں مئی ۱۹۸۰ء میں اسلامی وزرائے خارجہ کانفرنس میں ایک قرارداد کے ذریعہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے سیکرٹری جنرل پر مشتمل ایک مجلس قائمہ تشکیل دی گئی تاکہ مندرجہ ذیل اصولوں کی بنیاد پر تصفیے کے حل کے لئے تمام فریقوں سے صلاح مشورہ کیا جائے۔

- ○ افغانستان سے سوویت یونین کی تمام فوجوں کا فوری' غیر مشروط اور مکمل انخلاء۔
- ○ افغانستان کی آزاد اور غیروابستہ حیثیت کی بحالی۔
- ○ افغانستان کے لوگوں کے اس حق کا احترام کہ وہ اپنی قسمت کا خود فیصلہ کریں اور اپنی خواہش کے مطابق بیرونی

ہم سپرپاور امریکہ کو نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھتے ہیں۔

مداخلت کے بغیر اپنی مرضی کی حکومت بنائیں۔

○ ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ افغان مہاجرین عزت اور خیریت کے ساتھ وطن واپس جا سکیں۔

غرضیکہ صدر مرحوم نے جو سفارتی ذمہ داریاں قبول کی تھیں انہوں نے ان کو بطور احسن پورا کیا۔ انہوں نے سفارتی جنگ کمال عقل مندی اور ہوشیاری سے لڑی کہ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی ان کی تعریف کی۔

مہاجرین کے لئے اقدامات

افغان جہاد کی حمایت کی پاداش میں پاکستان کو تخریب کاری' دہشت گردی کا نشانہ اور بے شمار بے گناہ جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا مہاجرین کی پاکستان میں آمد ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ تقریباً پچاس لاکھ سے زیادہ مہاجرین کو پاکستان کے مختلف علاقوں میں پناہ لینا پڑی۔ دنیا میں کسی بھی دوسرے ملک میں آباد مہاجرین کی یہ سب سے زیادہ تعداد تھی۔ پاکستان نے محدود وسائل کے باوجود اپنے افغان بھائیوں کی ہر ممکنہ مدد کی۔ انہیں جگہ دی اور ہر قسم کی آسائش اور سہولت فراہم کی۔ ان کی نقل و حرکت پر کسی قسم کی پابندی نہیں لگائی۔ یہی وجہ ہے کہ افغان پورے ملک میں پھیل کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ روس کی کھلی دھمکیوں کے باوجود پاکستان نے ان کے اپنے وطن کا کردار ادا کیا۔

مہاجرین کی آمد سے ملک میں افراط زر' بیروزگاری اور زمینوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ جس کی وجہ سے پاکستان کی معیشت پر زبردست دباؤ پڑا۔ اقوام متحدہ' ہلال احمر اور دیگر رفاعی تنظیموں کی مدد سے مہاجرین کی دیکھ بھال کا کام بڑے منظم طریقے سے انجام دیا گیا۔ صوبہ سرحد میں ۲۷۹۔ بلوچستان میں ۶۰ اور پنجاب میں ۲۰ خیمہ بستیاں قائم کی گئیں۔ علاوہ ازیں ان کے لئے ایک علیحدہ ایجوکیشن سیل قائم ہوا۔ جس کے تحت صوبہ سرحد میں ۵۰۸ اور صوبہ بلوچستان میں ۱۳۷ سکول تعمیر کئے گئے۔

پاکستان کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں افغانیوں کو داخلہ دیا گیا۔ طبی سہولتوں کے لئے مراکز قائم کئے گئے۔

ہجرت کے وقت مہاجرین اپنے ساتھ مویشی اور جانور بھی لائے۔ ایک اندازے کے مطابق ان کی تعداد ۳۵ لاکھ کے قریب تھی۔ مرحوم صدر نے ان جانوروں کی دیکھ بھال کے لئے ایک علیحدہ طبی یونٹ بھی قائم کیا۔

تخریب کاری افغان مسئلہ کی حمایت کا نتیجہ

شہید صدر کو افغان پالیسی پر کسی قسم کی لچک پیدا نہ کرنے کی پاداش میں را' خاد' اور کے جی بی نے دہشت گردی کے ذریعے سے "زچ" کرنے کی کوشش کی۔ ۱۹۸۷ء کا سال پاکستان میں دہشت گردی کا سال تھا۔ بھارت' سندھ میں سرگرم عمل تھا۔ جس کی وجہ سے پاکستانی عوام تخریب کاری سے تنگ آ گئے لیکن آئی۔ ایس۔ آئی نے حتی المقدور کوشش کی کہ دہشت گردی اور تخریب کاری کو ختم کیا جائے۔

۱۹ فروری ۱۹۸۷ء کی ایک صبح گڑھی قمر دین پشاور میں سامان سے لدے ہوئے ایک ٹرک میں بم پھٹا۔ اس حادثے میں درجنوں افراد جاں بحق ہوئے۔ ان میں معصوم اور ننھے منے بچے بھی شامل تھے۔ دھماکہ روسی ایجنٹوں نے کیا تھا۔ علاوہ ازیں وقتاً فوقتاً چترال اور باجوڑ ایجنسی کے علاقوں میں بھی میزائل وغیرہ گرتے رہے۔ کراچی کے پررونق بازار زیب النساء سٹریٹ میں بھی ایک کار میں رکھا ہوا بم پھٹا۔ جس سے بے شمار جانیں ضائع ہوئیں۔ بہت سے لوگ زخمی ہوئے' مالی نقصان اس کے علاوہ تھا۔ پشاور میں بھی آئے دن دھماکے ہوتے رہے اور لاہور کے ریلوے سٹیشن' سبزی منڈی' اکبری منڈی اور بھاٹی دروازہ کے باہر بھی بموں کے دھماکے کی وجہ سے بے پناہ جانی و مالی نقصان ہوا۔ گیس پائپوں کو اڑانا' ریل کی پٹڑیوں کو اکھاڑنا اور بموں کے دھماکے روزمرہ کا معمول بن چکے تھے۔ کبھی افغان

پاکستان میں افغان مہاجرین کی تعداد' دنیا میں کہیں بھی مہاجر ہونے والوں کی تعداد سے زیادہ تھی

طیارے پاکستانی سرحدوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بم گرا کر پاکستان کو مشتعل کرتے رہے۔ لیکن شہید صدر حکمت عملی سے افغان حکومت سے سفارتی احتجاج کرتے رہے اس طرح انہوں نے افغان جہاد کو روس اور پاکستان کی جنگ میں تبدیل ہونے سے بچائے رکھا۔ پاکستانی عوام بھی اب عادی ہو چکے تھے اور انہیں یہ معلوم تھا کہ یہ سب افغان جہاد کی حمایت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ان تمام کارروائیوں کا مقصد افغان پالیسی کو ناکام بنانا تھا۔ لیکن انہیں اپنے مقصد میں نامرادی کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔

۱۰ اپریل ۱۹۸۸ء کی صبح راولپنڈی' اسلام آباد اور اس کے مضافات میں راکٹوں اور میزائلوں نے ہر طرف تباہی پھیلا دی۔ ان میزائلوں اور راکٹوں کی زد میں ایوان صدر کے علاوہ پارلیمنٹ ہاؤس' سینٹرل سیکرٹریٹ' ایئرپورٹ' جی ایچ کیو' آئے۔ جس سے تقریباً ایک سو سے زائد افراد لقمہ اجل بن گئے اور ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ لوگ زخمی حالت میں ہسپتالوں میں پہنچے۔ دونوں شہروں کے بے شمار مکانات کو نقصان پہنچا۔ دونوں جڑواں شہر تقریباً ایک ہفتہ تک راکٹوں اور میزائلوں کی زد میں رہے۔ ایم این اے خاقان عباسی بھی اسلام آباد میں ایک میزائل کا نشانہ بنے اور موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔

دھماکے تقریباً ایک ہفتے تک جاری رہے۔ پاک فوج کے جوانوں نے بڑھکتی ہوئی آگ میں کود کر کسی حد تک قابو پا لیا۔ لیکن ۱۵۔ اپریل ۱۹۸۸ء کو اسی آگ کی گرمی کی شدت کی وجہ سے اوجڑی کیمپ میں دبے ہوئے میزائل اور راکٹوں نے دوبارہ اسلام آباد اور راولپنڈی کا رخ کر لیا۔ لیکن اس بار اس پر جلد ہی قابو پا لیا گیا۔ اس طرح شہید صدر نے جو اسلحہ افغان مجاہدین کے لئے جمع کیا تھا۔ اسے دہشت گردی اور تخریب کاری کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ اس کے چند ماہ بعد نوشہرہ کے اسلحہ ڈپو میں بھی آگ بھڑک اٹھی اور دھماکے شروع ہو گئے۔ لیکن ان پر جلد ہی کنٹرول کر لیا گیا اور کوئی بڑا واقعہ رونما نہیں ہوا۔

سانحہ ۱۷ اگست۔ دہشت گردی کی انتہا

ایک دفعہ جنرل اختر عبدالرحمان نے اپنے بیٹے ہارون خان سے کہا: "ہمیں جو کچھ کرنا تھا ہم نے کر ڈالا لیکن اب وہ ہمیں چھوڑیں گے نہیں۔"

۱۹۸۸ء کے اوائل میں گورباچوف اور رونالڈ ریگن کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جس کی رو سے روس افغانستان سے اپنی فوجوں کو واپس بلا لے گا۔ اس معاہدے سے امریکہ یہ سمجھتا تھا کہ اس نے روس کو شکست دے کر ویت نام کا بدلہ لے لیا ہے۔ جنیوا مذاکرات بھی اپنے آخری مراحل میں تھے۔ مرحوم صدر کی بڑی شدت سے یہ خواہش تھی کہ روس پر دباؤ ڈال کر امریکہ اور دیگر ممالک کی تائید سے کابل میں ایک ایسی عبوری حکومت قائم کر دی جائے جو پاکستان دوست اور افغان مجاہدین کی حکومت ہو۔

روس' امریکہ معاہدہ کے تحت اب دونوں ملکوں کے دوست اور دشمن ایک تھے دونوں کے مفادات ایک تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ جب تک صدر ضیاء الحق زندہ ہیں اس وقت تک افغانستان میں ایک سیکولر حکومت کا قیام محض ایک خواب ہے۔ یہ سو فیصد درست تھا اگر وہ زندہ ہوتے تو افغان مسئلہ آج سے پانچ سال پیشتر حل ہو چکا ہوتا۔ چنانچہ انہوں نے صدر ضیاء کو اپنے راستے کا آخری پتھر سمجھ کر اپنے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا۔

شہید صدر اپنے نامور جرنیلوں کے ہمراہ سی 130 میں دہشت گردی کا شکار ہو گئے۔ مگر وہ ایک تاریخ رقم کر کے اپنے خدا کے حضور سرخرو ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پاکستان کی فضاء میں شہادت کے رتبے سے سرفراز فرمایا دیا۔

صدر ضیاء اگر زندہ ہوتے تو مسئلہ افغانستان آج سے تقریباً پانچ سال قبل حل ہو چکا ہوتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

PROPERTY OF ACKU

کچھ ماہنامہ دعوت (اردو) کے بارے میں

جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والے مجلّہ **دعوت** نے اپنی اشاعت کا سفر آج سے پانچ سال قبل کیا تھا۔ مجلّہ نے دعوتِ توحید اور جہادِ افغانستان میں نمایاں کردار کرنے کے عزم کو ہمیشہ مدِّ نظر رکھا۔ اس کے پیشِ نظر اُن بُنیادی مقاصد کے علاوہ مسلمانانِ پاکستان کو روسی تسلّط اور مظالم، افغان مجاہدین کی جہادی سرگرمیوں اور پاکستان اور افغانستان کے سلفی بھائیوں کی سرگرمیوں کو متعارف کرانا بھی تھا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے مجلّہ دعوت اپنی اس ذمّہ داری کو احسن طریقے سے ادا کرنے میں کوشاں رہا۔ چنانچہ مجلّہ **دعوت** ہی کی وجہ سے پاک افغان سلفی حضرات ایک دوسرے سے متعارف ہوئے اور ایک توانا آواز بن کر اُبھرے ——— لیکن اب بصد افسوس اطلاعاً عرض ہے کہ بعض ناگزیر وجوہات کے باعث مجلّہ **دعوت** (اردو) فی الحال ——— شائع نہ ہو سکے گا (ادارہ)

ماہنامہ "دعوت"
پوسٹ بکس نمبر ۶۱۴ - جی پی او صدر پشاور
پاکستان

PROPERTY OF ACKU

شہید شیخ جمیل الرحمن رحمہ اللہ کی نذر

یہ خزاں کہاں سے آئی مرے کھلتے گلستاں پر
یہ گرائی برق کس نے مرے بستے آشیاں پر

مری آنکھ سے رواں ہیں مرے خونِ دل کے قطرے
مرا دل ہے ٹکڑے ٹکڑے تری مرگِ ناگہاں پر

نعیم الحق نعیم

درسِ حدیث

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
زَوَالُ الدُّنْیَا اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ :

(الترمذی ۔ مشکوۃ ۔ کتاب القصاص)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ساری دُنیا کی تباہی اللہ کے نزدیک ایک مُسلمان کے قتل کے مقابلے میں ہلکی ہے —“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ ثَلٰثَۃٌ مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ ، وَمُبْتَغٍ فِی
الْاِسْلَامِ سُنَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِغَیْرِ
حَقٍّ لِیُھْرِیْقَ دَمَہٗ : —— (رواہ البخاری ۔ مشکوۃ ۔ باب الاعتصام)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگوں میں سب سے ناپسندیدہ تین قسم کے افراد ہیں (۱) حرم میں الحاد پھیلانے والا (۲) اسلام میں جاہلانہ طریقے تلاش کرنے والا (۳) ناحق طور پر کسی مُسلمان کا پیچھا کرنے والا تاکہ اس کا خُون بہائے۔

شیخ شہید رحمہ اللہ کے بارے میں چند تاثرات

مولانا حفیظ الرحمن لکھوی

مہتمم: جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ

میری شیخ رحمتہ اللہ سے پہلی ملاقات المعہد الشریعہ کے سابق مدیر ابو صہیب مصری کے واسطے سے جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے مدرسہ المعہد الشریعہ میں ہوئی۔ کھانے کے موقع پر آپ سے تعارف ہوا۔ بڑے تپاک سے ملے جیسے برسوں سے شناسائی ہو۔ میں ان کی متانت، سنجیدگی اور وقار سے بہت متاثر ہوا۔ یہ وقار ان کے ذی علم ہونے کی طرف رہنمائی کرتا تھا۔

اس موقع پر ان سے جامعہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے حوالے سے بات چیت ہوئی۔ وہ فرمایا کرتے تھے مجھے آپ کے جامعہ ابن تیمیہ سے بہت محبت ہے۔ جس شخصیت کی نسبت سے اس کا نام رکھا گیا ہے وہ شخصیت اتنی ہمہ گیر ہے کہ صاحب سیف و قلم کہلائی۔ جس انداز سے انہوں نے دین کی خدمت کی وہ قابل تقلید ہے۔ قلمی جہاد بھی کیا جب تاتاریوں کے خلاف جہاد کی ضرورت پڑی تو قلم کو چھوڑ کر تلوار بھی اٹھا لی۔ یہ امام ابن تیمیہ کی ذات سے وابستہ محبت ہی تھی کہ جب بھی ہم نے انہیں دعوت دی، اپنی تمام تر مصروفیات کو ترک کر کے ہماری دعوت قبول کی اور شرف میزبانی بخشا۔

جوں جوں ان سے رابطہ بڑھتا گیا ان کی شخصیت زیادہ نکھر کر سامنے آتی گئی۔ میں ان کے حلم، بردباری اور دور اندیشی سے متاثر ہوا۔ وہ کسی بھی مسئلہ کو گہرائی اور گیرائی کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کرتے، تاکہ کم سے کم نقصان اور زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل ہو سکیں۔ یہ انداز ان کی عادت بن گیا تھا۔ شاید یہی بات تھی کہ وہ مسئلہ زیر بحث کو مختصر مگر جامع انداز میں پیش کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ وہ ایک بہترین مہمان بھی تھے اور میزبان بھی۔ میزبان ہونے کی حیثیت سے من حیث القوم افغانوں کا انداز عربوں سے غیر معمولی طور پر ملتا ہے۔ شیخ رحمتہ اللہ میں یہ وصف اپنی بلندی پر نظر آتا ہے۔

کھانے کے دوران اپنے ساتھ بیٹھے ساتھی کا خیال رکھتے اپنی پلیٹ میں سے چیزیں اٹھا اٹھا کر اپنے ساتھیوں اور مہمانوں مین تقسیم کر دیتے۔ یہ ان کی شخصیت کا بڑا تابناک پہلو تھا کہ ایک عالم آدمی بھی ان کے نزدیک خاص اہمیت رکھتا تھا۔ پہلی دفعہ جب وہ ہمارے پاس آئے تو ہنگامی حالت میں ان کے لئے کھانے کا انتظام کرنا پڑا۔ ہمارے اپنے ساتھیوں نے محسوس کیا اور توجہ دلائی کہ کھانے میں چند ایک خامیاں تھیں جو دور ہو سکتی تھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے مطابق کہ "کھانے میں عیب نہ نکالو" شیخ رحمتہ اللہ نے اس سلسلے میں اظہار تو رہا ایک طرف اشارہ تک بھی نہیں کیا۔

شیخ صاحب کا سب سے بڑا کارنامہ امارت اسلامی کا قیام تھا۔ مگر ایک پہلو جو ہمیشہ ان کی توجہ کا مرکز بنا رہا وہ ہے عقیدہ

انہوں نے تعلیم و تربیت کے شعبے میں جو سرمایہ کاری کی اب اس کے اثرات آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں

بیادِ شیخ جمیل الرحمٰن شہید رحمہ اللہ

جولائی تا ستمبر ۹۲ء

MONTHLY DAWAT URDU

ماہنامہ مجلۂ توحید و جہاد

دعوت

جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ افغانستان کے اغراض و مقاصد

اسلامی شریعت کا قیام

جہاد فی سبیل اللہ کا دوام

قرآن و سنت کی ترویجِ عام

اسلامی تربیت کا اہتمام

PROPERTY OF ACKU

مؤمن کا نصب العین

اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے اِن کے جان و مال خرید چکا ہے۔ یہ طے ہے کہ درم و دینار سے لے کر رگِ حیات تک سب کچھ اللہ تعالیٰ پر قربان ہے۔ نہ دولت و زر پر اختیار رہے نہ زندگی کے قیمتی لمحات پر۔ سودا اللہ تعالےٰ کی جانب سے ہو چکا۔ بات پکی ہو گئی۔ دو حرفی نصب العین ہے کہ جنّت لو اور دُنیا کی تمام آسائشیں دین پر نثار کر دو۔ یہ کسقدر بلند نصب العین ہے، جس سے نفس میں پاکیزگی اور رفعت پیدا ہو جاتی ہے۔

امام الجہاد شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ کی تمام زندگی اسی نصب العین کی مظہر تھی۔ وہ اسی لیے جیے اور اسی لیے شہید ہُوئے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مؤمن
نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کُشائی

درسِ قرآنِ کریم

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (آلِ عمران/ ۱۶۹ - ۱۷۰)

اور آپ اُن لوگوں کو مُردہ خیال نہ کریں جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے ہاں رزق سے نوازے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنے فضل و کرم سے جو نوازا ہے وہ اُس پر خوش ہیں اور وہ اپنے بھائیوں کے متعلق جو ابھی تک درجۂ شہادت کو نہیں پا سکے ہیں یہ جان کر خوشی محسوس کرتے ہیں کہ (درجۂ شہادت پا لینے کے بعد) ہماری طرح اُنہیں بھی کسی قسم کوئی غم ہوگا، نہ ڈر (سورۂ آلِ عمران)